مجددِ اعظم

سیرت حضرت مجدد الف ثانیؒ
سرکار سرہند شریف

مرتبہ مؤلفہ

محمد حلیم

شعاعِ ادب ○ لاہور

بار اوّل اگست ۱۹۵۸ء ۱۰۰۰ جلد

قیمت تین روپے

ناشر محمد حلیم

مطبوعہ استقلال پریس لاہور

○

شاہراہِ ادب، لاہور

اگر سیاه دلم داغ لاله زار توام

وگر گشاده جبینم گل بهار توام

"شیخ احمد سرہندی (حضرت امام ربّانی)

ایک آفتاب ہیں کہ ہم جیسے ہزاروں

ستارے اُسکی روشنی میں گُم ہوجائیں"

حضرت خواجہ باقی باللہؒ

انتساب

گلستانِ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ

کے

گلہائے تازہ بہار،

صاحبزادہ سید محمد علی شاہ صاحب کرمانوالے

و

صاحبزادہ سید عثمان علی شاہ صاحب کرمانوالے،

کے

اسمائے گرامی سے معنون کرتا ہوں

طالبِ دعا ـــــ محمد حلیم

آئینہ

پہلا حصہ

پہلا حصہ

دوسرا حصہ

ایک نظر

حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ کا شمار ان چند جلیل القدر بزرگوں میں ہوتا ہے جنہوں نے دین حقہ کے لیئے کفر و شرک کا خم ٹھونک کر مقابلہ کیا اور اسلام کے پرچم کو ہندوستان کی سنگلاخ زمین پر کچھ اس مضبوطی سے ایستادہ کیا کہ انشاءاللہ یہ پرچم قیامت تک لہراتا رہے گا۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ نے اکبر اور جہانگیر کا دور دیکھا ہے۔ جبکہ کہیں دین الٰہی اور کہیں بدعات وغیرہ شرعی حوادث دین حقہ کے مٹانے کی فکر میں تھے۔ حضرت مجددؒ نے نہ صرف ان حوادث کا مردانہ وار مقابلہ کیا، بلکہ ان کی بیخ کنی کے لیے قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں اور بالآخر اپنے نیک مقاصد میں کامیاب و کامراں ہوئے، کہ یہی جہانگیر

ان کا گرویدہ بن گیا) ایک جگہ تزک جہانگیری میں حضرت کی بے پایاں عنایات کا ذکر کیا ہے۔ جس کا مفہوم یہ ہے کہ بادشاہ نے حضرتؒ کے دستر خوان کا ایک سوکھا ٹکڑا ایک مرتبہ کھایا تھا، جس کی لذت شاہی کھانوں سے کہیں بڑھ کر تھی، اور بادشاہ کو ہمیشہ یاد رہی۔

حضرت مجددؒ نے بھی بادشاہ کی محبت اور عقیدت کا اپنے مکتوبات شریف میں ذکر فرمایا ہے کہ اوّل تو ہماری کوئی نیکی ایسی نہیں ہے کہ ہم اسے اپنی بخشش کا ذریعہ قرار دیں، ہاں اتباعِ سنّت جناب نبی کریمؐ کے طفیل اگر حق سبحانہ تعالیٰ نے مہربانی فرمائی تو اے بادشاہ ہم تیرے بغیر جنّت میں نہیں جائیں گے ۔۔۔ !

یہ حضرت مجدد الف ثانیؒ کی مساعئ جمیلہ تھیں کہ ہندوستان بھر میں اسلام کا ڈنکہ بجنے لگا۔ بلکہ ہندوستان سے باہر کے ملکوں میں بھی آپ کی تبلیغ اور کوششوں سے لوگ اسلام کے حلقہ بگوش ہوئے۔ آپؒ کے وصال کے بعد آپ کے جلیل القدر فرزندِ ارجمند حضرت خواجہ محمد معصوم قیوم ثانیؒ نے دنیا کے ان تاریک حصّوں میں بھی اسلام کی روشنی پہنچادی جہاں اس سے پہلے لوگ اس مذہب کو برائے نام جانتے تھے۔

پیش نظر مختصر سی کتاب حضرت مجدد الف ثانیؒ اور ان کی اولاد امجادؒ کے چیدہ چیدہ حالات و واقعات پر مشتمل ہے جسے نہایت سادہ اور آسان زبان میں قلمبند کیا گیا ہے، تاکہ معمولی پڑھا لکھا مسلمان بھی حضرت مجدد الف ثانیؒ کی مایۂ ناز شخصیت سے روشناس ہو جائے۔ ویسے تو کون ایسا پڑھا لکھا مسلمان ہوگا جو آپ کی ذاتِ گرامی اور نام نامی سے ناآشنا ہو، تاہم شعاعِ ادب لاہور" کی یہ کوشش توقع ہے پسندیدگی سے دیکھی جائے گی اور ہمارے دلوں میں اسلاف کے لیے محبت، عقیدت اور ان کے نقشِ قدم پہ چلنے کا جذبہ پیدا کرے گی ـــــ آج سوانح نگاری سے بڑا مقصد بھی یہ لیا جاتا ہے۔ کاش ہم اس مقصد کو سمجھ سکیں اور اس پر عمل پیرا ہو سکیں۔

(احقر) محمد امین شرقپوری

لاہور ـــــ ۲۲ جولائی ۵۸ء

اس تالیف کا مواد مندرجہ ذیل کتب سے اخذ کیا گیا ہے :-

۱ مکتوبات شریف امام ربّانی مجدد الف ثانیؒ، دفتر اوّل و دوم

۲ روضۃ القیومیۃ جلد اوّل و دوم

۳ حضرت مجدد الف ثانیؒ از نظام الدین مجدّدی دتوکّلی

○

وجہ تالیف

عاجز کی کیا ہستی ہے کہ ایک جلیل القدر اولیاء اللہؒ مبلّغ اعظم عالم باعمل، مجسمہ رشد و ہدایت، عاشق یزدانی، امام ربّانی، مجدّد الف ثانی کی سیرت پاک لکھوں

زہے قسمت اگر اسے ایک بڑی دینی ضرورت کو بھی پورا کرنے کی حثیت سے باقیات الصّالحات سے تعبیر کیا جا سکے ۔

حضرت مجدّد الف ثانی کی کرم بخشی اس سے زیادہ کیا ہو سکتی ہے کہ مجھ ایسے روسیاہ، علم معرفت و روحانیت سے محروم انسان سے اپنے حالات قلمبند کروا کر فیضان سے نوازا ۔ یہ تالیف بندہ کی طرف سے محض محبّت اور عقیدت کا اظہار ہے۔

کتاب مرتّب کرنے کے علاوہ اس کی اشاعت بھی اپنے
ادارے ہی کی طرف سے کر رہا ہوں۔

خاکسار محمدؐ حلیم

پہلا حصّہ

سرہند

پرانے زمانے میں یہاں ایک گھنا جنگل تھا۔ جس میں بیشمار شیر اور دوسرے درندے رہتے تھے۔ سیر ہندی میں شیر کو اور رند جنگل کو کہتے ہیں۔ یہ شیروں کا جنگل حضرت مجدد الف ثانی کے دم قدم سے اللہ کے شیروں کا مسکن بن گیا۔

محلِ وقوع

سرہند دہلی اور لاہور کے عین درمیان ہے۔

تاریخی اہمیت

فیروز شاہ تغلق کے عہد میں ایک دفعہ شاہی کارندے سے شاہی خزانہ

لئے ہوئے لاہور سے دہلی جا رہے تھے۔ جب وہ اس جنگل میں سے گزرے تو ان میں سے ایک پاکیزہ فطرت شخص کو محسوس ہوا کہ یہ مقام ایک جلیل القدر ولی کی پیدائش سے مشرف ہوگا۔ اس نے اس بات کا ذکر سلطان کے پیر و مرشد سے کیا۔ جو خود بھی ایک کامل بزرگ تھے۔ وہ اس بات سے بہت متاثر ہوئے۔ انہوں نے بادشاہ کو یہاں ایک شہر بسانے کے لئے کہا۔ چنانچہ سلطان نے اپنے وزیر خواجہ فتح اللہ کو دو ہزار آدمی دے کر اس مبارک شہر کی تعمیر کے لئے روانہ کیا۔ اس شہر کی بنیاد ۷۶۰ھ میں حضرت امام رفیع الدینؒ اور حضرت شاہ بوعلی قلندرؒ کے مبارک ہاتھوں سے رکھی گئی۔ شدہ شدہ اس شہر کی آبادی بارہ میل تک پھیل گئی۔ شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر کے عہد میں سکھوں نے موقع پا کر اس شہر کو لوٹ لیا۔ اور ٹیلہ پر قلعہ کو مسمار کر کے گوردوارہ بنا دیا۔ آج بھی یہاں سکھوں کا ایک بڑا گوردوارہ ہے۔ جہاں ہر سال میلہ لگتا ہے۔

دیگر خصوصیّت

ایک مرتبہ حضرت مجدد الف ثانیؒ نے شہر سے باہر جنوب مشرقی

کرنے میں ایک بلند ٹیلہ پر قدم رنجہ فرمایا۔ ظہر کی نماز بھی وہیں ادا کی اور
دیر تک مراقبے میں مشغول رہنے کے بعد لوگوں سے خطاب فرمایا کشف سے معلوم
ہوتا ہے کہ اس ٹیلے پر انبیاء علیہم السلام کے مقبرے ہیں۔ انہوں نے
مجھ سے ملاقات بھی کی ہے۔ ان کی تعداد چالیس کے قریب ہے۔
اُس وقت کے لوگوں نے ان انبیاء کی پیروی نہ کی اس لئے وہ ہلاک
ہو گئے۔ یہ انبیاء یہاں ہجرت کر کے آ گئے اور یہیں وفات پائی۔

موجودہ ریلوے سٹیشن اور منڈی

موجودہ ریلوے سٹیشن انگریزوں کا بنایا ہوا ہے جو روضہ مبارک
سے تقریباً ڈھائی میل دور ہے۔ منڈی اسٹیشن سے قریب ہے۔
سرہند آج کل ایک چھوٹا سا قصبہ اور اناج کی منڈی ہے۔ پاکستان اور
ہندوستان سے آنے والے زائرین تانگے یا ٹم ٹم میں بیٹھ کر روضہ مبارک
پر حاضر ہوتے ہیں۔

تقسیم سے پہلے، تقسیم کے بعد

[illegible]ستان بننے سے پہلے خانقاہ شریف پر بڑی چہل پہل رہتی تھی

دن رات فیضان کا چشمہ جاری رہتا تھا۔ اور لاکھوں بندگانِ خدا
آتے اور سیراب ہو کر جاتے تھے۔ تقسیم کے پُر آشوب زمانے میں
ہزاروں مسلمانوں نے آستانِ عالیہ میں پناہ لی۔ دشمنوں نے کئی بار حملے
کا ارادہ کیا۔ لیکن کسی کو چار دیواری کے اندر قدم رکھنے کی جرأت نہ ہوئی
دامانِ مجدّدیہ کے سائے میں پناہ لینے والے محفوظ و مامون رہے۔
اور ان کو کھانے پینے کے سلسلے میں بھی کوئی دقت اور پریشانی
پیش نہ آئی۔ تقسیم سے پہلے عرس مبارک کے موقع پر تمام اسلامی ممالک
سے لاکھوں زائرین حاضر ہوتے تھے۔ صدر دروازہ کے باہر دُور
تک سڑک کے دونوں طرف ایک شہر سا آباد ہو جاتا تھا۔ خانقاہ
شریف کے اندر تِل دھرنے کو جگہ نہ ملتی تھی۔ تقسیم کے بعد پاکستان سے
ہر سال جانے والے زائرین کی تعداد کبھی دو ڈھائی سو سے زیادہ
نہیں ہوتی۔ اور ہندوستان کے مختلف حصّوں سے آنے والے
زائرین کی تعداد بھی کچھ زیادہ نہیں ہوتی۔ اسے انقلابِ زمانہ کے
سوا اور کیا کہا جا سکتا ہے۔ اب ختم شریف کے موقع پر مسجد بھی پوری
طرح بھری ہوئی نہیں ہوتی۔ آج کل جناب مقبول احمد درگاہ کے

۸۴۳۵

منتظم ہیں ۔ آپ آنحضرت کی اولاد میں سے ہیں ۔ عرس شریف بتحریر آپ
بہترین انتظام ہوتا ہے ۔ آپ کے حسن کارکردگی اور خوش خلقی کو
جس قدر بھی سراہا جائے کم ہے ۔ خدا آپ کو اور آپ کے صاحبزادہ
کو آنحضرت کے زائرین کی خدمت کی زیادہ سے زیادہ توفیق عطا فرمائے ۔

اسم شریف

آپ کا نام نامی احمد، لقب بدرالدین، کنیت ابوالبرکات، منصب
قیوم زماں، مجدد الف ثانی اور مذہب حنفی ہے ۔ طریقہ آپ کا مجددیہ
ہے ۔ اس کے علاوہ قادریہ، سہروردیہ، نقشبندیہ، چشتیہ، نظامیہ
اور صابریہ بھی ہے ۔

نسبت

آپ حضرت امیر المومنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی ستائیسویں پشت
سے ہیں ۔ آپ کے والد بزرگوار کا اسم شریف شیخ عبدالاحد اور دادا کا
اسم گرامی شیخ زین العابدین تھا ۔

خاندانی خصوصیات

(۱) شیخ عبدالاحدؒ اپنے سب بھائیوں سے بڑے اور اپنے وقت کے ایک جیّد عالم تھے۔ ظاہری و باطنی علوم کے جامع تھے۔ آپ کا شمار ہندوستان کے مشہور و معروف مشائخ میں ہوتا تھا۔ آپ کے پیر و مرشد حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہیؒ مشائخ چشتیہ میں سے تھے حضرت شیخؒ نے شیخ عبدالاحدؒ کو بشارت دی کہ آپ کی پیشانی میں ایک ولی برحق کا نور جلوہ گر ہے۔ جلد ہی اس کا ظہور ہوگا۔ قدرت کو آپ سے خاص کام لینا ہے۔ اگر میں اس وقت تک بقیدِ حیات رہا تو اسے وسیلۂ رحمتِ الٰہی سمجھوں گا۔ لیکن کچھ عرصے کے بعد ان کا انتقال ہو گیا۔ حضرت شیخ عبدالاحدؒ نے اپنے وقت کے قطب شیخ رکن الدینؒ سے رجوع کیا۔ اور علومِ ظاہری و باطنی کو تکمیل تک پہنچایا۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ اپنے مکتوبات میں فرماتے ہیں والد بزرگوار کی خدمت میں بہت لوگ حاضر ہوا کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ ہم نے آپ کو مکۂ معظمہ میں دیکھا ہے۔ کوئی کہتا میں نے بغداد شریف میں دیکھا ہے۔ لیکن والد صاحب اس سے انکار فرماتے اور فرماتے کہ

ہیں تو کبھی اپنے گھر سے باہر نہیں گیا۔ ایک مرتبہ ایسا بھی دیکھا گیا کہ حجرے میں آپ کا ہر عضو الگ الگ پڑا ہوا ہے۔ جب یہ بات لوگوں نے سنی تو وہ حجرے کی طرف بھاگے۔ لیکن جب وہاں پہنچے تو آپ کو یادِ الٰہی میں مشغول پایا۔ حضرت شیخ عبدالاحدؒ کو سلسلہ چشتیہ کے علاوہ طریقہ قادریہ میں بھی بیعت کی اجازت تھی۔ آپ کا وصال ۲۷ جمادی الآخر ۱۰۰۷ھ کو سرہند میں ہوا۔ آپ کی عمر اس وقت اسّی سال تھی۔

وفات کے وقت آپ کے صاحبزادے حضرت امامِ ربانی قدس سرہ العزیز موجود تھے۔ آپ نے فرمایا کہ میں اہل بیت کی محبت میں دیوانہ ہوں۔ اور اس نعمت سے مالامال ہوں۔ تمہیں بھی یہی وصیت کرتا ہوں۔

؎ الٰہی بحق بنی فاطمہ — کہ بر قولِ ایماں کنی خاتمہ

آپ کا مزار شریف خانقاہ سے تقریباً ایک میل شمال میں ہے۔

پیدائش سے پہلے

امام ربّانی مجدد الفِ ثانیؒ کی پیدائش سے قبل آپ کے والد بزرگوار

نے خواب میں دیکھا کہ تمام جہان اندھیرے میں گھرا ہوا ہے۔ بندر، ریچھ اور سؤر آدمیوں کو ہلاک کر رہے ہیں۔ آپ کے سینۂ مبارک سے نور کا ایک شعلہ نکلا۔ اس میں ایک تخت ظاہر ہوا۔ اس تخت پر ایک بزرگ تکیہ لگائے بیٹھے ہیں۔ ان کے سامنے تمام ظالم، بے دین اور ملحد لوگ ہلاک ہو گئے۔ حضرت شیخ نے یہ خواب حضرت شاہ کمال کیتھلیؒ سے بیان کیا۔

حضرت شاہ بزرگ کامل اور قطب زمانہ تھے۔ آپ نے فرمایا کہ آپ کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوگا۔ جس سے تمام بدعتوں کا خاتمہ ہو جائے گا۔

والدہ

حضرت مجددِ الفِ ثانیؒ کی والدۂ مکرمہ بہت نیک خاتون تھیں صوم و صلوٰۃ کی سختی سے پابند تھیں۔ ملنے جلنے والی عورتوں میں اکثر تبلیغی کام بھی سرانجام دیتی تھیں۔ ان کے بطن سے سات صاحبزادے تولد ہوئے۔ ۱۔ شیخ شاہ محمد۔ ۲۔ شیخ مسعود۔ ۳۔ نامعلوم۔ ۴۔ شیخ احمد۔ ۵) شیخ غلام محمد۔ ۶۔ شیخ فواد۔ ۷۔ نامعلوم۔ ضلع بلند شہر

میں سکندن نام کا ایک قصبہ ہے ۔ وہاں ایک بزرگ رہتے تھے۔ آپ ان کی صاحبزادی تھیں۔

آپ کے متعلق سابقہ بزرگوں کی بشارتیں

کئی بزرگوں نے آپ کے متعلق کتابوں میں تحریر فرمایا ہوا تھا حضرت غوثِ اعظمؒ کو القا ہوا کہ پانچ سو برس کے بعد ایک بزرگ عالی مرتبہ پیدا ہوگا جس سے دینِ اسلام کو بڑا فروغ ہوگا۔ اور تقویت ملے گی شرک اور بدعت کی تاریکی دور ہوگی ۔ اس کے صاحبزادے اور خلفاء دینِ محمدی کے علم بردار ہوں گے ۔حضرت شیخ احمد جامؒ نے ارشاد فرمایا تھا کہ چار سو سال بعد ایک میرے ہم نام بزرگ ہوں گے جو سب سے افضل ہوں گے۔ حضرت مولانا جامیؒ نے بھی یہی بات اپنی کتابوں میں تحریر کی ہے ۔حضرت شیخ سلیم چشتیؒ اور شیخ عبداللہ سہروردیؒ اکابر اولیا ہند ہوئے تھے ۔ جب وہ باطنی توجہ فرماتے تو منکشف ہوتا کہ ایک امامِ وقت کا ظہور ہونے والا ہے ۔ جس کا نور قیامت تک رہے گا۔ نجومی باتفاق رائے یہی بتاتے کہ ایک ستارہ طلوع ہونے والا ہے

جو حضور سرورِ کائنات نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ سے اس وقت تک پہلے کبھی طلوع نہیں ہوا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک بزرگ کے وجود باجود سے اسلام کی عظمتِ رفتہ کی تجدید ہوگی۔

پیدائش

آپ کی والدہ مکرمہ فرماتی ہیں کہ شیخ احمد کی پیدائش
مجھ پر بے ہوشی سی طاری ہوگئی۔ کیا دیکھتی ہوں کہ حضور
علیہ وآلہ وسلم کی امت کے تمام اولیائے کرام میرے
فرما ہیں۔ آواز آتی ہے کہ اللہ تعالے نے شیخ احمد کو
بنایا ہے۔ اور اپنی رحمتِ خاص سے نوازا ہے۔ لہذا اس کی زیارت کروگے تو بخشے جاؤگے۔ حضرت مجدد الفِ ثانیؒ کے والد بزرگوار فرماتے ہیں کہ آپ کی پیدائش کے دن میں نے دیکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام انبیاء کرام اور فرشتوں کے ہمراہ تشریف لائے ہیں۔ حضورؐ نے مجھے فرزند کی مبارک باد دی اور بچے کے کانوں میں تکبیر فرمائی۔ اور فرمایا کہ یہ میرے تمام کمالات کا وارث اور

میرا قائم مقام ہوگا۔ اور میری امت کے دین اور آخرت کے امور کو سنبھالے گا۔ حضرت کے والد بزرگوار یہ بھی فرماتے کہ شیخ احمد کی پیدائش کے دن لاتعداد فرشتے اور انبیاء کرام اور اولیائے عظام کی روحیں زمین سرہند پر اتر آئی ہیں۔ آپ کی پیدائش کا وقت روز جمعہ بتاریخ ۱۴ شوال ۹۷۱ھ ہے۔ جولائی ۱۵۶۳

عہدِ طفولیّت

آپ سنتِ رسول اللہ کے مطابق مختون پیدا ہوئے۔ آپ عام بچوں کی طرح کبھی روتے، چیختے یا چلاتے نہ تھے۔ ہر وقت خوش و خرّم رہتے۔ والدۂ محترمہ کام کاج میں مصروف ہوتیں اور دودھ وقت پر نہ پلا سکتیں، تو بھی خاموشی سے پڑے رہتے۔ آپ کی شکل بہت پیاری اور بھولی بھالی تھی۔ جو بھی دیکھتا محبت سے بے اختیار ہو جاتا آپ کبھی برہنہ نہ ہوتے۔ اگر اتفاقاً ایسا ہو بھی جاتا تو فوراً بدن کو ڈھانپ لیتے۔

عنایات و برکات

ایک مرتبہ آپ بے حد دبلے اور لاغر ہوگئے علماء وہاں کے

حضرت شاہ کمالؒ سرہند تشریف لائے ہوئے تھے۔ آپ کے والد گھبرائے اور آپ کو حضرت شاہؒ کے پاس لائے اور فرمایا۔ کہ بچّے کے حق میں دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ شفا دے۔ حضرت شاہ کمالؒ نے دیکھا تو تعظیم کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ اس بچے کی تعظیم کے لئے کھڑا ہوا ہوں۔ جو کہ تمام اولیائے امت سے افضل ہے۔ اس کے بعد اپنی زبان دیر تک آپ کے دہانِ مبارک میں رکھی اور فرمایا کہ ہم نے قادریہ سلسلہ کی تمام برکات دے دی ہیں۔ حضرت شاہ کمالؒ نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ العزیز کا خرقہ مبارک جو بطورِ امانت اُن کے پاس پڑا تھا۔ اپنے پوتے شاہ سکندر کو دے کر فرمایا کہ یہ حضرت مجدد الفِ ثانیؒ کو دے دینا آپ سات برس کے تھے کہ حضرت شاہ کمالؒ کا انتقال ہوگیا۔

صوم وصلوٰۃ وتہجد کی عادت

حضور کے والد بزرگوار نے آپ کو نماز کی تعلیم دی۔ آپ بچپن ہی سے نماز باجماعت اور نوافل تہجد کے بڑے پابند تھے۔ آپ نماز بڑی محبت

اور اشتیاق سے ادا کرتے تھے۔ نوافل اور وظائف میں اس قدر مشغول اللہ ہوتے کہ دنیا و مافیہا سے بے خبر ہو جاتے۔ رمضان المبارک میں آپ پر عجیب کیفیت طاری رہتی۔ نماز تراویح کے علاوہ دیگر وظائف میں بکثرت مصروف رہتے۔ آپ کی بچپن ہی میں یہ حالت تھی کہ ایک لمحہ بھی اللہ کی یاد سے غافل نہ رہتے۔

تعلیم

جب حضرت مجدد الف ثانیؒ کو مدرسے میں بٹھایا گیا تو آپ نے تھوڑے ہی عرصے میں قرآن مجید حفظ کر لیا۔ پھر آپ نے اپنے والد بزرگوار حضرت عبدالاحدؒ سے باقی علوم کی تحصیل کی۔ اس کے بعد آپ سیالکوٹ تشریف لے گئے۔ اور مولانا کمال کشمیریؒ اور شیخ خوارزمی کبرویؒ کے خلیفہ مولانا یعقوب کشمیریؒ سے تحصیل علوم کی سند حاصل کی۔ بالغ ہونے سے پہلے پہلے ہی آپ تمام علم ظاہری سے فارغ ہو گئے۔

اُن دنوں ہندوستان کا دارالحکومت اکبر آباد تھا۔ وہاں کے

علما کا بڑا شہرہ تھا۔ آپ بھی وہاں پہنچے اور اکثر علماء سے ملاقات کی
آپ کی خداداد ذہانت دیکھ کر سب کے سب حیرت زدہ ہو گئے
پھر کیا تھا۔ بہت سے علماء روزانہ آپ کے درس میں حاضر ہونے لگے

امرا سے ملاقات

بادشاہ کے وزیر ابوالفضل اور فیضی بہت بڑے فاضل تھے۔
وہ بھی شہرت سن کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ کے اخلاص و
محبت نے انہیں بھی اپنا گرویدہ بنا لیا۔ لیکن کچھ مدت کے بعد ابوالفضل
سے بعض مسائل پر آپ کو اختلاف ہو گیا۔ اور آپ اس سے ناراض
رہنے لگے۔ خدا کا کرنا کہ اسی دوران میں شاہزادہ سلیم نے
ابوالفضل کو قتل کرا دیا۔

شادی

(تھانیسر میں ایک رئیس شیخ سلطانؒ تھے۔ جو اس علاقہ کے حاکم اعلیٰ بھی
تھے۔ اور بادشاہ کے مصاحبین میں بھی ان کا شمار ہوتا تھا) شیخ مذکور

بڑے صالح انسان تھے۔ ایک رات انہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ اور حکم ہوا کہ اپنی لڑکی شیخ احمدؒ کے نکاح میں دے دو۔ شیخ بہت حیران ہوئے کہ یا خدا وہ شیخ احمد کون ہیں۔ دوسری مرتبہ پھر ایسا ہی حکم ہوا۔ اب کی بار انہیں آپ کے حلیہ سے بھی آگاہ کر دیا گیا (جب) حضرت مجدد الف ثانیؒ کا تھانیسر سے گزر ہوا شیخ نے آپ کو دیکھا تو تذبذب میں پڑ گئے۔ تیسری مرتبہ پھر ارشاد ہوا کہ یہ وہی شیخ احمدؒ ہیں جن کے لئے آپ کو بار بار کہا جا رہا ہے۔ آخر شیخ نے جرأت کر کے حضرت مجدد الف ثانیؒ سے اس بات کا تذکرہ کیا آپ نے فرمایا کہ اس معاملہ میں میرا کوئی اختیار نہیں۔ میرے والد بزرگوار سے بات چیت کریں۔ حضرت عبدالاحدؒ نے شیخ سلطانؒ کی اس پیشکش کو قبول فرما لیا۔ شیخ سلطانؒ نے بیٹی کو جہیز میں دوسرے سامان کے علاوہ مال و دولت بھی بکثرت دیا۔

نیک بخت بیوی

شادی کے چند سال بعد آپ سخت بیمار ہو گئے۔ یہاں تک کہ

زندگی کی کوئی امید باقی نہ رہی۔ آنحضرت کی زوجۂ محترمہ نے وضو کر کے دو رکعت نماز ادا کی اور نہایت عاجزی اور انکساری سے رب العزت کی بارگاہ میں شفا کے لئے دعا کی۔ دعا میں نیند کا جھونکا آیا۔ غیب سے اشارہ ہوا کہ فکر نہ کرو۔ ان سے ہزارہا کام مطلوب ہیں۔ چنانچہ اس کے بعد آپ جلد ہی شفایاب ہو گئے۔

والد بزرگوار کی وفات

شادی کے بعد آپ اپنے والد بزرگوار کی خدمت میں حاضر رہے اور آپ کے باطنی کمالات میں روز افزوں ترقی ہوتی گئی۔ جب آپ کے والد ماجد کے انتقال کا وقت قریب آیا تو انہوں نے سب بیٹوں کو بلوایا۔ خرقۂ خلافت جو سلسلۂ سہروردیہ میں آباؤ اجداد سے ملا تھا خرقۂ خلافت چشتیہ جو شیخ عبدالقدوس گنگوہیؒ سے حاصل کیا تھا۔ اور خرقۂ خلافت قادریہ جو حضرت شاہ کمال کیتھلیؒ سے پایا تھا وہ سب حضرت مجدد الف ثانیؒ کو عنایت فرما کر اپنا جانشین مقرر کیا۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت مجدد الف ثانیؒ قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ، نقشبندیہ

تمام سلسلوں میں لوگوں کو مرید کرتے۔ مگر حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی کامل متابعت کی وجہ سے مریدین کو خواہ وہ کسی سلسلہ میں ہوں خلاف شرع امور مثلاً رقص و سرود، سماع، توحید وجودی سے منع فرماتے۔

سلسلۂ نقشبندیہ

حضرت کے والد بزرگوار طریقۂ نقشبندیہ کے فضائل اکثر بزرگوں سے سن چکے تھے۔ کتابوں میں بھی ملاحظہ فرما چکے تھے۔ آپ اس بات کے بہت خواہشمند تھے۔ کہ طریقۂ نقشبندیہ کے کسی بزرگ کی زیارت ہو۔ اور ان سے استفادہ کیا جائے۔ مگر کوئی بزرگ کامل نہ ملا۔ آپ کو اس سلسلہ کے اصول بے حد پسند تھے اور درحقیقت بھی یہ ہے کہ جہاں تمام سلسلوں کی انتہا ہوتی ہے۔ وہاں سے سلسلہ نقشبندیہ کی ابتدا ہوتی ہے۔ اس سلسلے میں نہ چلہ کشی ہے، نہ ذکر بالجہر، نہ سماع، نہ قبور پر روشنی نہ غلاف یا چادر اندازی، نہ سجدۂ تعظیمی کی اجازت نہ قدم بوسی، نہ مرید خواتین کی بے پردگی کو پسند کیا جاتا ہے۔

اس میں آداب زیادہ اور ریاضت کم ہے، اور فیضان بے بہا

کے علاوہ کمالاتِ نبوّت کی تعلیم ہے۔ یہ سلسلہ سیّدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے شروع ہوتا ہے۔ حضرت خواجہ بہاؤالحق نقشبندؒ اس سلسلہ کے جیّد بزرگ ہوتے ہیں۔ آپ ہی نے اس سلسلہ کی آبیاری فرمائی ہے۔

حضرت مجدد الفِ ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں ایک بزرگ کو کشف ہُوا کہ حضرت خواجہ نقشبند فرماتے ہیں کہ ہندوستان میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نائب مقرر کیا جائے گا۔ صحابہ کرام کے بعد تمام اولیائے کرام میں ان کا کوئی ثانی نہیں ہو گا۔ تمام بزرگوں کی توجہ ان ہی کی طرف ہے۔ ہماری خواہش ہے کہ یہ ذی شان اور عالی مرتبہ ولی اللہ ہمارے سلسلہ میں داخل ہوں۔ اس وقت سلسلۂ نقشبندیہ کے بزرگ حضرت خواجہ امکنگیؒ حیات تھے اور کابل میں رونق افروز تھے۔ انہوں نے سلسلے کی اشاعت کے لئے خواجہ باقی باللہؒ کو ہندوستان بھیجا۔ حضرت خواجہ باقی باللہؒ نے خواب میں دیکھا کہ درخت کی ایک شاخ پر ایک طوطا بیٹھا ہُوا ہے۔ اُدھر انہوں نے چاہا کہ یہ طوطا میرے ہاتھ پر بیٹھ جائے اور

ادھر وہ طوطا اڑ کر ان کے ہاتھ پر بیٹھ گیا۔ اس فال نیک کے بعد وہ ہندوستان کی طرف چل پڑے۔ جب سرزمین سرہند میں پہنچے تو خواب میں بتایا گیا کہ آپ قطب الاقطاب کے قرب و جوار میں آ گئے ہیں۔ خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھا کہ فرش سے عرش تک نور ہی نور پھیلا ہوا ہے۔ آپ تلاشِ مطلوب میں پھرتے پھرتے دلی میں آ پہنچے۔

سفرِ دہلی

حضرت مجدد الف ثانیؒ پر ان دنوں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کا اس قدر شدید غلبہ ہوا کہ روضۂ مبارک کی زیارت اور حج بیت اللہ شریف کے لیے رختِ سفر باندھ کر دہلی کو روانہ ہو گئے۔ آپ دہلی پہنچ کر اپنے دوست مولانا حسن کشمیریؒ کے ہاں ٹھہرے۔ حضرت مولانا نے جب حضرت خواجہ باقی باللہؒ کے کمالات باطنی اور کرامات کا ذکر کیا تو حضرت مجدد الف ثانیؒ کو شوقِ زیارت پیدا ہوا۔ حضرت خواجہؒ نے دیکھتے ہی آپ کو پہچان لیا کہ یہ وہی

فرزند ہے۔ جس کی خوشخبری پہلے دی جا چکی ہے۔ حضرت خواجہؒ نے فرمایا کہ آپ یہاں کیسے تشریف لائے ہیں۔ پھر خود ہی فرمایا آپ حج کے لئے بیت اللہ شریف جا رہے ہیں۔ کچھ دن یہاں بھی قیام فرمائیں۔ حضرت مجدّد الفِ ثانیؒ آپ کی فرمائش پر رُک گئے۔ اور حضرت خواجہؒ حلقۂ ارادت میں شامل ہو گئے۔ حضرت خواجہؒ نے اپنے ایک مرید کو حضرت امامِ ربانیؒ کی آمد پر تحریر فرمایا۔" شیخ احمد نامی ایک عالم باعمل سرہند سے آئے ہیں۔ چند دن اس فقیر سے صحبت رہی۔ عجیب و غریب حالات اُن کے دیکھنے میں آئے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک چراغ ہوں گے۔ جس سے سارا عالم روشن ہو جائے گا۔" حضرت خواجہؒ نے حضرت امام ربانیؒ کو تنہائی میں طریقۂ خواجگان کی تعلیم دینا شروع کی۔ کچھ ہی عرصہ میں آپ علومِ باطنی سے مالا مال ہو گئے۔ حق تعالےٰ کی مہربانی اور حضرت خواجہؒ کی توجہ خاص سے تمام مدارج بہت جلد طے کر لئے۔ حضرت خواجہؒ آپ کی فضیلت اور قابلیت دیکھ کر اللہ تعالےٰ کے بے حد شکر گزار

ہوتے۔ کہ ایسے شخص کی روحانی تکمیل کے لئے انہیں منتخب کیا گیا ہے۔ آپ اکثر فخریہ فرماتے کہ میں حضرت امام ربانیؒ کو نسبت نقشبندیہ کی امانت دے کر بری الذمہ ہو گیا ہوں) آپ فرمایا کرتے تھے کہ شیخ احمد (حضرت امام ربانی) ایک آفتاب ہیں کہ ہم جیسے ہزاروں ستارے اس کی روشنی میں گم ہو جائیں گے۔ آسمان کے نیچے ان کی نظیر نہیں ہے۔ اور ان جیسے اس امت میں چند ہی گزرے ہیں۔ ایک بار حضرت خواجہؒ نے حضرت امام ربانیؒ سے فرمایا کہ ہم نے یہاں سرہند میں ایک بہت بڑا چراغ روشن کیا ہے۔ اس کی روشنی آناً فاناً بڑھنے لگی۔ پھر ہمارے جلائے ہوئے چراغ سے بیسیوں چراغ جل گئے۔ اس سے مراد تم ہو (اس کے بعد حضرت خواجہؒ نے چند اصحاب ہمراہ دے کر سرہند شریف جانے کی اجازت مرحمت فرمائی۔)

حضرت خواجہ باقی باللہ کے حالاتِ زندگی

حضرت خواجہؒ سلسلہ خواجگان نقشبندیہ کے جامع کمالات

بزرگ ہوئے ہیں۔ یہ سلسلہ حضرت ابوبکر صدیقؓ سے شروع ہوتا ہے حضرت سلمان فارسیؓ، حضرت امام قاسم بن محمد بن ابوبکرؓ حضرت امام جعفر صادقؓ، حضرت سلطان العارفین بایزید بسطامیؒ حضرت ابوالحسن خرقانیؒ۔ شیخ ابی علی فارمدی طوسیؒ۔ حضرت خواجہ ابویوسف ہمدانی قدس سرہٗ۔ حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی قدس سرہٗ حضرت خواجہ عارف ریوگری قدس سرہٗ۔ حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی قدس سرہٗ۔ حضرت خواجہ علی رامتینؒ، حضرت خواجہ محمد بابا سماسی قدس سرہٗ۔ حضرت سید امیر کلالؒ۔ حضرت امام الطریقہ خواجہ بہاؤالدین نقشبند قدس سرہٗ۔ حضرت خواجہ علاؤالدین عطار قدس سرہٗ، حضرت مولانا یعقوب چرخیؒ حضرت خواجہ عبیداللہ احرارؒ۔ حضرت مولانا محمد زاہد قدس سرہٗ حضرت مولانا درویش محمدؒ اور حضرت مولانا خواجہ امکنگیؒ سے حضرت خواجہ باقی باللہؒ تک پہنچا ہے۔ آپ کی ولادت باسعادت کابل میں ۹۷۱ھ میں ہوئی۔ آپ کے والد بزرگوار کا اسم گرامی قاضی عبدالسلام تھا۔ جو اپنے وقت کے بڑے

متقی بزرگ تھے۔ حضرت خواجہ لڑکپن ہی میں بڑے متین
اور بزرگانہ عادات واطوار کے حامل تھے۔ ظاہری علوم سے
بہت جلد فارغ ہو کر آپ نے سیر و سیاحت اختیار کر لی اور
جا بجا علماء اور مشائخ سے فیوض و برکات حاصل کرتے ہوئے
ہندوستان تشریف لے آئے۔ آپ ہر لمحہ یادِ خدا میں
گزارتے۔ اکثر راتیں۔ جنگلوں، بیابانوں۔ قبرستانوں میں بیدار
رہ کر گزاریں۔ اللہ کے بندوں سے ملنے کا اس قدر اشتیاق تھا
کہ اگر کسی کو مجذوبی کی حالت میں دیکھ پاتے تو اس کے پیچھے
لگ جاتے۔ خواہ وہ پتھر ہی مارتا مگر آپ اس کا پیچھا نہ چھوڑتے
حضرت خواجہ باقی باللہؒ کو حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبندؒ
نے بھی اشارہ فرمایا تھا کہ حضرت مجدد الفِ ثانیؒ سے ملو۔ اور
انہیں اپنے سلسلہ میں شامل کرو۔ بعد میں حضرت خواجہ امکنگیؒ
نے بھی اس بارے میں تاکیداً ارشاد فرمایا۔ یہی وجہ تھی کہ آپ
ایک مدت تک حضرت مجدد الف ثانیؒ کی تلاش میں رہے۔

آپ دنیا اور دنیا والوں سے بے نیاز رہتے تھے۔ اپنی

مجلس میں ان کا کبھی ذکر نہ فرماتے۔ آپ کا لباس بے حد سادہ ہوتا۔ توکّل کے متعلق آپ فرماتے کہ توکّل یہ نہیں کہ ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ جاؤ۔ کہ اللہ تعالےٰ خود ہی بھیج دیں گے۔ بلکہ اسباب تلاش کرنے چاہئیں۔ آپ صاحب کشف و کرامات تھے۔ سینکڑوں حاجت مند اور مریض حاضر خدمت ہوتے۔ اور آپ اُن کے لئے دعا فرماتے۔ جو لوگ تلاش حق کے لئے پہنچتے انہیں کمالات باطنی کی دولت سے مالا مال کرتے۔ ایک دفعہ آپ کے ہاں رات کے وقت چند مہمان آ گئے۔ آپ کا ایک نانبائی مرید مہمانوں کے لئے کھانا تیار کر کے لے آیا۔ آپ نانبائی کی اس خدمت سے بے حد خوش ہوئے اور فرمایا کہ تمہیں کیا چاہیئے۔ نانبائی نے عرض کی کہ مجھے خواجہ باقی باللہ بنا دیں۔ آپ نے اسے دو تین دفعہ تو سمجھایا کہ کچھ اور مانگو۔ مگر وہ بندۂ خدا اپنی ضد پر ڈٹا رہا۔ آخر آپ اسے ایک کوٹھڑی میں لے گئے۔ اور ایسی توجہ فرمائی کہ جب وہ شخص باہر آیا تو حضرت خواجہ باقی باللہؒ کی مانند تھا۔ مگر وہ دولت جسے آپ

لئے ہوئے تھے۔ وہ چند دن کے لئے بھی نہ رکھ سکا۔ اور راہی ملک عدم ہوا۔ درست ہے۔ اللہ تعالےٰ جس کو اس نعمت کے لائق سمجھتے ہیں اسے ہی بخشتے ہیں۔ آپ کو اپنے وصال کا پہلے ہی علم ہو چکا تھا۔ اور کچھ عرصہ قبل اپنی بیوی صاحبہ کو آگاہ فرما دیا تھا۔ آپ چالیس سال کی عمر میں ۵ جمادی الثانی ۱۰۱۲ھ کو اللہ کو پیارے ہو گئے۔ آپ کا مزار شریف دہلی میں "قطب روڈ" سے اجمیری دروازہ کی طرف جاتے ہوئے راستہ میں قدم شریف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ہے۔ جہاں بہت بڑا قبرستان ہے۔

آپ کے مزار شریف پر گرمی کے موسم میں دوپہر کے وقت کوئی زیارت کے لئے پہنچے تو پاؤں سے ننگا ہونے پر بھی جگہ بہت ٹھنڈی معلوم ہوتی ہے۔

آپ کی اولاد میں دو لڑکے تھے۔ جن کے اسمائے شریف۔ خواجہ عبداللہ اور خواجہ عبیداللہ ہیں۔ ان کے بڑے خلفا چار تھے۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ، شیخ تاجؒ، خواجہ حسام الدینؒ اور

شیخ الہداد۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ کی واپسی سرہند شریف

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ اپنے پیر و مرشد حضرت خواجہ باقی باللہؒ سے اجازت لے کر سرہند شریف واپس لوٹے حضرت خواجہؒ بطور تعظیم آپ کو شہر سے باہر چھوڑنے کے لئے بنفس نفیس تشریف لائے۔ حضرت امام ربانیؒ کی شہرت میں بہت اضافہ ہو چکا تھا۔ لوگ فیوض و برکات حاصل کرنے کے لئے جوق در جوق پہونچنے لگے۔ آپ ایک چشمہ تھے جس سے ہر خاص و عام سیراب ہو رہا تھا۔

مجددیت

حدیث شریف ہے کہ خداوند تعالےٰ اس امت میں ہر صدی کے شروع میں ایک ایسا شخص بھیجتا رہے گا جو دین کی تجدید کریگا مجدد ایک صدی کے بعد پیدا ہوتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سب سے پہلے انبیاء علیہم السلام کے زمانہ میں ہزار سال کے بعد پیغمبر اولوالعزم پیدا ہوتا۔ جو صاحبِ احکام جدیدہ ہوتا۔ اور درمیان میں انبیاء علیہم السلام اس صاحبِ کتاب کی شریعت کے تبع ہوتے تھے۔ جو اس کے دین کو ترویج دیا کرتے تھے۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے تو حضور خاتم النبیین تھے۔ نبوت ختم کر دی گئی تھی۔ نزول وحی کا سلسلہ بند ہو گیا اللہ تعالےٰ نے تجدید اسلام کے لئے ہزار سال کے بعد مجدد الفِ ثانیؒ کو پیدا کیا۔ کہ دنیا آپ کے کمالات سے فیض یاب ہو سکے اور دین اسلام کو فروغ حاصل ہو۔

خلعت تجدید الفِ ثانی

حضرت مجدد الف ثانیؒ فرماتے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے تمام اولیائے کرام نے اپنے اپنے مقامات کی سیر کرائی۔ اور ہر ایک مقام کے بزرگ نے بطور تبرک تحفہ عنایت فرمایا۔ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ انبیاء اور اولیائے کرام

کے مقامات کے احوال جس قدر مجھ پر ظاہر ہوئے۔ ان کا عشر عشیر بھی کسی کو نصیب نہ ہُوا۔

روضۃ القیومیہ میں لکھا ہے کہ ایک دن حضرت مجدد الف ثانیؒ صبح کے وقت تشریف فرما تھے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام انبیاء علیہم السّلام مقرب فرشتوں اور تمام اولیائے کرام اور علمائے اُمّت کے ساتھ تشریف لائے۔ اور اپنے دستِ مبارک سے ایک نہایت ہی قیمتی خلعت جو روئے زمین پر کسی نے نہ دیکھا تھا۔ وہ خلعت گویا نور کا بنا ہُوا تھا حضرت امام ربّانیؒ کو پہنایا۔ اور فرمایا کہ یہ تجدید الف ثانی کی خلعت ہے ہم نے تمہیں اپنا نائب مقرر کیا اور آئندہ تمام دینی اور دنیاوی سلسلہ تمہارے حوالے کیا۔ سب امور تمہاری وساطت سے ہوں گے تجدید الف ثانی کی خلعت کا نزول بروز جمعہ دسویں ماہ ربیع الاول ۱۰۱۰ھ ہے

کعبہ شریف ملاقات کے لئے آیا

روضۃ القیومیہ میں لکھا ہے کہ حضرت مجدد الف ثانیؒ کو کعبۃ اللہ

کی زیارت کا بہت شوق تھا۔ اور آپ اس اشتیاق میں بے چین رہتے تھے۔ ایک روز اس عالم میں بیٹھے تھے کہ کیا دیکھتے ہیں کہ تمام انسان، فرشتے، جن وغیرہ مخلوقات نماز ادا کرتے ہوئے آپ کی طرف رخ کر کے سجدہ کر رہی ہے۔ آپ نے توجہ فرمائی تو دیکھا کہ کعبہ شریف خود آپ کی ملاقات کے لئے آیا ہے۔ اور اور آپ کو فی الفور القا ہوا۔ کہ چونکہ آپ کو کعبہ کی زیارت کا بہت اشتیاق تھا۔ ہم نے کعبہ کو آپ کی زیارت کے لئے بھیج دیا ہے تمہاری جگہ خانہ کعبہ کی جگہ کی مناسبت رکھتی ہے۔ وہی نور اس میں بھی شامل کر دیا ہے۔

لہٰذا یہی وجہ ہے کہ حضرتؒ کی یہ مسجد شریف تمام مسجدوں سے افضل ہے۔ ایک روز رات کو جب امام ربانیؒ نماز کے بعد دعا میں مشغول تھے تو کیا دیکھتے ہیں کہ آپ کا بدن مبارک شمع کی طرح منور ہو گیا۔ اس اثناء میں آپ کو القا ہوا کہ آپ کا بدن حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طینت کے خمیر کے بقیہ حصے سے ہے جو آپ کے لئے رکھ لیا گیا تھا۔

مرشد کی نظر میں آپ کی عزّت

حضرت خواجہ باقی باللہؒ حضرت مجددالفِ ثانیؒ کے پیر و مرشد تھے۔ مگر آپ حضرت مجددؒ سے سلوک طریقت اور احوالِ مشائخ اس طرح دریافت فرماتے جس طرح مرید اپنے پیر و مرشد سے دریافت کرتا ہے۔ ایک دفعہ حضرت مجددالفِ ثانیؒ دہلی تشریف لائے۔ تو حضرت خواجہؒ آپ کے استقبال کے لئے شہر کے دروازے تک آئے۔ اور آپ کو بڑی عزت سے اپنے ہمراہ لائے۔ اور سب مریدین کو حکم دیا کہ حضرت شیخ احمد مجددالفِ ثانی کے حکم کی تعمیل کریں۔

ایک روز حضرت مجددالفِ ثانیؒ سو رہے تھے کہ حضرت خواجہ باقی باللہؒ اکیلے آنحضرت کے حجرے کی طرف تشریف لائے۔ حضرت خواجہؒ کو جب معلوم ہوا کہ آپ سو رہے ہیں۔ تو آپ دوپہر کی دھوپ میں آستانہ کے قریب انتظار کے لئے کھڑے ہو گئے مجددالفِ ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی جب آنکھ کھلی تو خادم کو بلایا کہ باہر

کون صاحب کھڑے ہیں ۔ تو حضرت خواجہ رح نے فرمایا کہ فقیر محمد باقی ہے ۔ یہ سننا تھا کہ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ تخت پر سے اچھل کر اُتر سے اور بڑی عاجزی کے ساتھ حضرت خواجہ کی حاضری میں بیٹھ گئے ۔ ایک دن حضرت خواجہ باقی باللہؒ اپنے دونوں فرزندوں کو حضرت مجدد الف ثانیؒ کے پاس لائے اور فرمایا کہ ان پر توجہ فرمائیں ۔ آپ نے ارشاد کے مطابق صاحب زادوں پر ایسی توجہ فرمائی کہ حضرت خواجہؒ بھی متاثر ہوئے حضرت خواجہؒ نے پھر فرمایا کہ مجھ پر بھی توجہ فرمائیں ۔ آنحضرت نے بڑے ادب سے معافی چاہی ۔ کہ کہیں ادب کے خلاف بات نہ ہو جائے ۔ مگر حضرت خواجہؒ مصر ہوئے ۔ اور فرمایا کہ آپ کو اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے وہ مقامات عالیہ عنایت فرمائے ہیں جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے اولیاء کرام میں سے کسی کو عنایت نہیں ہوئے ۔ اس لئے اگر آپ نے مجھے محروم رکھا تو مجھے بڑا رنج ہوگا ۔ آنحضرت نے حسب ارشاد آپ کی خواہش پوری کی ۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ کی لاہور تشریف آوری

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ کے ارشاد کے مطابق لاہور میں بھی تشریف لائے۔ آپ کی تشریف آوری کی خبر جب علمائے لاہور کو ہوئی تو سب بقصد تعظیم استقبال کے لیے حاضر ہوئے۔ اور بڑی تکریم و تعظیم کے ساتھ شہر میں لائے۔ آپ کی شہرت اس علاقہ میں بہت ہو چکی تھی۔ لوگ جوق در جوق آپ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہو کر آپ کے فیوض سے مالا مال ہونے لگے۔

حضرت خواجہؒ کی وفات

آپ لاہور ہی میں تھے کہ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کی انتقال کی خبر ملی۔ آپ بہت بے چین ہوئے۔ آپ کو اس قدر قلق اور رنج ہوا کہ کچھ دنوں کے لئے کھانا پینا بھول گئے۔ اپنے ہمراہیوں کو واپسی کا حکم دیا۔ اور دہلی تشریف لے آئے۔

مخالفت

حضرت خواجہ باقی باللہؒ کے بعض مریدین نے مجدد الف ثانیؒ سے حسد کرنا شروع کر دیا اور بات بات پر نکتہ چینی شروع کر دی۔ آپ نے اسے بہت برا محسوس کیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ بعض حاسد منحرف ہو گئے۔ آنحضرت نے نصیحت فرمائی۔ مگر کچھ اثر نہ ہوا۔ بعض کی نسبت سلب کر لی۔ پھر بھی وہ راہ راست پر نہ آئے۔ شیخ تاج الدین ایسے لوگوں کے راہ نما تھے۔ چونکہ خدا کو ان کی بہتری منظور تھی۔ یہ خواب میں حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ کی بزرگی کے واقعہ کو دیکھ کر سنبھل گئے۔ اور معافی مانگ لی۔ آنحضرت نے سب کو معاف فرما دیا۔

اکبر بادشاہ

ان دنوں جلال الدین اکبر کی بادشاہت ہندوستان میں پورے عروج پر تھی۔ ملک پر مغلیہ خاندان کا یہ بادشاہ پورے جاہ و جلال سے

حکمران تھا۔ تاریخ میں اکبر کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ اس نے اپنی حکومت میں غیر مسلموں کو ممتاز عہدوں پر فائز کیا اور اس طرح ہر دلعزیز بننے کی کوشش کی۔ ہندو عورتوں کو اپنے حرم میں داخل کیا۔ اور ان کے لواحقین کو بڑی بڑی جاگیریں بخشیں۔ اس کی نظر میں علمائے اسلام کی وقعت غیر قوم کے عالموں کے مقابلے میں کم ہو گئی۔ وہ علمائے اسلام کی مخالفت کرنے لگا۔ اس نے تعلیمات اسلام میں بھی رد و بدل کرنا چاہا۔ اور دین الٰہی کے نام سے ایک نیا دین رائج کر دیا۔ اپنے وقار کو بڑھانے کے لیے سجدے کو لازم قرار دے دیا۔ رعایا سے زبردستی سجدہ کرانے لگا۔ جو لوگ اس سے انکار کرتے وہ قتل کر دیئے جاتے۔ اس طرح سینکڑوں کی تعداد میں لوگ تہ تیغ ہونے لگے۔ ہندوؤں کو سجدہ کرنے میں کوئی عار نہ تھی اس لئے انہیں اکبر کے دربار میں عزت بخشی گئی۔ مسلمان جو صرف خدائے واحدہٗ لاشریک کو سجدہ کرتے ہیں۔ غیر اللہ کو سجدہ سے انکار پر شہید کئے جانے لگے۔ دنیا پرست لوگوں نے اپنے سیاسی اقتدار کو قائم رکھنے کے لئے اکبر کی ہاں میں ہاں ملائی اور اسلام میں مزید

تحریفیں کرنا شروع کردیں۔ ان کی طرف سے بظاہر یہ مشہور کیا گیا کہ وہ ہندو مسلم اختلافات کو دور کرنا چاہتے ہیں۔ چونکہ اکبر بے علم آدمی تھا اس لئے ان کے حامیوں کو یقیناً بلندئ مرتبہ کی توی امید تھی۔ بے راہ رو مسلمان اور ہندو عہدے دار اکبر کے دل و دماغ پر چھا گئے تھے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اکبر کے ذہن میں اسلامی روایات کا نشان تک بھی باقی نہ رہا۔ نوبت یہاں تک پہنچی کہ سرکردہ ہندو رؤسا نے اپنی بیٹیاں اکبر کے حرم سے وابستہ کردیں۔ اب اکبر ہندوؤں کی رسومات کو بجالانا ضروری سمجھنے لگا۔ اکبر کی ان حرکات کی وجہ سے مشرکین کا اقتدار بڑھ گیا۔ مساجد کو بڑی دیدہ دلیری سے مندروں میں تبدیل کیا جانے لگا۔ کاشی کا دن ہندوؤں کے لئے برت کا دن ہوتا ہے۔ اس روز کے لئے اعلان کرا دیا گیا کہ کوئی مسلمان روٹی نہ پکائے۔ رمضان شریف کے لئے ایسا کوئی اہتمام نہ کیا جاتا۔ درباری علماء شاہی حکام کے ہاتھوں بکے ہوئے تھے۔ اس لئے وہ امور سلطنت میں دخل نہ دے سکتے تھے۔ ایسے نامراد اشخاص کو مرشد، ولی اللہ، اور قطب جیسے جلیل القدر

خطابات سے نوازا جاتا۔ اور خود غرض ملاؤں نے شریعت کی پیروی کی اہمیت ختم کر دی۔

ایسے ہی تاریک دور میں بادشاہ اور اس کے مصاحبوں کو راہ راست پر لانے کے لئے اللہ تعالےٰ کی طرف سے حضرت مجدد الف ثانیؒ کی ذاتِ گرامی کو مقرر کیا گیا تھا۔ آنحضرتؒ سرہند شریف سے اکبر آباد پہونچے اور اکبر کے مقربین کو بلوا کر ارشاد فرمایا "بادشاہ اللہ اور اسکے رسول کا باغی ہو گیا ہے۔ میری طرف سے اس سے کہہ دو کہ اس کی بادشاہی، اس کی طاقت، اس کی فوج ہر چیز ایک دن ملیا میٹ ہو جائے گی۔ وہ توبہ کر کے خدا اور رسولؐ کا تابع ہو جائے ورنہ اللہ کے غضب کا انتظار کرے"۔ لوگوں نے بادشاہ کو حضرت مجدد الف ثانیؒ کا پیغام پہونچایا۔ خان خاناں اور خان اعظم اور مرتضےٰ خاں آپ کے مرید اور اکبر بادشاہ کے مقرب خاص تھے۔ آنحضرت نے ان کی وساطت سے بھی بادشاہ کو صحیح راستہ پر لانے کی بے حد کوشش کی، مگر اس کے رویے میں کوئی تبدیلی نہ ہوئی۔ وہ اپنے

سے نئے مذہب کی کامیابی کے نشے میں چور تھا۔ اس لئے اپنے دین کی
کامیابی کا سرِ دربار جشن منایا۔ بادشاہ کو بزرگوں اور نجومیوں نے
آگاہ کر دیا تھا کہ تمہارا زوال شروع ہونے والا ہے۔ بادشاہ نے
بھی اس سلسلے میں وحشت ناک خواب دیکھے تھے۔ بادشاہ ان باتوں
سے اتنا متاثر ہوا کہ اس نے اپنے احکام میں یہ ترمیم کر دی کہ خواہ
دین محمدی اختیار کرو خواہ دین الٰہی، جبر و تشدد نہ ہوگا۔ اس جشن
کے دن اعلان کیا گیا کہ ہر شخص اپنی پسند کا مذہب اختیار کرے۔
ایک طرف دین الٰہی کے خیمے نصب تھے، پُرتکلف کھانے
قطار در قطار چنے گئے۔ اور جواہرات سے مرصع پارچات کا
زرق برق فرش بچھایا گیا۔ دوسری طرف پرانے بوسیدہ کپڑے
بچھائے گئے۔ اس سے مطلب یہ تھا کہ دین محمدی بھی ان کپڑوں
کی طرح پرانا ہو چکا ہے۔ اسی طرح وہاں کھانے بھی روکھے پھیکے
رکھے گئے۔ اکبر، اس کے وزراء، امراء اور دوسرے عہدیدار
دربار شاہی میں داخل ہو گئے (اور حضرت مجددؒ اپنے مریدوں
کے ہمراہ جن میں غریبوں کی اکثریت تھی، دین محمدی کی طرف گئے)

آنحضرتؒ نے اپنے اردگرد ایک لکیر کھینچی اور ایک مٹھی بھر مٹی اٹھا کر اکبری خیمہ کی طرف پھینکی۔ یکایک زبردست آندھی اٹھی اور اکبری دربار میں بھگدڑ مچ گئی کسی کو کچھ سجھائی نہ دیتا تھا۔ ان میں سے کئی آپس میں ٹکرا ٹکرا کر ہلاک اور زخمی ہو گئے۔ بادشاہ کے سر پر بھی خیموں کی میخیں اور بانس لگے۔ جس سے اسے شدید زخم آئے۔ اور آخر کار وہ انہی زخموں کی وجہ سے سات دن کے بعد چل بسا۔ آنحضرتؒ کے حلقہ میں شامل سب لوگ محفوظ رہے۔ آپ کی اس کرامت سے کثیر التعداد لوگ آپ کے مرید ہو گئے جن میں اکبر کے وزیر بھی شامل تھے۔ یہ مبالغہ آرائی ہے

جہانگیر

اکبر تو ایک ایسے فتنے کا بیج بو کر چلتا بنا جس پر اگر قابو نہ پایا جاتا تو چند برس کے اندر اندر ہندوستان میں اسلام کا نام و نشان تک مٹ جاتا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کی تجدید کے لئے اسی زمانے میں حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا

ظہور فرمایا۔ آپ کی ذات بابرکات نے اس اکبری فتنے کی ہمیشہ کے
لئے سرکوبی کردی۔ اکبر کی وفات کے بعد اس کا بیٹا جہانگیر
تخت نشین ہوا۔ اس نے بھی اپنے باپ کی رسومات باطل کو بدستور
رائج رکھنے کی کوشش کی۔ اور خلافت سے سجدہ کی رسم منسوخ نہ کی۔
اکبر کی بے دینی سے مشرکین نے طاقت پکڑ لی تھی۔ مساجد کو شہید
کر کے وہاں مندر بنائے گئے تھے۔ علماء حضرات آپس میں حسد کا
شکار ہو گئے تھے جس سے سنت نبوی کا احیا آسان نہ رہا تھا جہانگیر
کی بیگم نورجہاں شیعہ مذہب رکھتی تھی۔ البتہ سیاسی امور میں غیر معمولی
شعور کی مالکہ تھی۔ جہانگیر کے ملکی عدل وانصاف کی دھاک نورجہاں
ہی کی کوششوں سے بیٹھی۔ جہانگیر بھی اپنے عاشقانہ مزاج کی
وجہ سے نورجہاں کے حسن کا متوالا تھا۔ اس نے امور سلطنت
نورجہاں ہی کو سونپ رکھے تھے۔ بے خودی کے عالم میں یہاں
تک کہہ دیا کرتا تھا کہ میں نے اپنی سلطنت نورجہاں کو بخش دی ہے
مجھے شراب وکباب کے سوا کچھ نہیں چاہیئے۔ اس میں شک نہیں
کہ جہانگیر کی ملکہ نے اپنی زندگی میں رفاہ عام کے کاموں میں

بہت دلچسپی لی۔ صدقات و خیرات کے علاوہ اکثر غربا و مساکین کی پرورش بھی کی۔ اور وہ اس حسن اخلاق کی وجہ سے عوام میں مقبول اور ہر دلعزیز بھی رہی۔ لیکن دوسری طرف اس نے بعض اوقات اپنے ذاتی منشا کو پورا کرنے کے لئے تباہ کن فتنے کھڑے کرنے سے گریز بھی نہیں کیا (وہ مذہباً شیعہ تھی۔ جہانگیر کا وزیر آصف جاہ بھی شیعہ تھا۔ اس لئے وہ جو چاہتی تھی بہ آسانی بادشاہ سے منوالیتی تھی۔ ملکہ کی ان من مانی کارروائیوں سے عوام بہت گھبرائے۔ اور حضرت مجدد الف ثانیؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر انہوں نے یہ واقعات بیان کئے۔ آپ نے فرمایا کہ جب تک ہم اپنے نفس پر تکلیف برداشت نہ کریں گے۔ اس مصیبت سے دنیا کو رہائی مشکل ہے۔

شاہی لشکر میں تبلیغ

آپ نے اپنے خلیفہ شیخ بدیع الدینؒ کو دین حق کی تبلیغ کرنے کے لئے شاہی لشکر میں روانہ فرمایا۔ ان کی توجہ سے کثیر التعداد

لشکری آپ کے مرید ہو گئے۔ جب آصف جاہ کو لشکر میں ان تبلیغی سرگرمیوں کا علم ہوا۔ تو اس نے بادشاہ کو حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف بھڑکانے میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی اور اپنی اس چال کو کامیاب بنانے کے لیئے بادشاہ کو یہ یقین دلانے کی کوشش بھی کی۔ کہ لاکھوں کی تعداد میں جنگی سوار حضرت مجددؒ کے اشارے کا انتظار کر رہے ہیں۔ اور ایران توران، بدخشان اور کابل کے بادشاہ آپ کے مرید ہو چکے ہیں اور ہندوستان کی سلطنت پر قبضہ کرنے کے لیئے موقع کی تاک میں ہیں۔ اگر اس وقت ظل الٰہی نے درگزر سے کام لیا تو بعد میں اس سیلاب کو روکنا مشکل ہو جائے گا۔ لہٰذا اس کا ابھی سے انسداد کرنا چاہیئے۔ سب سے پہلے خلیفہ شیخ بدیع الدینؒ کے پاس لوگوں کی آمدورفت کو بند کیا جائے۔ اس کے بعد ان کے شیخ حضرت مجدد الف ثانیؒ کو زیر کیا جائے۔ اگر حکم عدولی کریں تو قید میں ڈال دیا جائے۔ بادشاہ نے یہ باتیں سنی تو گھبرا گیا اور حکم دے دیا کہ شیخ بدیع الدین سے کوئی واسطہ نہ رکھے۔

بادشاہ نے جاسوس مقرر کر دیئے۔ کہ وہ آنحضرتؒ کے خلفاء کے بارے میں دن رات خبریں بہم پہونچاتے رہیں۔ دوسری طرف لوگوں میں بدظنی پھیلانے کے لیئے یہ مشہور کر دیا کہ حضرت مجددؒ اپنے آپ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام کے برابر سمجھتے ہیں۔

شیخ بدیع الدینؒ سے یہ چوک ہوئی کہ وہ آنحضرتؒ کی اجازت کے بغیر (حالانکہ آنحضرتؒ نے منع فرمایا تھا) سرہند آئے اور گئے اس طرح بادشاہ کے حامیوں کو یہ قصہ گھڑنے کا موقع ہاتھ آگیا کہ اکثر جرنیلوں نے شیخ کے ساتھ وعدہ کیا ہے کہ وہ بادشاہ کے خلاف بغاوت میں مجددؒ کا ساتھ دیں گے۔ اور اب شیخ اس منصوبے کے بارے میں صلاح کرنے کے لیئے سرہند گئے ہیں۔

آنحضرتؒ یہ پہلے ہی جان چکے تھے کہ جب تک جسمانی تکلیفیں برداشت نہ کی جائیں گی۔ یہ مشکل حل نہ ہوگی۔ آپ مصائب جھیلنے کے لیئے پوری طرح مستعد تھے۔ اور اپنے مریدین اور خلفاء کو بھی صبر اور بردباری کی تاکید فرماتے رہتے تھے

خلاف مشورے

آصف جاہ وزیر کے بہکانے سے بادشاہ آنحضرتؒ سے سخت برہم ہوگیا۔ بادشاہ کے سامنے مخالفین نے یہ تجویز پیش کی کہ آنحضرت اور ان کے مریدین کو قتل کرا دیا جائے۔ سب سے پہلے یہ طے ہوا کہ انہیں حکم دیا جائے کہ آدابِ شاہی بجا لائیں۔ اگر وہ انکار کریں تو انہیں قید کر لیا جائے۔ اور اندر ہی اندر ان کی زندگی کا خاتمہ کر دیا جائے۔ بادشاہ نے یہ تجویز منظور کر لی۔

آنحضرت کی دارالخلافہ میں تشریف آوری

بادشاہ نے حضرت مجددؒ الفِ ثانیؒ کو ایک مراسلہ بھیجا کہ ہم آپ کی زیارت کرنا چاہتے ہیں۔ لہذا آپ سب خلفاء کے ہمراہ تشریف لائیں۔ آنحضرتؒ اپنے پانچ مریدوں کے ہمراہ دارالحکومت میں تشریف لے آئے۔ وزیر نے ملاقات کا ایسا وقت مقرر کیا جب کہ بادشاہ سخت برہمی کے عالم میں تھا۔ آپ دربار میں تشریف لائے

مگر بادشاہ کو سلام تک نہ کیا۔ وزیر نے سوچا کہ اب بادشاہ فوراً قتل
کا حکم صادر کردے گا۔ کیونکہ شاہی آداب سے انحراف کرنے والوں
کی یہی سزا ہوتی ہے۔ وزیر نے فوراً بادشاہ کو توجہ دلائی کہ عالیجاہ!
یہ وہ شخص ہیں جو اپنے آپ کو تمام انبیاء سے افضل سمجھتے ہیں
بادشاہ نے توجہ نہ کی۔ اب مخالفین نے جہانگیر کو آنحضرتؒ کے
خلاف سیاسی پہلو سے بھڑکانے کی چال چلی۔ جہانگیر کے لیے
یہ سیاسی خطرہ مذہبی خطرہ سے بھی زیادہ پریشان کن تھا۔

بادشاہ کو سجدہ سے انکار

بادشاہ نے آنحضرتؒ سے کہا کہ مجھے سجدہ کیا جائے! آنحضرتؒ
نے ناراضی کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ میں سوائے خدا کے کسی کو
سجدہ نہیں کروں گا۔ اس پر بادشاہ نے دوبارہ حکم دیا کہ آپ سر
کو خم کر دیں، سجدہ معاف کیا جاتا ہے۔ مجھے شرم آتی ہے کہ میں
اپنا حکم واپس لوں۔ بادشاہ نے اپنے مصاحبوں کو حکم دیا کہ آپ
کے سر کو خم کر دیا جائے۔ لیکن وہ کوشش بسیار کے باوجود آپ

کی گردن کو جھکانے میں کامیاب نہ ہوئے۔ اس کے بعد ایک ایسا دروازہ نصب کیا گیا جس میں سے گزرتے ہوئے آپ کا سر خود بخود خم ہو جاتا۔ مگر آپ اس میں سے اس طرح گزرے کہ قدم مبارک آگے کو بڑھا دیئے اور گردن مبارک پیچھے کو جھکا دی

بادشاہ کا عتاب

بادشاہ نے اسے متکبرانہ روش سمجھا اور آپ کو خلفاء اور مریدین کے ہمراہ قلعہ گوالیار میں قید کر دیا۔ پہرے داروں کو سختی سے تاکید کر دی گئی کہ کسی کو اندر آنے جانے کی اجازت نہ دیں، جہانگیر نے آپ کو قید و بند کی صعوبتوں سے دوچار کرنے کے علاوہ آپ کے دولت کدہ کو لوٹ لینے کا بھی حکم دے دیا۔ لیکن آپ نے ان تمام مصائب کو انتہائی صبر اور تحمل کے ساتھ برداشت کیا۔ اور کسی کے حق میں بددعا تک نہ کی۔ بلکہ متوسلین کو بھی اخلاق محمدی کی پیروی کی تلقین کی۔ اور فرمایا یہ قید و بند ہمارے لیئے مقامات ولایت کی ترقی کا باعث ہوں گے۔

شہزادہ خرمؒ کا پیغام

شہزادہ خرم (شاہجہان) کے دل میں آنحضرت کے لیئے بے حد عقیدت اور محبت تھی۔ اُس نے اپنے معتمد کے ذریعے سے آنحضرت کو پیغام بھجوایا اور فقہ کی کتابیں سجدہ تعظیمی کے حق میں ساتھ دیں کہ اگر بادشاہ کے سامنے سجدہ کرلیں تو آپ کو کوئی تکلیف نہ پہنچے گی اس کے پیغام کے جواب میں حضرت مجددؒ الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ جان بچانے کے لیئے یہ بھی جائز ہے مگر درست یہی ہے کہ اللہ کے سوا کسی کو سجدہ نہ کیا جائے۔

گوالیار کے قلعے میں حکومت کے بہت سے غیر مسلم باغی قید کے دن پورے کر رہے تھے۔ آنحضرتؒ نے وہاں ان سب کو راہ ہدایت پر ڈال دیا۔ اب قید خانے میں کوئی بھی ایسا نہ رہا جو آپ کے روحانی فیض سے محروم ہو۔ وہی جانگداز قید خانہ آپ کے دم قدم کی برکت سے جنت کا نمونہ بن گیا۔ اب وہاں یہ عالم تھا کہ وہی بدکردار اور جرم کار قیدی ساری ساری رات اللہ تعالے کے حضور میں سجدہ کناں

رہنے لگے گویا آپ نے وہاں ہر طرف شمع ہدایت روشن کر دی۔
ایک ایسے خطے کو اسلام کی نعمت بخشی جہاں شاید کبھی کوئی اسلام کا بول بالا نہ کر سکتا۔ وہاں اللہ تعالےٰ کو آپ ہی کی ذات بابرکات کے ذریعے سے اسلام کی اشاعت مقصود تھی۔

مہابت خاں سے بادشاہ کی جنگ

ہندوستان کے امرا خان خاناں، خان اعظم، سید حیدر جہاں، اسلام خاں، مہابت خاں، مرتضےٰ خاں، قاسم خاں، سکندر لودھی، حیات خاں وغیرہم سب آپ کے حلقہ بگوش تھے۔ انہیں آپ کے متعلق سن کر بہت دکھ ہوا۔ سب نے بادشاہ کے خلاف بغاوت کی تیاریاں شروع کر دیں۔ انہوں نے کابل کے حاکم مہابت خاں کو اپنا سردار مقرر کیا۔ اور خفیہ طور پر اپنی فوجیں کابل بھیج دیں۔ کابل اور پشاور کے پٹھان مہابت خاں کے جھنڈے تلے جمع ہونے لگے۔ بادشاہ کو جب یہ خبر پہنچی تو اسے بہت فکر لاحق ہوئی۔ آخر کار وہ ایک لشکر جرار لے کر کابل کی طرف روانہ ہوا۔ ہندوستان کے تمام

امراء باغی ہو چکے تھے۔ اُن سب نے مہابت خاں کا ساتھ دیا۔ دریائے جہلم پر دونوں لشکروں کا مقابلہ ہوا۔ بڑے معرکے کا رن پڑا۔ بادشاہ کی فوج کے پاؤں نہ جم سکے اور آخر میں مہابت خاں کی فوج نے بادشاہ کو گرفتار کر لیا۔

آنحضرت کا ارشاد

اس اثناء میں آنحضرتؒ نے پیغام بھیجا کہ مجھے سلطنت کی ہوس نہیں اور مجھے یہ خونریزی ہرگز پسند نہیں۔ میں نے جو قید کی مصیبت اٹھائی ہے وہ کسی اور مقصد کے لئے ہے۔ جب یہ مقصد پورا ہو جائے گا خود بخود رہائی مل جائے گی۔ یہ لڑائی رکاوٹ کا باعث ہے۔ اسے فوراً بند کیا جائے۔ اور بادشاہ کی اطاعت قبول کر لی جائے۔ میں انشاءاللہ جلد رہائی پاؤں گا۔

بادشاہ رہا ہوا

جہانگیر اور آصف جاہ کی گرفتاری کی خبر جب نورجہاں کو ملی تو

وہ بھی مدد کے لئے پہنچی۔ لیکن خود بھی گرفتار ہو گئی۔ مہابت خاں حضرت امام ربانیؒ کے حسب الحکم فوراً جہانگیر کے پاس آیا اور کہا کہ میں حضرت مجددؒ کے حکم سے آپ کو رہا کرتا ہوں۔ رہائی کے بعد اس نے بادشاہ کو تخت پیش کیا اور سجدے کے سوا تمام شاہی آداب بجالایا۔

آنحضرت کی رہائی کا حکم

(حضرت مجدد الف ثانیؒ کو جہانگیر کی قید میں ایک سال گذر گیا اگرچہ آپ کی رہائی کے احکام جاری ہو چکے تھے۔ مگر نورجہاں اور آصف جاہ نہیں چاہتے تھے کہ آپ کو جلد رہائی ملے۔ لہذا اس طرح ایک سال گذر گیا۔)

ایک رات جہانگیر کی لڑکی نے خواب میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی۔ حضور نے ناراضی کا اظہار فرمایا۔ کہ حضرت امام ربانیؒ کی رہائی میں کیوں دیر ہو رہی ہے۔ صبح لڑکی نے یہ خواب باپ سے بیان کیا جہانگیر کو اس پر بہت ندامت ہوئی

آنحضرتؒ کی شرائط

بادشاہ نے آنحضرتؒ کی خدمت میں تحریراً درخواست گزاری اور اپنی غلطیوں کی معافی چاہی۔ حضرت مجددؒ الفِ ثانیؒ نے جواب میں چند شرائط پیش کیں۔

۱۔ سجدہ کرانا بند کیا جائے۔

۲۔ ہندوستان میں جتنی بھی مسجدیں شہید کرائی گئی ہیں انہیں دوبارہ تعمیر کیا جائے۔ دربارِ عام کے دروازے پر ایک مسجد بنوائی جائے۔

۳۔ بادشاہ اپنے ہاتھ سے گائے ذبح کرے اور گاؤکشی عام ہو۔

۴۔ مقدمات کے فیصلوں میں شرعی احکام کی پیروی کی جائے اور قاضی مقرر کیے جائیں۔

۵۔ غیر مسلموں سے جزیہ وصول کیا جائے۔

۶۔ باطل اور بُری رسومات کو ترک کیا جائے۔

۷۔ تمام قیدی رہا کر دیئے جائیں۔

بادشاہ نے تمام شرطیں منظور کر لیں اور آپ کو تعظیم و تکریم کے ساتھ رہا کر دیا گیا۔

حضرت قیوم اولؒ کی توجہ سے ہندوستان میں اسلام کو دوبارہ فروغ حاصل ہوا۔ تاریکی کے بادل چھٹ گئے۔ نورِ اسلام سے ہر گھر میں اجالا ہو گیا۔ شہر شہر اور گاؤں گاؤں میں مسجدیں اور مدرسے تعمیر کئے گئے۔ روزانہ ہزار ہا آدمی حضرت مجددؒ کے حلقہ میں حاضر ہوتے۔ فوج کے سینکڑوں افراد مرید بنے۔ وزیر اپنی حرکات پر سخت شرمندہ ہوا۔ بادشاہ نے بھی توبہ کی۔ اور آپ سے معافی چاہی۔ آنحضرت امام ربانیؒ نے اس کی تمام خطائیں معاف فرمائیں اور درگاہِ خداوندی سے بھی اس کے لئے دعا فرمائی۔

شاہ جہان بادشاہ کے مقابلہ میں

فتنہ پرور عناصر کے بہکانے سے شاہزادہ خرمؔ اپنے باپ سے باغی ہو گیا۔ اور باپ کے خلاف اعلانِ جنگ کر دیا۔ بادشاہ

بہت گھبرایا۔ اور آنحضرت مجددّ الفِ ثانیؒ سے فتح کے لیئے دعا کا ملتجی ہوا۔ آنحضرتؒ نے فرمایا کہ انشاء اللہ جب تک میں زندہ ہوں ہندوستان کے تخت پر تمہارا ہی قبضہ رہے گا۔ شاہزادہ کی فوج اگرچہ تعداد میں زیادہ تھی۔ مگر وہ ہر حملہ میں ناکام رہتا۔ اس نے کئی بار اپنا لشکر جمع کر کے حملہ کی کوشش کی مگر ہر بار منہ کی کھائی شاہ جہانؒ نے آنحضرت امام ربانیؒ سے التماس کی کہ تمام بزرگوں اور مشائخ کی دعائیں میرے ساتھ ہیں۔ ایک صرف آپ نے میرا ساتھ نہیں دیا حالانکہ میں شروع ہی سے آپ کا غلام رہا ہوں۔ آنحضرتؒ نے فرمایا کہ میں نے اللہ تعالےٰ کے روبرو وعدہ کر لیا ہے کہ جب تک میں زندہ ہوں۔ ہندوستان تیرے باپ ہی کی سلطنت رہے گی۔ میرے بعد تخت و تاج تیرے ہی ہاتھ آئے گا۔ آنحضرتؒ نے تبرک کے طور پر شاہزادہ کو اپنی دستار مبارک عنایت فرمائی۔ آنحضرتؒ کے فرمان کے مطابق جہانگیر کے بعد شاہجہان ہی سلطنت کا وارث ہوا۔

کئی دفعہ جہانگیر کا آتے جاتے سرہند سے گزر ہوا۔ آنحضرت مجددّ الفِ ثانیؒ نے ایک دفعہ بادشاہ کی دعوت کی۔ اور لنگر کا

سیدھا سادا کھانا کھلایا۔ بادشاہ نے کھانے کے بعد عرض کی، کہ میں نے آج تک ایسا کھانا نہیں کھایا۔ اس کے بعد بادشاہ کے لئے اکثر اوقات لنگر شریف سے کھانا جاتا۔ اب جہانگیر کی کایا پلٹ چکی تھی۔ وہ آنحضرتؒ کے بغیر ایک لمحہ بھی نہ گزار سکتا تھا۔ آنحضرتؒ بھی بادشاہ کے ہمراہ کئی مقامات پر تشریف لے گئے۔ دراصل آپ کا مقصد یہ تھا کہ جہانگیر پر مسلمان بادشاہ ہونے کی وجہ سے جو ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں یہ انہیں بخوبی نباہ سکے۔ آخری عمر میں جہانگیر اپنی عقیدت کا یوں اظہار کرتا "میں نے کوئی ایسا کام نہیں کیا جس سے نجات کی امید ہو۔ البتہ میرے پاس ایک دستاویز ہے۔ اس کو اللہ کے سامنے پیش کروں گا۔ وہ دستاویز یہ ہے کہ مجھ سے ایک روز حضرت مجدد الف ثانیؒ نے فرمایا کہ اگر اللہ تعالے ہمیں جنت میں لے جائیگا تو ہم تیرے بغیر نہیں جائیں گے۔

امراء السلطنت

خاں خاناں ۔ یہ اکبر کے مشہور اتالیق بیرم خاں کے بیٹے تھے

یہ سلسلۂ نقشبندیہ میں بیعت تھے۔ آنحضرتؒ نے مکتوبات میں اکثر ان کا ذکر فرمایا ہے۔ ان کا اصل نام عبدالرحیم ہے۔ اہلِ علم اور اہل تقویٰ کی خدمت دل و جان سے کرتے، عربی، فارسی، ترکی اور ہندی زبانوں پر پوری طرح عبور رکھتے تھے۔ ایک دفعہ بادشاہ آپ سے بے حد ناراض ہوا۔ دیگر امرا کا خیال تھا کہ بادشاہ انہیں قتل کرا دیگا آپ نے حضرت امام ربانیؒ سے ذکر کیا اور دعا کے لئے التجا کی۔ جب یہ دربار میں گئے تو بادشاہ نے ناراضی کی بجائے اُن کو خلعت اور انعام و اکرام عطا کیا۔ حضرت مجددؒ الف ثانیؒ نے ایک خط میں آپ کو یہ الفاظ تحریر فرمائے۔

"دولت مندوں کے لئے تواضع زیبا ہے۔ اور اہل فقر کے لئے استغنا اور بے نیازی۔ کیونکہ علاج ضد سے ہوا کرتا ہے آپ کے خطوط سے استغناء ظاہر ہوتا ہے۔ اگرچہ آپ کا منشا تواضع ہے بے شک آپ نے فقراء کی خدمت بہت کی ہے۔ مگر ان کے آداب کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔ تاکہ خدمت کا صلہ ملے۔ اتقیاد امت تکلفات سے بری ہیں۔ وہ متکبرین کے ساتھ تکبر سے پیش

آیا کرتے ہیں " ۱ مکتوب ۶۸ جلد اوّل

خانِ اعظم

ان کا اصلی نام مرزا عزیز تھا۔ اور بادشاہ اکبر کے رضاعی بھائی تھے۔ ان کو بادشاہ کی غیر اسلامی حرکات سے سخت نفرت تھی۔ انہوں نے بادشاہ کے ہاں آنا جانا ترک کر دیا تھا۔ اور اپنے صوبہ ہی میں رہتے تھے۔ اکبر کے مرنے کے بعد ان کی ایک تحریر ملی۔ جس میں اکبر کے حالات درج کئے گئے تھے۔ یہ تحریر جہانگیر کی نظر سے گزری۔ تو وہ بہت غضب ناک ہوا۔ یہانتک کہ تزکِ جہانگیری میں لکھا ہے۔ کہ اس تحریر کے دیکھنے اور سننے سے میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ جہانگیر نے مرزا عزیز کو حکم دیا کہ یہ تحریر پڑھ کر سنائیں۔ خیال تھا کہ اس تحریر کے انکشاف سے مرزا عزیز خوف کے مارے مر جائیں گے۔ مگر انہوں نے نہایت بے باکی اور دلیری سے وہ تمام تحریر پڑھ کر سنا دی۔ حضرت مجددؒ الفِ ثانیؒ نے بھی ان کو مکتوبات سے نوازا ہے۔

مفتی صدر جہاں

اکبر کے عہد میں مفتی اعلیٰ کے منصب پر فائز رہے۔ اس دوران میں ان سے بدعنوانیاں بھی ہوتی رہیں۔ جہانگیر نے بھی انہیں اسی عہدہ پر بدستور فائز رکھا۔ انہیں بادشاہ کو سجدہ کرنے سے مستثنیٰ قرار دیا گیا تھا۔ آنحضرتؒ نے انہیں بھی مکتوبات میں یاد فرمایا ہے

خان جہاں

ان کا اصلی نام حسین قلی بیگ تھا۔ بیرم خاں کے بھانجے اور دورِ اکبری میں پنج ہزاری منصب رکھتے تھے۔ جہانگیر کے عہد میں بھی سلطنت کے بہت بڑے رکن تھے۔ حضرت امام ربانیؒ کے متوسلین میں سے تھے۔ آنحضرتؒ نے ایک طویل مکتوب ان کے نام تحریر فرمایا ہے۔

قلیج خان

دورِ اکبری کے بہترین جرنیل اور عہد جہانگیری میں تیس ہزاری

منصب دار تھے۔ پانچ ہزار سواروں کے سردار تھے۔ حضرت مجدد الفِ ثانیؒ کے پیر بھائی تھے۔ اور لاہور میں صوبہ دار تھے آنحضرتؒ نے انہیں اجرائے شریعت پر ایک مکتوب میں تحریر فرمایا "آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ لاہور جیسے بڑے شہر میں آپ کے وجود سے بہت سے احکام شرعیہ نے رواج پا لیا ہے۔ دین کو تقویت اور ملت بیضا کی تائید ہوئی ہے۔ یہ شہر فقیر کے نزدیک ہندوستان کے تمام شہروں میں قطب ارشاد کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس شہر کی خیر و برکت تمام شہروں پر اثر ڈالتی ہے۔ اگر اس شہر میں دین کو فروغ ہوگا تو سب جگہ دین کو فروغ ہوگا۔ اللہ تعالٰی آپ کی مدد فرمائیں

ان اصحاب کے علاوہ بڑے بڑے فوجی افسر اور عہدے دار متوسلین میں شامل تھے۔ جن میں شیخ فرید، مہابت خان، اسلام خان، سکندر خان، حکیم فتح اللہ خان، شیخ عبد الوہاب، سید محمود، سید احمد خضر خان لودھی، مرزا بدیع الزمان، جباری خان بالخصوص قابلِ ذکر ہیں۔

ایک دفعہ بادشاہ اچانک بیمار پڑ گیا۔ آنحضرتؒ سے شفا کی

درخواست کی۔ آنحضرتؒ نے وضو کے لئے پانی منگایا۔ خادموں نے سونے کا لوٹا چاندی کے تھال میں رکھ کر پیش کیا۔ حضرت امام ربانیؒ نے فرمایا۔ سونے اور چاندی کے برتنوں کو استعمال میں لانا حرام ہے۔ بادشاہ کی بیگم نورجہاں پردہ میں بیٹھی دیکھ رہی تھی۔ وہ معاملہ فہم اور عقل مند تھی۔ اس نے بلوری لوٹا اور تھال بھجوایا۔ آنحضرت نے وضو کر کے دو رکعت نماز ادا کی۔ اور فارغ ہو کر بادشاہ سے فرمایا کہ میں دعا کرتا ہوں تم روؤ۔ تاکہ اللہ کریم رحم کریں۔ بادشاہ نے کہا۔ مجھے رونا تو نہیں آتا۔ مگر میں اپنا سر ننگا کر لیتا ہوں۔ آنحضرت نے دعا فرمائی۔ اللہ تعالٰے نے رحم کیا۔ اور بادشاہ صحت یاب ہو گیا۔ آنحضرتؒ نے اسے مرید بھی بنا لیا۔

اکبری الحاد کا قلع قمع

بعض لاعلم اور کوتاہ بین مصنفین نے اپنی کتابوں میں لکھا ہے کہ حضرت مجدد الف ثانیؒ نے عہد اکبری کی بدمذہبی کا خاتمہ نہیں کیا اور نہ ہی اس میں ان کا نمایاں ہاتھ تھا۔ بلکہ ان کے معتقدین نے

آنحضرتؒ کی سوانح عمریوں میں جو آپ کی وفات کے بہت بعد لکھی
گئی ہیں یہ غلط دعوے کیا ہے۔ لیکن جب ہم تاریخ کا غیر جانبدارانہ
مطالعہ کرتے ہیں تو ہم پر یہ حقیقت خود بخود منکشف ہو جاتی ہے۔
کہ اکبری الحاد کا قلع قمع آپ ہی کی تشریف آوری سے ہوا۔ آنحضرت
کی پیدائش سے قبل متعدد بزرگ اس بارے میں پیش گوئی
کر چکے تھے۔ آنحضرتؒ سے پہلے اراکین سلطنت کی کیا
حالت تھی۔ اور اسلام کی جڑوں کو کس طرح کھوکھلا کیا جا رہا تھا
اکبر کی بے دینی، اس کے بعد جہانگیر کی کثرتِ شراب خوری
چند پیالے شراب اور آدھ سیر بھنے ہوئے گوشت کی خاطر
سلطنت نور جہاں کو بخش دینا اس بات کی دلیل ہے کہ ہندوستان
میں اسلام پر کیا بیت رہی تھی۔ کسی کو اعلانیہ شعائر اسلام کی
پیروی کا حوصلہ نہیں تھا۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ کی ذات سے
اسلام نے دوبارہ زندگی پائی۔ بادشاہ کو سجدہ کرنا حرام قرار دیا
گیا۔ آنحضرتؒ نے اس کے خلاف جہاد کیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ
کو کامیابی عطا فرمائی۔ آپ کی راہنمائی سے مسلمان اسلام کی صحیح تعلیمات

سے آشنا ہوئے حضرت امام ربانیؒ کی پوری زندگی اور زندگی کا ایک ایک لمحہ قرآن وسنت کے سانچہ میں ڈھلا ہوا ہے بدعات کا سیلاب رک گیا۔ اور ہندوستان میں اسلامی نشان کے آثار پھر دکھائی دینے لگے۔ عقائد درست ہو گئے کتاب اللہ و سنت رسول اللہ کے دلدادہ پیدا ہو گئے۔ ہر طرف اسلامی قانون کا احترام لازم ہو گیا۔ یہ سب حضرت مجدد الف ثانیؒ ہی کی بدولت ہوا۔ آپ نے جہانگیر کی کایا پلٹ دی۔ وہ پہلے آپ کا سخت ترین مخالف تھا لیکن آپ کے فیضان سے راہ راست پر آ گیا۔ اب اس کا یہ عالم تھا کہ آنحضرتؒ کی ہمراہی کے بغیر اسے ایک لمحہ گزارنا بھی مشکل ہو گیا۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ کے تجدیدی کارنامے بے شمار ہیں۔ اس حقیقت کو ایک فاسق اور فاجر ہی جھٹلانے کی جرأت کر سکتا ہے۔

تجدید و قیومیت

حضرت مجدد الف ثانیؒ بیان فرماتے ہیں۔ کہ جو شخص حضرت

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجتا ہے۔ حضور اس کا اجر مجھے عنایت فرماتے ہیں۔ اور جو شخص نعت اور مدحیہ قصائد پڑھتا ہے اسے بھی میں اپنے ہی سے منسوب پاتا ہوں۔

ایک دفعہ آنحضرت کی تجدید اور قیومیت کے منکروں میں سے ایک نے درخواست کی کہ اگر حضرت شیخ عبد القادر جیلانی زندہ ہو کر آئیں اور آپ کی تجدید الف اور قیومیت کا اقرار کریں۔ تو ہم ایمان لے آئیں گے۔ حضرت مجدد الف ثانی نے قطب ستارہ کی طرف اشارہ فرمایا۔ ستارہ چھوٹ گیا اور اس کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی تشریف آور ہوئے۔ حضرت شیخ نے بلند آواز سے فرمایا کہ جو بھی حضرت مجدد الف ثانی فرماتے ہیں اسے قبول کرنا چاہیئے کیونکہ دین و دنیا کی بہتری اسی میں ہے۔ یہ اولیائے امت میں سے افضل ہیں۔ جو ان کا منکر ہوگا۔ وہ بے دین ہوگا۔ اس اعلان کے بعد حضرت شیخ دوبارہ ستارے کی طرف اٹھے اور غائب ہو گئے۔

حضرت مجدد الفِ ثانیؒ کو اس بات کی خوشخبری دی گئی کہ آپ کا تمام سلسلہ قیامت تک جتنا بھی ہو گا سب کا سب بخشا جائے گا۔ آپ نے خود اس بات کا اظہار فرمایا۔ اور یہ بھی فرمایا گیا" ہم نے تمہیں اور قیامت تک ہر اس شخص کو جس نے تمہیں بالواسطہ یا بلا واسطہ وسیلہ بنایا بخش دیا ہے اور پھر یہ بھی حکم ہوا کہ خلقت پر اس بات کا اظہار کر دو۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ کے زمانے میں اسلام کو بے حد تقویت اور فروغ حاصل ہوا۔ آنحضرتؒ کے خلفا دور دور تک پہنچ گئے۔ افغانستان، ترکستان، عرب، یمن، شام، روم توران، بدخشان اور خراسان میں آنحضرت کی رشد و ہدایت کا شہرہ پھیل گیا۔ اور آنحضرتؒ کی تجدید اور قیومیت کی خوشبو سے تمام جہان معطر ہو گیا۔ اطراف و اکناف سے چھوٹے بڑے امیر غریب عالم اور جاہل آنحضرتؒ کی خدمت میں حاضر ہونے لگے۔ لاکھوں کی تعداد میں گمراہ انسان ہدایت یافتہ ہو گئے۔

کمالات

آپؒ کا خمیر بقیہ طینت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کیا گیا۔ آنحضرتؒ کو خزینۃ الرحمۃ کے خطاب سے سرفراز کیا گیا۔ آنحضرت ہی کے سلسلہ عالیہ سے قیامت تک اولیا قطب اور ابدال ہوا کریں گے۔

حضرت امام مہدی آخر الزمانؑ آپ ہی کے خلفاء سلسلہ میں سے ہوں گے۔

آنحضرتؒ بندے کو خدا سے ملانے والے تسلیم کئے گئے۔

آنحضرتؒ نے بلا واسطہ اللہ پاک سے کلام فرمایا۔

آنحضرتؒ کو علم لدنی عطا ہوا۔

آنحضرت کو اسرار مقطعات قرآنی عطا کیے گئے۔

آنحضرتؒ کو اصحاب کبار کے مدارج اتباع سنت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے بخشے گئے۔

آنحضرتؒ کی زیارت کے لئے کعبہ شریف آیا اور آپ

کی درگاہ شریف کے کنویں سے آب زمزم برآمد ہوا۔

آنحضرتؒ کی خانقاہ شریف کی زمین کو بہشتی زمین کا درجہ حاصل ہوا۔

آنحضرتؒ کے سلسلہ عالیہ میں تمام اولیا کا سلسلہ فیضان شامل ہے۔ آنحضرتؒ کا طریقہ جامع شریعت و طریقت ہے۔ اور اس میں مقامات ولایت کے علاوہ کمالات نبوت بھی شامل ہیں۔

آنحضرتؒ اولیائے امت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سے افضل ہیں۔

آنحضرتؒ کو اللہ تعالےٰ نے مجدّد الف ثانی بنایا۔

آنحضرت قیوّم عالم ہوئے۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مبارک کے بعد یہ اعزاز صرف آپ ہی کو عطا فرمایا گیا۔

آنحضرت کو خلعت ابراہیمی عطا کی گئی۔

خداوند کریم نے آنحضرتؒ کو کئی مناسبتیں عطا فرمائیں مثلاً

تجرید الف، قیومیت، محبوبیت ذاتی، اصالت، طینت، خلافت، امامت۔ قطبیت اور خردیت۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے آنحضرتؐ پر ظاہر فرمایا کہ میں تجھے آسمانی علم سکھانے آیا ہوں۔

تعلیمات

محبوبانِ خدا کے صحیح حالات، ان کی عملی زندگی اور ارشادات ہوا کرتے ہیں۔ کشف و کرامات ان حضرات کے روحانی کمالات ہوتے ہیں۔ ان کا ذکر ہمارے لیے موجبِ برکات ہے آج کل کے تاریک دور میں مسلمانوں کے لیے حضرت مجدد الفِ ثانیؒ کا مسلک ہی مشعلِ راہ بن سکتا ہے۔ اور ہمارے روحانی امراض اس سے رفع ہو سکتے ہیں۔ آپ نے ہمیں سچا اور سیدھا راستہ دکھایا ہے۔ ہم اس راستے پر چل کر کامیابی کی منزل پر پہنچ سکتے ہیں۔

اب ہم حضرت مجدد الفِ ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیفات گرامی

میں سے چند اقتباسات درج کرتے ہیں:۔

اس دشمن کا قابو میں لانا بہت مشکل ہے جو اطاعت کی راہ سے آئے۔

تنہا پسندی یا گوشہ نشینی بے کار اشغال سے منہ موڑنے کا نام ہے۔

دنیا کی مصیبتیں بظاہر زخم کی طرح تکلیف دِہ ہیں مگر درحقیقت ترقیوں کا موجب ہیں۔

گناہ کے بعد ندامت بھی توبہ کی شاخ ہے۔

خدا کے دشمنوں سے الفت کرنا خدا کے ساتھ دشمنی ہے۔

دل آنکھ کے تابع ہے۔ آنکھ کے بگڑنے کے بعد دل کی حفاظت مشکل ہے اور دل کے بگڑ جانے کے بعد شرمگاہ کی حفاظت مشکل تر ہے۔

عورت کا نامحرم مرد سے ملائم گفتگو کرنا بھی داخل بدکاری ہے اور اس کا باریک کپڑے پہننا ننگی ہونے کے حکم میں ہے۔

کفر کے بعد سب سے بڑا گناہ دل آزاری ہے۔ خواہ مومن کا ہو یا کافر کا۔

اسلام غریبوں ہی میں ظاہر ہوا اور عنقریب غریبوں ہی میں رہ جائے گا۔

دولتمندی سے زیادہ کوئی چیز ایمان میں خلل انداز نہیں ہے

ہمارا طریق صحبت ہے۔ کیونکہ خلوت میں شہرت ہے۔ شہرت میں آفت ہے۔

کمزور پر حملہ کرنا بزدلی ہے۔ اور ہم پلہ پر بدخلقی اور زبردست پر شوخ چشمی ہے۔

جس کے پاس بیوی، گھر، نوکر اور سواری ہو وہ بادشاہ ہے۔

خدا کو خدا جاننا یہ ہے کہ شرک نہ کرے۔ اور رسول کو رسولؐ سمجھنا یہ ہے کہ اس کے سوا کسی کی پیروی نہ کرے۔

آخرت کا کام آج کر۔ دنیا کا کام کل پہ چھوڑ دے۔

نرم خو اور متواضع کے لئے جہنم حرام ہے۔ جس کو نرمی عطا

ہوئی اسے دنیا و آخرت عطا ہوگی۔

حق تعالےٰ کو حق تعالےٰ ہی سے پا سکتے ہیں۔ نہ کہ تفکر و تخیل سے۔

ضروری حاجتیں دنیا طلبی میں داخل نہیں ہیں۔

ہمارا ایمان ہے کہ اللہ تعالےٰ ہمارے قریب اور ساتھ ہے۔ لیکن یہ قرب اور معیت ہماری سمجھ سے باہر ہے۔

اہل کرم وہ ہیں جو غیر کی حاجت کو اپنی حاجت پر مقدم رکھیں۔

اعلےٰ نصیحت یہ ہے کہ پیروی نبیؐ اختیار کر لو۔

اہل اللہ سے کرامت مت ڈھونڈو۔ ان کے وجود ہی کو کرامت جانو۔

کوئی جاہل ولی نہیں ہوا اور نہ ہوگا۔

رسول اللہؐ کی اتباع

میرے بھائی جان لو جب تک وہ موت جو موت سے پہلے ہے اور اہل اللہ اس کو فنا سے تعبیر کرتے ہیں۔

ثابت نہ ہو جائے اللہ تعالے کی جناب میں پہنچنا محال ہے
ولایت کے بہت سے درجے ایک دوسرے کے اوپر ہیں۔
کیونکہ ہر نبی کے قدم پر ایک ولایت ہے۔ جو اس نبی سے
مخصوص ہے۔ اور اس کے درجات میں سے بلند اور اعلیٰ
وہی درجہ ہے۔ جو ہمارے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدم
پر ہے۔

اگر تم وصلِ حقیقی کی دولت اور بلند درجہ کی تکمیل چاہتے ہو
تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کو اپنے اوپر
لازم کر لو۔

صحبتِ شیخ کامل

شیخ کامل کی صحبت سرخ گندھک یعنی کیمیا ہے۔ اس کی نظر
دوا اور اس کی بات شفا ہے۔ اللہ تعالے ہم کو اور تم کو شریعت
مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے سیدھے راستہ پر ثابت قدم رکھے
کیونکہ یہی مقصود ہے۔ اور اسی پر سعادت اور نجات کا دارومدار ہے

خدا کی محبت کا طالب

مبارک ہے وہ شخص جس کے دل میں خدا کی محبت کے سوا کسی اور کی محبت نہ ہو۔ اور وہ اس کے سوا کسی اور کا طالب نہ ہو۔ پس ایسا شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے۔ اگرچہ ظاہر میں خلق کے ساتھ مشغول ہے۔

فرض اور نفل میں فرق

اللہ تعالیٰ ہم کو اور آپ کو تعصب اور کج روی سے بچائے اور افسوس و رنج سے نجات دے۔ بحرمت حضور سید البشر کے جو کجی چشم سے پاک وصاف ہیں۔

وہ عمل جس سے درگاہ الٰہی میں قرب حاصل ہوتا ہے فرض ہیں۔ فرضوں کے مقابلہ میں نفلوں کا کچھ اعتبار نہیں۔

فرضوں میں سے ایک فرض کا ادا کرنا ہزار سال نفلوں کے ادا کرنے سے بہتر ہے۔ اگرچہ وہ نفل خالص نیت سے ادا

کیئے جائیں۔ بلکہ ہم کہتے ہیں کہ فرض کے ادا کرنے کے وقت سنتوں میں سے کسی سنت اور مستحبات میں سے کسی مستحب کی رعایت کرنا بھی حکم رکھتا ہے۔

ایک دن امیر المومنین حضرت فاروق اعظمؓ نے صبح کی نماز جماعت سے ادا کی۔ نماز سے فارغ ہو کر نمازیوں پر نگاہ کی۔ اپنے یاروں میں سے ایک کو موجود نہ پا کر فرمایا کہ فلاں شخص جماعت میں موجود نہیں۔ حاضرین نے عرض کی کہ وہ رات کو اکثر جاگتا رہتا ہے۔ شاید اس وقت سو گیا ہو۔ آپ نے فرمایا کہ اگر تمام رات سویا رہتا۔ اور صبح کی نماز باجماعت ادا کرتا تو اس کے لئے بہتر ہوتا

زکوٰۃ کے طور پر ایک دانگ کا صدقہ کرنا نفلی طور پر سونے کا پہاڑ صدقہ کرنے سے کئی درجہ بہتر ہے۔ اور اس دانگ کو کسی قریبی محتاج کو دینا بھی اس سے کئی درجے بہتر ہے۔

جناب امام اعظمؒ نے وضو کے آداب میں سے ایک ادب کے ترک ہونے کے باعث اپنی چالیس سال کی نمازوں کو

قضا فرمایا۔

آنحضرتؐ کو بعض معتبر افراد نے بتایا کہ آپ کے بعض خلفاء
کو ان کے مرید سجدہ کرتے ہیں۔ اور زمین بوسی پر بھی اکتفا نہیں
کرتے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا اس فعل کی برائی آفتاب سے
زیادہ ظاہر ہے۔ ان کو منع کریں۔ اور بڑی تاکید کریں کہ اس قسم
کے افعال سے بچنا ہر آدمی کے لئے لازم ہے۔ بالخصوص اس
شخص کے لئے جو خلق کا مقتدا و پیشوا ہو۔

بے عمل علما

علما کے لئے دنیا کی محبت اور رغبت ان کے جمالی چہرہ پہ
بدنما داغ ہے۔ اگرچہ ان سے بہت فائدے حاصل ہوتے
ہیں۔ مگر ان کا علم ان کے اپنے حق میں فائدہ مند نہیں ہے
ایسے علماء پارس پتھر کی طرح ہیں۔ کہ تانبا اور لوہا جو اس کے
ساتھ لگ جائے سونا ہو جاتا ہے۔ اور وہ اپنی ذات میں پتھر
کا پتھر ہی رہتا ہے۔ قیامت کے دن عذاب کا زیادہ مستحق وہ

عالم ہے۔ جس کو اپنے علم سے خود نفع حاصل نہ ہو۔ کسی نے شیطان کو دیکھا کہ وہ فارغ بیٹھا ہے۔ اور گمراہ کرنے اور بہکانے سے بے فکر ہو چکا ہے۔ اس شخص نے شیطان سے اس کی وجہ پوچھی۔ شیطان نے جواب دیا کہ اس وقت کے بڑے بڑے عالم میرے ساتھ اس کام میں میرے مددگار ہیں اور مجھے اس ضروری کام سے فارغ کر دیا ہے۔

راضی بہ رضا

اللہ کے بندے سوائے وحدہٗ لاشریک کے اور اپنا کوئی مقصد نہیں رکھتے۔ ان کے لئے انعام اور عذاب برابر ہیں۔ ان کے لئے عذاب میں وہی لذت ہے جو انعام میں ہے اگر بہشت چاہتے ہیں تو اس لئے کہ اللہ کی رضا کا مقام ہے اور اس کے طلب کرنے میں اللہ تعالیٰ کی مرضی ہے اور دوزخ سے پناہ مانگتے ہیں۔ تو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کے غضب کا مقام ہے۔

رسول اللہ کی تابعداری

باطن کو خواجگان نقشبند قدس سرہم کی نسبت سے معمور رکھیں اور ظاہر کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت سے آراستہ و پیراستہ بنائیں۔ پانچوں وقت نماز اول وقت میں ادا کریں۔

رمضان کے مہینے کی فضیلت

جاننا چاہیئے کہ رمضان کا مہینہ بڑا بزرگ ہے۔ عبادت نفلی از قسم نماز و روزہ و صدقہ وغیرہ جو اس مہینے میں ادا کی جائے دوسرے دنوں کے فرضوں کے ادا کرنے کے برابر ہے۔ اور اس مہینے کے فرضوں کا ادا کرنا دوسرے مہینوں کے ستر فرضوں کے ادا کرنے کے برابر ہے۔ اگر کوئی شخص اس مہینے میں روزہ دار کا روزہ افطار کرائے اللہ تعالیٰ اس کو بخش دیتے ہیں اور اس کی گردن کو دوزخ سے آزاد کر دیتے ہیں۔ اور اس کو روزہ دار کے اجر کے برابر اجر عطا کرتے ہیں۔

رمضان کے مہینہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قیدیوں

کو آزاد کر دیا کرتے تھے۔ اور جو کچھ آپ سے کوئی مانگتا اس کو دے دیتے تھے۔

دنیا اور دنیادار

دنیا ظاہر میں میٹھی ہے اور صورت میں تازگی رکھتی ہے لیکن حقیقت میں زہر قاتل اور جھوٹا اسباب اور بے ہودہ گرفتار ہے۔ اس کا مقبول خوار اور اس کا عاشق مجنوں ہے۔ اس کا حکم اس نجاست کا سا ہے۔ جو سونے میں منڈھی ہو۔ اور اس کی مثال اس زہر کی سی ہے جو شکر میں ملا ہو۔ عقل مند وہی ہے جو ایسی کھوٹی متاع پر فریفتہ نہ ہو۔ اور ایسے خراب اسباب کا گرفتار نہ ہو۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم

قرآن اور شریعت کی تبلیغ اصحابؓ ہی نے کی ہے۔ اور اگر ان پر طعن کریں تو قرآن اور شریعت پر طعن آتا ہے۔ قرآن حضرت عثمانؓ نے جمع کیا۔ اگر حضرت عثمانؓ مطعون ہیں تو قرآن مجید بھی

مطعون ہے۔ (نعوذ باللہ)

زکوٰۃ وغیرہ کے حق میں

اپنی چند روزہ زندگی کو صاحب شریعت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت میں بسر کرنا چاہیئے۔ کیونکہ آخرت کے عذاب سے بچنا اور ہمیشہ کی نعمتوں سے کامیاب ہونا اس اطاعت کی سعادت سے وابستہ ہے۔ پس بڑھنے والے مالوں اور چرنے والے چارپایوں کی زکوٰۃ پورے طور پر ادا کرنی چاہیئے۔
اگر تم کو رونا نہ آئے تو رونے والوں کی صورت بنالو۔ اور ہمیشہ حق تعالےٰ کی بارگاہ میں التجا اور آہ وزاری کرنی چاہیئے کہ حقیقی نیت حاصل ہو جائے۔ اور تکلف دور ہو جائے۔

دنیا کی حقیقت

اے فرزند۔ دنیا آزمائش اور امتحان کا مقام ہے۔ اس کے ظاہر کو طرح طرح کی آرائشوں سے ملمع اور آراستہ کیا ہے

اور اس کی صورت کو وہی خط و خال اور زلف و چہرہ سے پیراستہ کیا ہے۔ دیکھنے میں شیریں اور تر و تازہ نظر آتی ہے لیکن حقیقت میں عطر لگا ہوا مردار اور مکھیوں اور کیڑوں سے بھرا ہوا کوڑا اور پانی کی طرح دکھائی دینے والا سراب اور زہر کی مانند شکر ہے۔

جو شخص اس کے ظاہر پر فریفتہ ہوا۔ ہمیشہ کا گھاٹا اس کے ہاتھ آیا۔ اور جس نے اس کی مٹھاس اور تر و تازگی پر نظر کی۔ ہمیشہ کی شرمندگی اس کے نصیب ہوئی۔

اگر نجوم و ہندسہ و منطق و حساب جیسے بے فائدہ علوم کا حاصل ہونا مفید ہوتا تو فلسفی سب اہلِ نجات میں سے ہوتے۔ کھانے سے مقصود طاعت کے ادا کرنے کی قوت اور پوشاک سے ستر عورت اور گرمی و سردی کا دور کرنا ہے۔

کام کا وقت جوانی کا زمانہ ہے۔ جوانمرد وہ ہے جو اس وقت کو ضائع نہ کرے۔ اور فرصت کو غنیمت جانے ممکن ہے کہ وہ بڑھاپے تک نہ پہنچے۔ اگر پہنچے تو اسے طاقت حاصل نہ ہو۔

دولتمند کی تواضع کے باعث بیتں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر کسی شخص پر اس کے بھائی کا مال یا اور کسی قسم کا حق ہے تو اس کو چاہیئے کہ آج ہی اس سے معاف کرا لے۔ قبل اس کے کہ اس کے پاس دینار اور درہم نہ ہوں۔ اگر اس کا کوئی نیک عمل ہوگا تو اس کے ظلم کے موافق لے کر صاحبِ حق کو دیا جائے گا۔ اور اگر اس کی نیکیاں نہ ہوں گی تو صاحبِ حق کی برائیاں اس کی برائیوں پر زیادہ کی جائیں گی۔

جس نے کسی دولت مند کی اس کی دولت کے باعث تواضع کی۔ اس کے دین کے دو حصے چلے گئے۔ پس افسوس ہے اس شخص پر جس نے ان کی دولت مندی کے سبب ان کی تواضع کی اللہ تعالیٰ ان سے بچنے کی توفیق بخشے۔

خلقِ خدا پر احسان

دنیا کا بقا بہت تھوڑا ہے۔ اور آخرت کا عذاب بہت سخت

اور دائمی ہے۔ چند روزہ فرصت کو غنیمت جاننا چاہیئے۔ اور خدائے تعالےٰ کے پسندیدہ کاموں میں کوشش کرنی چاہیئے اور خلقِ خدا پر احسان کرنا چاہیئے۔

زندوں کا تحفہ مُردوں کی طرف

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میت قبر میں فریاد چاہنے والے غریق کی طرح ہوتی ہے۔ اور اس دعا کی منتظر رہتی ہے۔ جو اس کو ماں باپ یا بھائی یا دوست کی طرف سے پہنچے۔ پس جب وقت اس کو وہ دعا پہنچتی ہے تو اس کے نزدیک دنیا و مافیہا سے بہتر ہوتی ہے اور بے شک اللہ تعالےٰ زمین پر رہنے والوں کی دعا سے اہلِ قبور پر پہاڑوں جتنی رحمت نازل فرماتا ہے۔ اور بے شک زندوں کا تحفہ مردوں کی طرف اُن کے لئے مغفرت مانگتا ہے۔

طریق خواجگان قدس سرہم

حضرت خواجگان قدس سرہم کا طریقہ خدا کی طرف پہنچنے والے

سب راستوں سے زیادہ قریب راستہ ہے۔ اور دوسروں کی انتہا ان بزرگوں کی ابتدا میں درج ہے۔ اور ان کی نسبت سب نسبتوں سے بڑھ کر ہے۔ اس کا باعث یہ ہے کہ اس طریقے میں سنّت کو لازم پکڑتے ہیں۔ اور بدعت سے بچتے ہیں۔ افسوس ہزار افسوس کہ جن بدعتوں کا دوسرے سلسلوں میں نام ونشان تک نہیں پایا جاتا وہ اس طریقہ علیہ میں پیدا کر دی گئی ہیں۔ نماز تہجد کو جماعت سے ادا کرتے اور یہ عمل کردہ ہے۔

جوانی میں توبہ

یہ کس قدر بڑی نعمت ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو جوانی میں توبہ کی توفیق عطا فرماتے۔ اور اس پر استقامت بخشے۔ کہا جا سکتا ہے کہ تمام دنیا کی نعمتیں اس نعمت کے مقابلہ میں ایسی ہیں۔ جیسے دریائے محیط کے مقابلہ میں شبنم کا قطرہ کیونکہ وہ نعمت حق تعالیٰ کی رضامندی کا موجب ہے۔ جو تمام دنیوی اور اخروی نعمتوں سے بڑھ کر ہے۔

اللہ کے نیک بندوں کے پاس جانے کا طریق

اللہ کے نیک بندوں کے پاس خالی ہو کر جانا چاہیئے تاکہ بھرے ہوئے واپس آئیں۔ اور اپنی مفلسی کو ظاہر کرنا چاہیئے تاکہ ان کو شفقت آئے اور استفادہ کا راستہ کھل جائے۔

مُردوں کی مدد

دامن صبر کو تھام کر صدقہ و دعا اور استغفار سے آگے گئے ہوؤں کی مدد و معاونت کریں۔ کہ مردوں کو زندوں کی امداد کی اشد ضرورت ہوتی ہے۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ اللہ تعالےٰ زمین والوں کی دعا سے قبروں پر پہاڑوں جتنی رحمت نازل فرماتا ہے۔

سلسلہ نقشبندیہ کا طریق

سلسلہ نقشبندیہ کی بلندی سنت کی پیروی اور بدعت سے

اجتناب کے باعث ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس طریقہ کے بزرگوں نے ذکر جہر (بلند آواز سے) سے پرہیز فرمایا ہے۔ اور ذکر قلبی کی طرف راہنمائی کی ہے۔ سماع رقص اور وجد وغیرہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام اور خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے زمانہ میں نہ تھے۔ اُن سے منع کیا ہے۔ خلوت اور چلہ کشی بھی ممنوع ہے۔

نیکی کے راستے

مومنوں کے لئے لازم ہے کہ اپنے آپ کو ہمیشہ ذلیل، محتاج عاجز سمجھیں۔ اور آہ و زاری اور التجا کرتے رہیں۔ بندگی کے وظیفوں کو پورا کریں۔ شرعی حدود کی محافظت اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی متابعت کریں۔ اور نیکیوں کے حاصل کرنے میں نیتوں کو درست رکھیں۔ اپنے باطنوں کو خالص اور اپنے ظاہروں کو سلامت رکھیں اور اپنے عیبوں کو دیکھتے رہیں۔ گناہوں کے غلبہ کا مشاہدہ کرتے رہیں۔ علاّم الغیوب کے انتقام سے ڈرتے رہیں اور اپنی نیکیوں

کو تھوڑا سمجھیں۔ اگرچہ بہت ہوں۔ اور اپنی برائیوں کو بہت خیال کریں۔ اگرچہ تھوڑی ہوں۔

عالمِ خواب کی باتیں

جاننا چاہیئے کہ خواب اعتماد اور اعتبار کے لائق نہیں ہیں۔ اگر کسی نے اپنے آپ کو خواب میں بادشاہ یا قطب وقت دیکھا۔ تو حقیقت میں وہ ایسا نہیں ہے۔ بس جو بات عالم بیداری اور ہوش میں ظاہر ہو وہ اعتماد کے قابل ہے ورنہ نہیں۔

عقائد کی درستی کے متعلق

نہایت ضروری ہے کہ علمائے اہل سنت وجماعت کی آرا کے موافق اپنے عقائد کو درست کیا جائے۔ کیونکہ عاقبت کی نجات انہی بزرگوں کی اطاعت پر موقوف ہے۔ ہر بدعتی اور گمراہ بھی اپنے فاسد عقائد کو اپنے خیالِ فاسد میں کتاب وسنت ہی سے اخذ کرتا ہے۔ ان پر اعتبار نہ کرنا چاہیئے۔ اگر عملیات میں سستی واقع

ہو جائے تو ہو سکتا ہے کہ توبہ کئے بغیر ہی معاف کر دیں۔ اور اگر مواخذہ بھی کریں گے تو پھر بھی نجات تو ہو ہی جائے گی پس درست عقائد رکھنا افضل کام ہے۔

دنیا کی محبّت گناہ ہے

سعادت مند وہ آدمی ہے جس کا دل دنیا سے سرد ہو گیا ہو اور حق سبحانہ کی محبّت کی گرمی سے گرم ہو گیا ہو۔ دنیا کی محبت تمام گناہوں کی جڑ ہے۔ اس کا ترک کرنا تمام عبادتوں سے افضل ہے۔ دنیا اور دنیا دار طعن و ملامت کے داغ سے داغدار ہیں۔ حدیث شریف میں ہے۔ دنیا ملعون ہے اور جو کچھ اس میں ہے وہ بھی ملعون ہے۔ مگر اللہ کے ذکر کے سوا۔

دنیا کا آرام اور آخرت کا عذاب

دنیا کی شیریں لقموں پر فریفتہ نہ ہو جاؤ قیمتی اور آراستہ کپڑوں پر دھوکہ نہ کھا جاؤ۔ ان کا نتیجہ دنیا و آخرت میں حسرت و ندامت

کے سوا کچھ نہیں۔ اہل و عیال کی رضا مندی کے لئے اپنے آپ کو مصیبت میں ڈالنا اور آخرت کا عذاب اختیار کرنا عقل اور اندیش سے دور ہے۔

فرضوں کی ادائیگی

نئے نئے صوفی ذکر کو ضروری سمجھ کر فرضوں اور سنتوں کے بجا لانے میں سستی کرتے ہیں۔ اور چلہ کشی اور ریاضتیں اختیار کر کے جمعہ و جماعت کو ترک کر دیتے ہیں۔ اور نہیں جانتے کہ ایک فرض کا جماعت کے ساتھ ادا کرنا ان کے ہزاروں چلوں سے بہتر ہے۔ ہاں آداب شرعیہ کو مد نظر رکھ کر ذکر و فکر میں مشغول ہونا ضروری ہے۔

مجدد کی تعریف

جاننا چاہیئے کہ ہر سو سال کے بعد ایک مجدد گزرا ہے لیکن سو سال کا مجدد اور ہے۔ اور ہزار سال کا مجدد اور جس قدر سو

اور ہزار کے درمیان فرق ہے اسی قدر بلکہ اس سے بھی زیادہ دونوں مجددوں کے درمیان فرق ہے۔ اور مجدد وہ ہوتا ہے کہ جو فیض اس مدت میں امتوں کو پہنچتا ہے وہ اسی کے ذریعے سے پہنچتا ہے۔

حضور کی شان میں

آج محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان کو کیا پا سکیں اور ان کی عظمت و بزرگی اس جہان میں کیا پہچان سکیں۔ کیونکہ سچ جھوٹ کے ساتھ اور باطل حق کے ساتھ اس جہان میں ملا ہوا ہے۔ قیامت کے دن ان کی بزرگی معلوم ہوگی۔ جب کہ پیغمبروں کے امام ہوں گے۔ اور ان کی شفاعت کریں گے۔ اور حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ان کے جھنڈے کے نیچے ہوں گے۔

حق تعالیٰ کی زیارت

مومن آخرت میں حق تعالیٰ کو بہشت میں دیکھیں گے۔

حالانکہ بہشت اور غیر بہشت سب اللہ تعالیٰ کے نزدیک برابر اور اس کی مخلوق ہیں۔ اور وہ تجلی جو کوہ طور پر واقع ہوئی تھی حالیت اور محلیت کی آمیزش سے پاک تھی۔ بعض جگہیں ظہور کی قابلیت رکھتی ہیں اور بعض میں یہ قابلیت نہیں ہوتی۔ آئینہ صورتوں کے ظہور کی قابلیت رکھتا ہے اور گھوڑوں کے نعل میں یہ قابلیت نہیں حالانکہ یہ دونوں لوہے سے بنے ہیں۔

نماز کی فضیلت

سب اعمال سے بہترین اور سب عبادات سے فاضل ترین نماز کا قائم کرنا ہے۔ جو دین کا ستون اور مومن کی معراج ہے پس اس کے ادا کرنے میں بڑی کوشش بجالانی چاہیئے اور احتیاط کرنی چاہیئے۔ کہ اس کے ارکان و شرائط و سنن و آداب کما حقہ ادا ہوں۔ تعدیل و طمانیت کے بارہ میں بار بار مبالغہ کیا جاتا ہے۔ اس کی اچھی طرح محافظت کریں۔ اکثر لوگ نماز کو ضائع اور طمانیت اور تعدیل ارکان کو درہم برہم کر دیتے ہیں۔

جب نماز درست ہو جاتا نجات کی بڑی بھاری امید ہے۔ کیونکہ نماز کے قائم ہونے سے دین قائم ہو جاتا ہے۔ اور ہدایت کی معراج پوری ہو جاتی ہے۔

ذکر و فکر

اے فرزند! فرصت، صحت اور فراغت کو غنیمت جاننا چاہیے اور ہر وقت ذکرِ الٰہی میں مشغول رہنا چاہیے۔ جو عمل شریعت غرا کے موافق کیا جائے۔ ذکر ہی میں داخل ہے اگرچہ خرید و فروخت ہو۔ پس تمام حرکات و سکون میں احکام شرعیہ کو ملحوظ رکھنا چاہیئے تاکہ سب کچھ ذکر ہو جائے۔

دو چیزوں کی اہمیت

اگر دو چیزوں میں فتور نہیں آیا تو کچھ غم نہیں۔ ان میں سے ایک شریعت نبیؐ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی متابعت ہے۔ دوسرے اپنے شیخ کی محبت و اخلاص۔ ان دو چیزوں کے ہوتے اگر ہزار

ظلمات طاری ہو جائیں تو کچھ غم نہیں۔ آخر اس کو ضائع نہ چھوڑیں گے اور اگر نعوذ باللہ ان دو چیزوں میں سے ایک میں نقصان پیدا ہو جائے تو پھر خرابی ہی خرابی ہے۔ بڑی عاجزی اور زاری کے ساتھ حق تعالےٰ سے دعا مانگتے رہیں۔ کہ ان دو امروں پر ثبات و استقامت عطا فرمائے۔ کیونکہ یہی دونوں اصل مقصود اور نجات کا مدار ہیں۔

نصیحت

فرصت کو غنیمت جانیں۔ اور خیال رکھیں کہ عمر بیہودہ امور میں صرف نہ ہو۔ بلکہ اللہ تعالےٰ کی رضا جوئی میں بسر ہو۔ نماز پنج گانہ کو جمعیت و جماعت اور تعدیل ارکان کے ساتھ ادا کریں نماز تہجد کو ترک نہ کریں۔ صبح کے وقت استغفار پڑھنا نہ چھوڑیں خواب خرگوش پر خوش نہ ہوں۔ موت کو یاد رکھیں۔ آخرت کے احوال کو مدِ نظر رکھیں۔ غرض دنیا کی طرف سے منہ پھیر لیں۔ اور آخرت کی طرف متوجہ ہو جائیں۔ بقدر ضرورت دنیا کے کاموں

میں مشغول ہوں۔

کلمہ طیبہ کی برکات

کلمہ طیبہ رحمت کے ان نمانوں سے حصتوں کے خزانہ کی کنجی ہے جو آخرت کے لیئے ذخیرہ فرمائے گئے ہیں۔ اور جاننا چاہیئے کہ کفر کی ظلمتوں اور شرک کی کدورتوں کو دفع کرنے کے لیئے اس کلمہ طیبہ سے بڑھ کر زیادہ شفیع اور کوئی کلمہ نہیں ہے۔ جس شخص نے اس کلمہ طیبہ کی تصدیق کی ہو اور ایمان کا ذرہ بھی حاصل کر لیا ہو اور پھر کفر و شرک کی رسموں میں بھی مبتلا ہو تو امید ہے کہ اس کلمہ کی شفاعت سے اس کا عذاب دور ہو جائے گا۔ اور وہ دوزخ کے دائمی عذاب سے نجات پا جائے گا۔ جس طرح کہ اس امت کے تمام کبیرہ گناہوں کے عذاب دور کرنے میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت نافع اور فائدہ مند ہے۔

اولیاء اللہ اور گناہ

جاننا چاہیئے کہ جب اللہ تعالےٰ کسی بندہ کو دوست رکھتا ہے

تو کوئی گناہ اس سے صادر نہیں ہوتا کیونکہ اولیاء اللہ گناہوں کے ارتکاب سے محفوظ ہیں۔ اگرچہ ان سے گناہ کا صادر ہونا جائز ہے برخلاف انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے جو گناہوں سے معصوم ہیں۔ ان کے حق میں گناہ کے صادر ہونے کا جواز بھی مسلوب ہے اور جب اولیاء اللہ سے گناہ صادر نہ ہوں تو یقین ہے کہ گناہ کا ضرر بھی نہ ہوگا۔ پس گناہ کے صادر نہ ہونے کی صورت میں لَایَضُرُّہٗ ذَنْبٌ درست ہے۔ جیسے کہ اہلِ علم پر پوشیدہ نہیں اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ گناہ سے مراد وہ پہلے گناہ ہوں جو درجہ ولایت تک پہنچنے سے پہلے صادر ہوئے ہوں۔

گناہ اور توبہ

گناہوں سے توبہ کرنا ہر شخص کے لئے واجب اور فرض عین ہے۔ کوئی بشر اس سے مستغنی نہیں ہوسکتا جب انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام توبہ سے مستغنی نہیں ہیں تو پھر اوروں کا کیا ذکر ہے۔

پس اگر گناہ اس قسم سے ہیں کہ جن کا تعلق اللہ تعالےٰ کے

حقوق کے ساتھ ہے۔ جیسے کہ زنا اور شراب نوشی، سرود اور ملاہی کا سننا، غیر محرم کی طرف بہ نظر شہوت دیکھنا۔ اور بغیر وضو کے قرآن مجید کو ہاتھ لگانا اور بدعت پر اعتقاد رکھنا۔ تو ان کی توبہ ندامت، اور استغفار اور حسرت و افسوس بارگاہِ الٰہی میں عذر خواہی کرنے سے ہے۔ اور اگر فرائض میں سے کوئی فرض ترک ہو گیا ہو۔ تو توبہ میں اس کا ادا کرنا ضروری ہے۔ اور اگر گناہ اس قسم کے ہیں جو بندوں کے مظالم اور حقوق سے تعلق رکھتے ہیں تو ان سے توبہ کا طریق یہ ہے کہ بندوں کے حقوق اور مظالم ادا کئے جائیں۔ اور ان سے معافی چاہیں اور ان پر احسان کریں اور ان کے حق میں دعا کریں۔

اگر تمام گناہوں سے توبہ میسر ہو جائے تو بڑی اعلیٰ دولت اور نعمت ہے۔ ورنہ بعض گناہوں سے توبہ کرنا اور بعض محرمات سے بچنا بھی غنیمت ہے۔ شاید ان بعض کی برکات و انوار بعض دوسروں میں بھی اثر کر جائیں۔ اور تمام گناہوں سے توبہ و ورع کی توفیق نصیب ہو جائے۔

صحیح نماز کی تاکید

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ چوروں میں سے بڑا چور وہ ہے جو اپنی نماز میں چوری کرتا ہے۔ حاضرین نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز سے کس طرح چوری کی جاتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ نماز میں چوری یہ ہے کہ رکوع وسجود کو اچھی طرح ادا نہ کیا جائے۔ اور فرمایا کہ اللہ تعالےٰ اس شخص کی نماز کی طرف نہیں دیکھتا جو رکوع وسجود میں اپنی پیٹھ کو ثابت نہیں رکھتا پس نماز کو پوری طرح ادا کرنا چاہیئے۔ دوسروں کو بھی تاکید کرنا چاہیئے کہ نماز کو کامل طور پر ادا کریں۔

تہجد کے بارے میں

دوسری نصیحت جو بیان کے لائق ہے وہ یہ ہے کہ نمازِ تہجد کو لازم پکڑیں۔ کیونکہ طریقت کی ضروریات میں سے ہیں۔

اکلِ حلال

اور نصیحت یہ ہے کہ لقمہ میں احتیاط رکھیں یہ اچھا نہیں کہ جو کچھ آیا اور جو جس جگہ سے آیا۔ جھٹ کھا لیا اور حرام و حلال شرعی کا کچھ لحاظ نہ کیا۔ یہ انسان خود مختار نہیں ہے کہ جو کچھ چاہے کرے وہ بہت ہی بدبخت انسان ہے جو اپنے مالک کی مرضی کے خلاف کرے۔

نفلی عبادت

عبادت نافلہ کو عبادات فرائض کے مقابلہ میں راستہ میں پھینکی ہوئی کوڑی کی طرح بے اعتبار جاننا چاہیئے۔ اکثر اس زمانہ کے لوگ نفلوں کو رواج دیتے ہیں اور فرائض کو خراب کرتے ہیں نوافل کے ادا کرنے میں بڑی کوشش کرتے ہیں۔ اور فرائض کو خوار اور بے اعتبار جانتے ہیں۔

سب کا سب روپیہ وقت بے وقت، مستحق اور غیر مستحق

دیتے ہیں۔ لیکن ایک روپیہ زکوٰۃ کے طور پر خرچ نہیں کر سکتے یہ نہیں جانتے کہ ایک روپیہ زکوٰۃ کے طور پر دینا صدہا صدقہ نافلہ سے بہتر ہے۔ کیونکہ ادائے زکوٰۃ میں حق تعالےٰ کے حکم کی بجاآوری ہے اور صدقہ نافلہ میں اکثر ہوائے نفسانی کی پیروی۔ اس واسطے فرض میں ریا کی گنجائش نہیں اور نفل میں ریا کا دخل ہے۔

حقوق کی ادائیگی

علماء نے فرمایا ہے کہ اگر ایک شخص کے نیک عمل پیغمبرؐ کے نیک عملوں کی طرح ہوں اور اس پر نیم وانگ (ایک سکہ) جتنا کسی کا حق رہا ہو تو اس شخص کو بہشت میں نہ لے جائیں گے جب تک اس نیم وانگ کو ادا نہ کرے گا۔

ولی اللہ

درحقیقت اہل اللہ کا وجود ہی کرامت ہے اور خلق کو حق تعالےٰ کی طرف دعوت کرنا اللہ تعالےٰ کی رحمتوں میں سے ایک رحمت

ہے۔ اور مردہ دلوں کا زندہ کرنا اللہ تعالےٰ کی آیات میں سے آیت عظمےٰ ہے۔ یہی لوگ اہل زمین کا امن اور غنیمت روزگار ہیں ان کا کلام دوا۔ اور ان کی نظر شفا ہے۔ یہی وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالےٰ کے ہم نشین ہیں۔ اور یہ وہ لوگ ہیں جن کا ہم نشین بدبخت اور ان کا دوست رحمت حق سے ناامید نہیں ہوتا۔

ذکر کی تاکید

قرآن مجید کی تلاوت کرو یا لمبی قرأت کے ساتھ نماز کو ادا کرو۔ یا کلمہ طیبہ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللہ کا تکرار کرتے رہو۔ کلمہ لَآ اِلٰہ کے ساتھ حق تعالےٰ کے سوا تمام جھوٹے خداؤں اور اپنے نفس کی نفی کرنی چاہیئے۔ اور اپنی تمام مرادوں اور مقصودوں کو دفع کرنا چاہیئے۔ کیونکہ اپنی مراد کا طلب کرنا اپنی الوہیت کا دعوےٰ کرنا ہے۔ بلکہ سینہ میں کسی مراد کی گنجائش نہ رہے۔ اور متخیلہ میں کوئی ہوس باقی نہ رہے۔ تاکہ بندگی کی حقیقت حاصل ہو۔

اس وقت کو بے ہودہ امور میں ضائع نہ کرو۔ اور ذکرِ الٰہی کے سوا کسی کام میں مشغول نہ ہو۔ چندروزہ زندگی جہاں گزرے یادِ حق میں گزرے۔ دنیا کا معاملہ آسان ہے۔ اس کو چھوڑ کر آخرت کی طرف متوجہ رہو۔

اصحاب کرامؓ کے درمیان لڑائی جھگڑے کے متعلق

حضرت خیر البشر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اصحاب کے درمیان جھگڑے کو نیک وجہ پر محمول کرنا چاہیئے۔ ہوا وہوس اور حُبِّ جاہ وریاست اور طلب رفعت ومنزلت سے دور سمجھنا چاہیئے۔ کیونکہ یہ نفسِ امارہ کی رذیلہ اور کمینہ خصلتیں ہیں۔ اور ان کے نفس حضرت خیر البشر کی صحبت میں پاک وصاف ہو چکے ہیں۔ سب کو درست جاننا چاہیئے کیونکہ ان کی دوستی حضرت پیغمبر علیہ السلام کی دوستی کا نتیجہ ہے۔

کلمہ استغفار

سوتے وقت توبہ واستغفار والتجا وتضرّع کیا کریں۔ اور

گناہوں اور معاصی کو یاد کریں۔ اپنے عیبوں اور قصوروں کو سوچیں۔ اور آخرت کے عذاب اور دائمی رنج والم سے ڈریں اور حق تعالےٰ کی بارگاہ سے عفو ومغفرت طلب کریں۔ سو بار کلمہ استغفار دلی توجہ کے ساتھ زبان پر لائیں "اَسْتَغْفِرُ اللهَ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْهِ" دیگر یعنی عصر کے ادا کرنے کے بعد بھی یہ کلمہ استغفار پڑھا کریں۔ اور خواہ وضو ہو یا نہ ہو اس کلمہ استغفار کے ورد کو ترک نہ کریں۔

زکوٰۃ کے بارے میں

مال کی زکوٰۃ دینا بھی دین کی ضروریات میں سے ہے۔ رغبت وسنت سے زکوٰۃ کے مصارف میں پہونچانی چاہیئے۔ جب منعم حقیقی جل شانہٗ نے فرمایا ہے کہ میرے عطیہ اور انعام کے چالیس حصوں میں سے ایک حصہ فقرا ومساکین کو دیں۔ اور میں تم کو اس کے عوض بڑا اجر اور اچھی جزا دوں گا۔ تو پھر وہ شخص

بہت ہی بے انصاف اور سرکش ہوگا جو اس تھوڑے سے حصّہ کے ادا کرنے میں توقف کرے۔ اور اس کے دینے میں بُخل اختیار کرے۔

رمضان المبارک کے بارے میں

رمضان المبارک کے روزے بھی اسلام کے واجبات اور دین کی ضروریات میں سے ہیں۔ ان کے ادا کرنے میں بھی بڑی کوشش کرنی چاہیئے۔ اور بے ہودہ عذروں سے روزہ ترک نہ کرنا چاہیئے۔ حضرت پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ روزہ دوزخ کی آگ سے ڈھال ہے۔ اور اگر بیماری یا اور کسی ضروری مانع کے باعث روزہ قضا ہو جائے تو بلاتوقف اسکی قضا ادا کرنی چاہیئے اور سستی اور غفلت سے نہ چھوڑنا چاہیئے انسان اپنے مولیٰ کا بندہ ہے خود مختار نہیں ہے اس کو اپنے مولیٰ کے امر و نواہی کے مطابق زندگانی بسر کرنی چاہیئے۔ کہ نجات کی امید ہو سکے۔

حج

اسلام کا پانچواں رکن بیت اللہ کا حج ہے۔ حضرت پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ حج پہلے تمام گناہوں کو گرا دیتا ہے۔

ضروری نصائح

اپنے عقائد کو علماء اہل سنت وجماعت کے عقائد کے موافق درست کریں۔

عقائد کے درست کرنے کے بعد احکام کے مطابق عمل بجا لائیں۔ کیونکہ جس چیز کا امر ہو چکا ہے۔ اس کا بجا لانا ضروری ہے اور جس چیز سے منع کیا گیا ہے اس سے ہٹ جانا لازم ہے۔

پنج وقتی نماز کو سستی اور کاہلی کے بغیر شرائط اور تعدیل ارکان کے ساتھ ادا کریں۔ نصاب کے حامل ہونے پر زکوٰۃ کو ادا کریں حضرت امام اعظمؒ نے عورتوں کو زیوریں بھی زکوٰۃ کا ادا کرنا

فرمایا ہے۔ اور اوقات کو کھیل کود میں صرف نہ کریں۔ اور قیمتی عمر کو بے ہودہ امور میں ضائع نہ کریں۔ سرود و نغمہ کی خواہش نہ کریں۔ اور اس کی لذت پر فریفتہ نہ ہوں۔ یہ ایک قسم کا زہر ہے۔ جو شہد میں ملا ہوا ہے۔ اور سم قاتل ہے۔ جو شکر سے آلودہ ہے لوگوں کی غیبت اور سخن چین سے اپنے آپ کو بچائیں۔ جہاں تک ہو سکے جھوٹ بولنے اور بہتان لگانے سے پرہیز کریں۔ کیونکہ یہ دونوں بری عادتیں تمام مذہبوں میں حرام ہیں۔ خلقت کے عیبوں اور گناہوں کا ڈھانپنا اور ان کے قصوروں سے درگزر کرنا بڑے عالی حوصلہ والے لوگوں کا کام ہے۔ غلاموں اور ماتحتوں پر مشفق و مہربان رہنا چاہیئے۔ اور ان کے قصوروں پر مواخذہ نہ کرنا چاہیئے۔ اور موقع اور بے موقع ان نامرادوں کو مارنا پیٹنا اور گالی دینا اور ایذا پہنچانا نامناسب ہے۔ اپنی تقصیروں کو نظر کے سامنے رکھنا چاہیئے۔ جو ہر ساعت حق تعالیٰ کی پاک بارگاہ کی نسبت وقوع میں آ رہی ہیں۔ اور حق تعالیٰ ان کے مواخذہ میں جلدی نہیں کرتا۔ اور روزی کو نہیں روکتا۔

عقائد کے درست کرنے اور احکام فقہ کے بجالانے کے بعد اپنی اوقات کو ذکرِ الٰہی میں بسر کریں۔ اور جس طرح ذکر کا طریق سیکھا ہوا ہے۔ اس طرح عمل میں لائیں اور جو کچھ اس کے منافی ہو اس کو اپنا دشمن جان کر اس سے اجتناب کریں۔

بیعت کا مقصد

اگر طالب اپنا رشد دوسرے شیخ کے پاس دیکھے اور اپنے دل کو اس کی صحبت میں خدا تعالےٰ کے ساتھ جمع پائے تو جائز ہے کہ پیر کی زندگی میں بغیر اجازت کے اس کے پاس جائے اور اس سے طلب رشد کرے لیکن اسے چاہیئے کہ پہلے پیر سے انکار نہ کرے۔ اور اسے بجز نیکی یاد نہ کرے۔ خصوصاً آجکل کی پیری مریدی جو صرف رسم و عادت رہ گئی ہے۔ اگر اس وقت کے پیر جو اپنے آپ سے بے خبر ہیں۔ اور ایمان کو کفر میں تمیز نہیں کر سکتے ، حق تعالےٰ کی کیا خبر دیں گے۔ اور کونسا راستہ دکھلائیں گے افسوس ایسے مرید پر ہے جو اس قسم کے پیر پر اعتقاد کرکے بیٹھ

رہئے۔ اور دوسرے کی طرف رجوع نہ کرے اور حق تعالےٰ کا راستہ معلوم نہ کرے۔ اگر حق تعالےٰ کی عنایت سے کسی طالب کو پیر کامل کی راہنمائی نصیب ہو جائے تو چاہیئے کہ اس کے وجود شریف کو غنیمت سمجھے اور اپنے تئیں مکمل طور پر اس کے حوالے کر دے، اس کی مرضیات میں اپنی سعادت اور اس کے خلاف جو کچھ ہو اسے اپنی بدبختی سمجھے۔ طالب کو چاہیئے کہ اپنے دل کی توجہ تمام طرفوں سے پھیر کر اپنے پیر کی طرف کرے۔ اور پیر کی اجازت کے بغیر نوافل و اذکار میں مشغول نہ ہو۔ اور اپنا سایہ پیر کے کپڑوں یا پیر کے سایہ پر نہ پڑنے دے۔ پیر کے مصلّا پر پاؤں نہ رکھے۔ اس کے وضو کی جگہ پر وضو نہ کرے۔ اور اس کے برتنوں کو استعمال نہ کرے اور اس کے سامنے پانی نہ پیئے۔ اور کھانا نہ کھائے۔ اور کسی کے ساتھ بات نہ کرے۔ بلکہ کسی اور کی طرف توجہ نہ کرے۔ اور جو کچھ پیر کی طرف سے صادر ہوا ہے اسے درست سمجھے۔

پیر کی حرکات و سکنات میں دخل نہ دے۔ اور اپنے پیر سے کشف و کرامات طلب نہ کرے۔ اگر دل میں شبہ پیدا ہو تو پیر سے

عرض کرے۔ اگر حل نہ ہو تو اپنا قصور سمجھے اور کوئی نقصان پیر کی طرف عائد نہ کرے۔

ادبِ قرآن مجید

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ حافظ فرش پر بیٹھا ہوا قرآن مجید پڑھ رہا تھا۔ آنحضرتؐ نے خیال کیا کہ اپنے نیچے فرش زیادہ ہے اور اُس کے نیچے فرش نہیں ہے۔ پاسِ ادب ملحوظ رکھتے ہوئے فوراً وہ فرش اپنے نیچے سے نکال دیا۔ اور حافظ کے ساتھ خود بھی زمین پر بیٹھ گئے۔ خواجہ محمد ہاشم نے لکھا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت مجددّ الفِ ثانیؒ رفع حاجت کے لئے تشریف لے گئے جب وہاں بیٹھے تو دیکھا کہ ناخن پر سیاہی کا نقطہ لگا ہے۔ دل میں خیال گزرا کہ یہ نقطہ اسباب کتابت حروف قرآنی سے ہے۔ اس کے ہوتے ہوئے ایسی جگہ بیٹھنا خلافِ ادب ہے۔ وہاں سے باہر تشریف لے آئے۔ ہاتھ دھو کر پھر استنجے کو گئے۔

رعایت مستحب

حضرت امام ربانیؒ فرمایا کرتے کہ رعایتِ وتر مستحبات سے ہے طاق اعداد کو ترجیح دیا کرو۔ مثلاً ایک، تین، پانچ، سات وغیرہ۔ اگر اللہ تعالے کے پسندیدہ عمل کے عوض تمام دنیا و آخرت بھی دے دیں تو بھی سمجھو کہ کچھ نہیں دیا۔

کرامات

حضرت مجدّد الفِ ثانیؒ سے لاتعداد کرامات کا ظہور ہوا ہے
اصل کرامت تو یہ ہے کہ آدمی کو ایک حالت سے دوسری حالت
میں لے جائیں۔ اور ایک مقام سے دوسرے مقام پہ پہنچا دیں
آپ فرمایا کرتے کہ کرامت بھی پیغمبر کے معجزے کی طرح ہوتی ہے
اولیاء اللہ بھی کرامات کے اظہار پر مامور ہوتے ہیں بشرطیکہ دین کو
تقویت پہنچے۔ اور ایسے وقت میں جب اسلام خطرے میں ہو۔
اس کا ظہور کافروں کو معتقد بنانے کے لئے ہوتا ہے۔

حضرت مجدّد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ نے ایک دفعہ فرمایا کہ
اللہ تعالٰے نے اپنے فضل وکرم سے مجھے یہ قدرت عطا فرمائی

ہے کہ اگر خشک لکڑی پر توجہ دوں تو ایک جہان اس سے منور ہو جائے۔ اور فیض حاصل کرے۔ لیکن میرا دل اس کے ظاہر کرنے کو نہیں چاہتا۔

حضرت غوث اعظمؓ نمودار ہوئے

ایک رات حضرت مجدد الف ثانیؒ سے لوگوں نے درخواست کی کہ حضرت غوث اعظم قطب ستاروں میں تشریف لائیں۔ لہذا آپ کی توجہ سے قطب ستارہ شق ہوا اور حضرت غوث اعظم نمودار ہوئے جنہیں لوگوں نے ظاہری آنکھوں سے دیکھا۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ کی تجدید الف اور قیومیت کا اقرار فرمایا اور واپس تشریف لے گئے

کیمیا گر مرید ہوا

ایک کیمیا گر حضرت مجدد الف ثانیؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سونا بنانے کا نسخہ پیش کیا۔ آنحضرتؒ نے خادم کو فرمایا کہ ہمارا بول و براز اس شخص کو دے دینا۔ اور کیمیا گر سے کہا کہ

اسے شہر سے دُور لے جا کر دیکھتا۔ کیمیا گر نے ایسا ہی کیا۔ جب
بول و براز کو دیکھا تو وہ خالص سونا تھا۔ وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا۔
واپس آیا اور آنحضرتؒ کے قدموں پر گر پڑا۔

آنحضرت مدد کو پہنچے

حضرت مجدد الف ثانیؒ فرمایا کرتے تھے کہ بتوں کو توڑنے سے
غازیوں کا سا ثواب ملتا ہے۔ ایک شخص کو دکن میں ایک بت خانہ
دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ وہ آنحضرتؒ کی صحبت میں فیض یاب ہو چکا
تھا۔ اس نے تمام بت توڑ ڈالے۔ گاؤں والوں کو پتہ چلا تو سب
کے سب اسے جان سے مارنے کے لیئے اکٹھے ہو گئے۔
اس اللہ کے بندے نے مدد کے لیئے دل میں آنحضرت
رحمتہ اللہ علیہ کی طرف توجہ کی۔ اسے آواز آئی کہ فکر نہ کرو۔
اتنے میں چالیس آدمی گھوڑوں پر سوار وہاں آموجود ہوئے
اور گاؤں کے لوگ تتر بتر ہو گئے۔ اس طرح اس شخص کی
جان بچ گئی۔

شیر سے نجات ملی

آپ کا ایک مرید ایک جنگل میں سے گزر رہا تھا کہ اچانک ایک شیر سامنے آگیا۔ جسے دیکھ کر وہ بہت ڈرا۔ باطن میں حضرت مجدد الفِ ثانیؒ کی طرف توجہ کی۔ آنحضرتؒ وہاں فی الفور تشریف لے آئے۔ اور شیر کی طرف اپنا عصا پھینکا۔ جس سے وہ دم دبا کر بھاگ گیا۔ اس کے بعد آنحضرتؒ غائب ہو گئے۔

مرض کوڑھ سے نجات دلوائی

حضرت مجدد الف ثانیؒ کے ایک مرید کو کوڑھ ہو گیا۔ اس کے عزیزوں دوستوں اور دوسرے لوگوں نے اس کے پاس اُٹھنا بیٹھنا اور ملنا جلنا چھوڑ دیا۔ وہ آنحضرتؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور مرض سے نجات چاہی۔ آنحضرتؒ نے توجہ فرمائی اور وہ بیماری ایک درخت پر ڈال دی وہ شخص اچھا ہو گیا اور وہ درخت خشک ہو گیا۔

بارانِ رحمت

ایک دفعہ آنحضرتؒ اپنے فرزندوں اور چند مریدین کے ہمراہ ایک لق و دق میدان میں سے گزر رہے تھے۔ گرمی، لو گرد و غبار اور پیاس کی شدّت کی وجہ سے سب بے چین ہو رہے تھے۔ مگر پاسِ ادب سے زبان بند تھی۔ آنحضرتؒ نے خود ہی فرمایا کہ اکثر ہمراہیوں کو گرمی اور پیاس کی وجہ سے بہت تکلیف پہنچ رہی ہے۔ ایک صاحب نے عرض کی آپ کو سب معلوم ہے۔ ہم کیا عرض کریں۔ حضرت مجدد الفِ ثانیؒ مسکرائے اور آسمان کی طرف دیکھا۔ ابھی چند ہی قدم آگے بڑھے تھے کہ بادل کا ایک ٹکڑا ظاہر ہوا۔ پھر بوندیں پڑنے لگیں۔ جس سے گرد و غبار بیٹھ گیا اور ٹھنڈی ہوا چلنے لگی۔

نوجوان معتقد ہو گیا

ایک سید نوجوان کو ان آدمیوں سے سخت نفرت تھی جنہوں نے

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے جنگ کی تھی۔ وہ حضرت معاویہؓ کو بھی انہیں لوگوں میں سے سمجھتا تھا۔ اسے حضرت مجدد الف ثانیؒ کے مکتوبات شریف پڑھنے کا اتفاق ہوا۔ اس نے جب یہ پڑھا کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ حضرت معاویہؓ کو برا بھلا کہنا ایسا ہی ہے جیسا حضرت ابو بکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کو اور یہ کہ جو عذاب حضرت ابو بکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کو برا بھلا کہنے والے کو ہوگا وہی حضرت معاویہؓ کو برا بھلا کہنے والے کو ہوگا اس نوجوان نے مکتوبات شریف کو زمین پر پٹخ دیا۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ نے رات کو خواب میں غصے سے اس کے دونوں کان پکڑے اور فرمایا کہ ہمارے کلام کو پڑھ کر تم نے نفرت کا اظہار کیا۔ آ تجھے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے پاس لے چلیں۔ تاکہ تجھے اپنی غلطی کا علم ہو جائے۔ آنحضرتؒ اسے باغ میں لے گئے جہاں ایک نورانی صورت بزرگ رونق افروز تھے۔ آنحضرت نے فرمایا یہی حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہیں۔ ان سے سنو کیا فرماتے ہیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ارشاد فرمایا کہ خبردار حضور

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کسی صحابی کو نفرت کی نگاہ سے نہ دیکھنا۔ ہم جانیں کہ ہم نے کس نیت سے آپس میں تنازعہ کیا تھا۔ آنحضرت مجدد الف ثانیؒ کی طرف اشارا فرمایا کہ ان کی تحریر سے روگرداں نہ ہونا ورنہ گمراہ ہو جاؤ گے۔ اس پر بھی اس نوجوان کی تشفی نہ ہوئی۔ تو حضرت مجدد الف ثانیؒ کو غصہ آ گیا۔ آپ نے ایک مکا بڑے زور سے اس نوجوان کی گردن پر رسید کیا۔ صبح جب آنکھ کھلی تو واقعی مکے کا نشان اس کی گردن پر موجود تھا۔ اس نے اس غلط عقیدے کی اصلاح کر لی اور آنحضرتؒ کا معتقد ہو گیا۔

نکتہ چینی سے توبہ

ایک رئیس حضرت مجدد الف ثانیؒ کا مرید تھا۔ اس نے یہ سنا کہ حضرت مجدد الف ثانیؒ ایک دفعہ ایک وزیر کے گھر تشریف لے گئے تھے۔ تو اسے برا لگا اور دل میں خیال پیدا ہوا کہ آنحضرت کو زیب نہیں دیتا کہ آپ دنیا داروں کے گھر میں تشریف لے جائیں

حضرت مجدد الفِ ثانیؒ کے ایک مخلص درویش نے جو اس وقت رئیس کے پاس موجود تھا۔ کہا کہ اس میں بھی خدمتِ اسلام کا کوئی راز پنہاں ہوگا۔ آپ کو معترض نہیں ہونا چاہیئے۔ اس رئیس نے رات کو خواب میں دیکھا کہ بہت سے کوتوال سخت ناراض ہو کر اسے لپٹ گئے ہیں۔ اور خنجر سے اس کی زبان کاٹنا چاہتے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ تو حضرت مجدد الف ثانیؒ پر معترض ہوا ہے۔ اس پر اس نے بڑی عاجزی سے معافی مانگی اور توبہ کی۔

آگ سے مطلع فرمایا

ایک دن سفر میں حضرت مجددؒ الفِ ثانیؒ نے اپنے ساتھیوں کو فرمایا کہ مجھے باطنی توجہ کرنے سے معلوم ہوا ہے کہ آج کوئی بلائے ناگہانی نازل ہوگی۔ آپ نے پڑھنے کے لیئے انہیں ایک دعا بھی بتائی تاکہ وہ اس بلا سے محفوظ رہیں۔ کچھ دیر کے بعد ایسی آگ بھڑکی کہ اس پر قابو نہ پایا جا سکا۔ افراتفری میں بہتوں کا نقصان ہوا۔ مگر جن لوگوں نے آپ کی بتائی ہوئی دعا پڑھی وہ محفوظ رہے

سرداری کا حکم ملا

خان خانان دکن کا حاکم تھا۔ بادشاہ کے وزیر سے اس کی بنتی نہ تھی۔ وزیر نے بادشاہ سے کہہ سن کر اسے معزول کرا دیا۔ خان خاناں حضرت مجدد الف ثانیؒ کا مرید تھا۔ اس نے آنحضرتؒ سے مدد کی التجا کی۔ آپ نے فرمایا۔ فکر نہ کرو۔ اللہ تعالےٰ بہتر کریں گے۔ خدا کی شان دیکھئے۔ کہ ایک ہفتے کے اندر اندر اس کے لئے دکن کی سرداری کا حکم صادر ہوا۔ اور بادشاہ نے اسے انعام واکرام سے نوازا۔

بھائی کی خبر انتقال

حضرت مجدد الف ثانیؒ کے چھوٹے بھائی کسی کام کے لئے قندھار گئے۔ ان ہی دنوں آنحضرتؒ نے لوگوں سے فرمایا کہ عجیب معاملہ ہے۔ جب میں بھائی کے احوال کی طرف متوجہ ہوا۔ تو بہتیرا ڈھونڈا۔ لیکن تمام روئے زمین پر اسے نہ دیکھا۔ جب دوبارہ

توجہ کی تو اس کی قبر مجھے دکھائی دی۔ چند روز بعد اس کے ہمراہیوں نے آکر اس کے انتقال کی خبر دی۔

بارش نہ ہوئی

حضرت مجدد الف ثانیؒ۔ اجمیر شریف میں تشریف رکھتے تھے رمضان شریف برسات میں آیا۔ پہلی رات بارش کی وجہ سے مسجد کے اندر تراویح پڑھی گئیں۔ جس کی وجہ سے آنحضرتؒ اور دوسرے لوگوں کو بہت تکلیف ہوئی۔ نماز سے فارغ ہو کر لوگوں سے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ سے درخواست کی ہے کہ رات کو بارش نہ ہو۔ تاکہ مسجد کے باہر دل جمی سے نماز ادا کر سکیں۔ امید ہے کہ ماہ رمضان کے اخیر تک رات کے وقت بارش نہ ہو گی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا تمام مہینہ گزر گیا۔ بارش نہ ہوئی۔ عید کی رات سے پھر بارش شروع ہو گئی۔

شکستہ دیوار

ایک مسجد کی دیوار اس قدر ٹیڑھی ہو گئی تھی کہ اس کے گرنے

میں کوئی کسر باقی نہ رہ گئی تھی۔ آنحضرت نے فرمایا جب تک ہم یہاں ہیں، یہ دیوار نہیں گرے گی۔ آنحضرتؒ اور تمام ہمراہی اسی دیوار کے پاس ہی نماز ادا کرتے تھے، اور مراقبے اور ذکر میں مشغول رہتے۔ دیوار جہاں تھی وہیں رہی۔ لیکن جب آنحضرت وہاں سے روانہ ہوئے۔ دیوار دھڑام سے زمین پر آ گری۔

پختہ مکان گر پڑا

یہ ان دنوں کی بات ہے کہ حضرت مجدد الف ثانیؒ لاہور میں تشریف لائے ہوئے تھے۔ مسجد میں عشا کی نماز ادا فرما کر جائے رہائش کی طرف روانہ ہوئے۔ راستہ میں ایک پختہ مکان پر نگاہ فرمائی بعد میں فرمایا کہ اس عمارت کے قریب کوئی نہ جائے۔

آدھی رات گزری ہو گی کہ یکایک مکان زمین پر آ رہا خیر گزری کہ رہنے والوں کی جانیں بچ گئیں۔ صرف معمولی چوٹیں آئیں۔

شکست ٹل گئی

ایک نواب نے اپنے دشمن پر چڑھائی کرنا چاہی۔ ایک

درویش سے استخارہ کرایا۔ اس نے فتح کی خوشخبری دی۔ وہ نواب دشمن پر حملہ آور ہوا۔ اسی اثنا میں درویش نے حضرت مجدد الف ثانیؒ کو ایک خط کے ذریعے اس بات کی اطلاع دیدی۔ آنحضرتؒ نے جواباً فرمایا کہ تم سے غلطی ہوئی۔ لہذا نواب کو واپس بلالو۔ مگر نواب حملہ آور ہو چکا تھا۔ واپس لوٹنا مشکل تھا۔ چند دن تک معلوم ہوا کہ اس نواب کو شکست فاش ہوئی۔

ولایت ابراہیمی

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ایک مرید کو بشارت دی کہ تمہیں ولایت ابراہیمی عطا ہوئی ہے۔ اسے یقین نہ آیا۔ آنحضرتؒ نے رات کو خواب میں حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اس بات کی تصدیق کرا دی۔ جب وہ صبح حاضر ہوا تو آنحضرتؒ نے خود ہی رات کا واقعہ دہرایا وہ آدمی آپ کے قدموں پر گر پڑا۔

لوح محفوظ کی تحریر بدل گئی

ایک شخص شیخ طاہر جو لاہور کا رہنے والا تھا حاضر خدمت ہوا حضرت مجددؒ الف ثانی رح نے باطنی توجہ فرمائی تو معلوم ہوا کہ لوح محفوظ پر ھو الکافر تحریر ہے۔ کچھ عرصہ کے بعد پتہ چلا کہ وہ ہندو ہو گیا ہے۔ آپ کو اس کی اس حالت پر بہت رحم آیا۔ آپ نے دعا فرمائی اللہ تعالےٰ کی مہربانی سے وہ دوبارہ مسلمان ہو گیا۔ اب کے وہ ایسا مسلمان ہوا کہ ابعد میں اسے خلافت عطا فرمائی گئی۔

مُردے کا قلب جاری ہو گیا

حضرت مجدد الف ثانی رح کے فیض سے اہل قبور بھی مستفید ہوئے ہیں۔ ایک شخص نے مرتے وقت وصیت کی کہ میرے مرنے کے بعد میرا جنازہ آنحضرت کی خدمت میں لے جا کر پیش کیا جائے لہذا ایسا ہی کیا گیا۔ آنحضرت نے توجہ فرمائی تو مردہ کا قلب جاری ہو گیا۔ اس کے عزیز و اقارب کو خواب میں یہ کیفیت دکھائی دی۔

بیمار فوری تندرست ہوا

ایک صاحب محمد امین کئی برس سے بیمار تھے۔ دواؤں اور دعاؤں سے کچھ نہ ہوتا تھا۔ آنحضرتؒ کی خدمت میں اس نے عریضہ ارسال کیا۔ اور دعا کے لئے التجا کی۔ آنحضرتؒ نے جواباً تسلّی دی اور اپنا کرتہ مبارک بھی ارسال کیا۔ اس نے وہ کرتہ پہن لیا اور فوراً رو بصحت ہو گیا۔

وصال کی اطلاع

حضرت مجددؒ الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے وصال کے وقت اور ان سے متوسلین کو مطلع فرما دیا تھا۔

کافر مسلمان ہوئے

آنحضرتؒ کی سب سے بڑی کرامت یہی ہے کہ ہزاروں کافر آپ کے دستِ مبارک پر مشرف باسلام ہوئے۔

قبر کے عذاب سے رہائی دلائی

ایک روز آپ کا گزر ایک قبرستان سے ہوا ایک قبر پر توجہ فرمائی تو صاحبِ قبر کو محاسبہ میں گرفتار پایا۔ آنحضرتؒ نے اللہ تعالےٰ کی بارگاہ میں دعا فرمائی تو اس کی مغفرت ہوئی۔ اس روز اس کے ایک عزیز نے اس کو خواب میں دیکھا تو اس نے آپ کی شفاعت سے اپنی مغفرت کی کیفیت بیان کی۔

بیماروں کو شفا

حضرت مجدد الف ثانیؒ کے مریدوں اور معتقدوں میں سے اگر کوئی شخص کبھی بیمار ہوتا تو آپ توجہ فرماتے تو وہ فوراً اچھا ہو جاتا اور اس طرح آپ کی توجہ سے ہزاروں مریضوں کو شفا ملتی۔

برکات حاصل ہوئیں

ایک بزرگ خواجہ جمال الدین آنحضرتؒ کی خدمت میں استفادہ

کے لیئے حاضر ہوئے۔ آنحضرتؒ نے فرمایا کہ تمہارا دل ایک عورت میں منہمک ہے۔ جب تک تم اس سے رہائی نہ پاؤ گے کچھ حاصل نہ ہوگا۔ انہوں نے اسے تسلیم کیا اور توبہ کی۔ جس کے بعد وہ فیوض و برکات سے مالا مال ہوئے۔

ایک شخص کی حج سے محرومی

حضرت مجدد الفِ ثانیؒ کی خدمت میں ایک درویش نے عرض کی کہ حج بیت اللہ شریف کو جانے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ آنحضرتؒ نے قدرے تامل کے بعد فرمایا کہ تو عرفات میں نظر نہیں آتا۔ اس کے بعد اس نے بہت کوشش کی۔ مگر وہ نہ جا سکا۔

لڑکا پیدا ہوا

ایک شخص نے آنحضرتؒ کی خدمت میں درخواست کی کہ آپ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ اسے فرزند عطا فرمائے۔ آنحضرت نے فرمایا کہ تمہاری عورت بانجھ ہے اگر تم دوسری شادی کروگے تو لڑکا

پیدا ہوگا۔ لہٰذا اس نے دوسری شادی کی تو لڑکا پیدا ہوا۔

قبر ہٹ گئی

جب حضرت مجددؒ الف ثانیؒ کا وصال ہوا تو آنحضرتؒ کے صاحبزادہ حضرت شیخ محمد صادقؒ کے مقبرہ میں دوسری قبر کی گنجائش نہ تھی۔ آنحضرتؒ کے لئے صاحبزادہ کی قبر مشرق کی طرف سوا گز ہٹ گئی اور آنحضرتؒ وہیں مدفون ہوئے۔

۱۹۴۷ء میں کرامت کا ظہور

حضرت مجدد الف ثانیؒ کے وصال کے بعد سے اب تک عقیدت مندوں نے آنحضرتؒ کی لاتعداد کرامات کا مشاہدہ کیا ہے۔ ۱۹۴۷ء میں کا ذکر شروع میں آ چکا ہے۔

مکاشفات

حضرت مجدد الف ثانیؒ کے جو مکاشفات مکتوبات شریفہ اور دیگر کتب میں درج ہیں۔ یہاں بھی تحریر کئے جاتے ہیں۔

۱۔ ایک دن حضرت مجدد الف ثانیؒ نے فرمایا کہ مراقبہ میں کیا دیکھتا ہوں کہ ہمارے گھر اور خانقاہ کے گردونواح میں بادشاہ کا ایک بڑا بھاری لشکر پڑا ہے۔ اور عین خانقاہ میں شاہی دربار منعقد ہے بتایا گیا کہ یہ شریعت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ جو تمہاری خانقاہ میں آئی ہے اور اب قیامت تک یہیں رہے گی۔

۲۔ آنحضرتؒ نے ایک دن فرمایا کہ سورج کو بے تکلف دیکھ سکتے ہیں لیکن شاہ کمالؒ کے مرشد شاہ سکندر علیہ الرحمتہ کے دل پر

نگاہ نہیں ٹھہرتی۔ کیونکہ اس میں سے نور کی شعائیں بہت تیز نکلتی ہیں۔

۳۔ کشفی نظر کی تو معلوم ہوا کہ تمام دنیا کو بدعت کے اندھیرے نے گھیر رکھا ہے۔ جس میں نسبت ولایت کا نور جگنو کی طرح دکھائی دیتا ہے۔

۴۔ آنحضرت مکتوب شریف میں تحریر فرماتے ہیں کہ سلسلہ نقشبندیہ سلوک کی شاہراہ پر واقع ہے۔ اور سلسلے اس کے دائیں بائیں ہیں اسے افضل۔ اعلےٰ اور ذات حق کی طرف بڑھنے میں سب سے مسابقت حاصل ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت خاص بھی اسی سلسلہ میں ہے۔

۵۔ آنحضرت تحریر فرماتے ہیں کہ اصل نسبت صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم میں تھی۔ اس کے بعد تابعین میں۔ اس کے بعد غائب ہو گئی اور ہزار سال کے بعد اب ظاہر ہوئی۔

عبادات و عادات

حضرت مجدد الفِ ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی عبادات و عادات اور ہر فعل عین حضور نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کے مطابق ہوتا۔ آنحضرتؒ فرمایا کرتے کہ عمل کیا چیز ہے جو کچھ بھی عنایت ہوا ہے محض اس کا فضل اور کرم ہے۔ اگر کوئی فعل اس کے فضل وکرم کے لئے بہانہ ہے تو وہ متابعت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔

حضرت مجدد الفِ ثانیؒ رات کے تیسرے حصہ میں نمازِ تہجّد کے لئے بیدار ہوتے۔ قبلہ رو ہو کر وضو فرماتے۔ اعضاء دھوتے وقت شمال کی طرف رُخ کر لیتے۔ مسواک کرنا ہر وضو کے ساتھ

ضروری سمجھتے۔ ہر عضو کو تین مرتبہ دھوتے۔ اور ہر عضو دھوتے وقت کلمۂ شہادت مع ان دعاؤں کے پڑھتے۔ جو احادیث میں آئی ہیں۔ اس کے بعد دعائے ماثورہ پڑھتے۔ آنحضرتؒ سو مرتبہ سورۂ یٰسین پڑھتے۔ تہجد کے بعد مراقبہ فرماتے۔ صبح سے دو تین گھڑی پہلے سنت کے مطابق سو جاتے۔

صبح کو بیدار ہو کر نماز فجر کی سنتیں گھر میں ادا کر کے چند مرتبہ سُبحان اللہ وبحمدہٖ سبحان اللہ العظیم وبحمدہٖ پڑھتے اور مسجد میں جا کر فرض ادا کرتے۔ پھر اشراق تک مراقبہ کرتے۔ چہرہ مبارک پر باریک کپڑا ڈال لیتے۔ جب سورج اچھی طرح نکل آتا۔ تو چار رکعت نماز اشراق دو دو رکعت کی صورت میں پڑھتے۔ فارغ ہو کر تسبیحات پڑھتے اور پھر گھر تشریف لے جاتے۔ بال بچوں میں بات چیت فرماتے۔ ضروری کاموں کے لئے حکم فرماتے اس کے بعد تنہائی میں بیٹھ کر قرآن مجید کی تلاوت کرتے۔ پھر فارغ ہو کر طالبوں کو بلا کر ان کے حال پر توجہ فرماتے۔ علوم و معارف اور اس کے اسرار بیان فرماتے۔ اور جو حال کسی پر وارد ہوتا۔ مطلع

فرماتے اور سب کو سنّت کی پیروی، ذکر، مراقبہ اور اپنے حال کو مخفی رکھنے کی تاکید فرماتے۔ کلمہ طیب لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ کثرت سے پڑھنے کی ہدایت فرماتے۔

کلمہ شریف کے متعلق فرماتے کہ ایک دفعہ کلمہ کہنے سے تمام جہان بخش دیا جائے اور سب کو بہشت میں داخل کر دیا جائے تو بھی اس کی خیر و برکت باقی رہے گی۔ آنحضرتؒ یہ بھی فرماتے کہ اس سے بڑھ کر اور کوئی خواہش دل میں نہیں ہے۔ کہ کوئی اسے ایک کونے میں بیٹھ کر پڑھتا رہے۔ آنحضرتؒ کسی مجلس میں تشریف رکھتے تو بڑی خاموشی سے بیٹھے رہتے۔ آپ کی مجلسوں میں کبھی غیبت اور عیب جوئی نہ کی جاتی۔ حاضرین پر رعب اس قدر چھایا ہوا ہوتا کہ کسی کو بات کرنے کی جرأت نہ ہوتی۔ تلون مزاجی کے آثار کبھی چہرہ مبارک پر ظاہر نہ ہوتے۔

کبھی کبھار جب کہ آنحضرتؒ معارف عالیہ بیان فرما رہے ہوتے تو اس وقت چہرہ مبارک پر اور آنکھوں میں سرخی جھلکنے لگتی۔ اور حاضرین میں بھی حرارت سی پیدا ہو جاتی۔ کھانا اپنے سب فرزندوں کے

ساتھ بیٹھ کر کھاتے۔ اگر کوئی موجود نہ ہوتا تو اس کا حصّہ رکھ چھوڑنے کے لئے حکم فرماتے۔ کھانا گھر ہی میں کھاتے۔ فارغ ہو کر دعا پڑھتے۔ آنحضرتؒ دو چپاتیوں سے بھی کچھ کم کھانا کھاتے بھیڑ بکری اور دنبے کے گوشت کو زیادہ پسند فرماتے۔ ان کے کباب اکثر دسترخوان پر لائے جاتے۔ کھانے کو آپ بڑے خشوع و خضوع سے تناول فرماتے۔ اور اپنے ساتھیوں سے بھی ایسا ہی کرنے کو فرماتے۔ بائیں گھٹنے کو زمین پر رکھتے۔ اور دایاں گھٹنہ اوپر اٹھا لیتے۔ جب دوسرے لوگوں کے ساتھ کھانا کھاتے تو دونوں گھٹنے اٹھے ہوئے ہوتے۔ دوپہر کے کھانے کے بعد سنت نبوی کے مطابق تھوڑی دیر آرام فرماتے۔ ظہر کی اذان سنتے ہی اٹھ بیٹھتے اور وضو کر کے چار رکعت نماز فی الزوال پڑھتے ظہر کی نماز سے فارغ ہو کر حافظِ قرآن سے ایک دو رکوع سنتے اس کے بعد درس دیتے۔ عصر کی نماز اوّل وقت میں ادا فرماتے آنحضرت رحمتہ اللہ علیہ نے عصر کی چار رکعت نماز سنت کو کبھی ترک نہ کیا۔ عصر کی نماز سے فارغ ہو کر مراقبہ فرماتے یہاں تک

سورج غروب ہو جاتا۔ مغرب کی نماز بھی اول وقت میں ادا فرماتے۔ عشا کی نماز سیاہی چھا جانے کے بعد ادا فرماتے۔ وتر کے بعد دو رکعت نماز نفل بیٹھ کر ادا فرماتے۔ آنحضرتؒ وتر کبھی رات کے پہلے حصّہ میں ادا فرماتے اور کبھی تہجد کے بعد آنحضرت رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے کہ سنّت نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے خلاف سنتوں اور وتروں کے اوقات میں تبدیلی نہیں کرنی چاہیئے۔ فرماتے ساری رات نہیں جاگنا چاہیئے۔ ہزار راتوں کے جاگنے سے نبیؐ کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی سنّت کی جو بھر متابعت کرنا بہتر ہے۔ آنحضرتؒ ایک جگہ تحریر فرماتے ہیں۔ کہ مجھے اللہ تعالےٰ سے اس لئے محبت ہے کہ وہ محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا رب ہے۔

آنحضرتؒ رمضان کے آخری دس دن اعتکاف میں بیٹھا کرتے۔ عشا کی نماز کے بعد جلدی ہی بستر پر چلے جاتے۔ جمعہ کی رات اور جمعے کے دن۔ سوموار کے دن اور سوموار کی رات سونے سے پہلے آیات ماثورہ بھی پڑھتے۔ جمعہ کی نماز

جامع مسجد اور عیدین کی نماز عیدگاہ میں ادا فرماتے۔ ذوالحجہ کے آخری عشرے کو صوم - شب بیداری، تنہائی اور عبادت میں گزارتے۔ اس عشرے میں نہ ناخن کٹواتے۔ نہ سر کے بال منڈاتے۔ کہ حاجیوں سے کچھ نہ کچھ مشابہت پیدا ہو جائے سفر اور حضر میں تراویح کی نماز باجماعت ادا فرماتے۔ چار مرتبہ قرآن مجید ختم کرتے۔ آنحضرتؒ جب تلاوت فرماتے تو چہرہ مبارک سے ایسا ظاہر ہوتا کہ اسرارِ قرآنی منکشف ہو رہے ہیں۔ اکیلے میں جب کبھی نماز ادا فرماتے تو رکوع و سجود میں تسبیح نو یا گیارہ مرتبہ پڑھتے۔ اور فرماتے کہ شرم محسوس ہوتی ہے کہ اکیلے میں نماز پڑھتے ہوئے تسبیح تین مرتبہ پڑھی جائے۔

آنحضرتؒ فرماتے نماز میں تمام مسنون طریقے اور آداب ملحوظ رکھنا چاہیئے اور دل کی حضوری ہونی چاہیئے۔ آنحضرت یہ بھی فرماتے کہ کوئی ریاضت یا مجاہدہ آداب نماز سے برابر نہیں ہو سکتا۔ بہت لوگوں کو دیکھا جو ریاضت یا مجاہدہ کرتے ہوئے تو آداب ملحوظ رکھتے ہیں مگر نماز کے آداب بجا لانے میں کوتاہی

برتتے ہیں۔

حضرت مجدد الفِ ثانیؒ ہر کام کے لئے استخارہ ضرور کرتے خواہ وہ دین کے لئے ہوتی خواہ دنیا کے لئے۔

ہر نیک و بد کے پیچھے نماز ادا کرنے کو جائز قرار دیتے۔ فاجر کی نمازِ جنازہ بھی پڑھتے۔ مریض کی بیمار پرسی کرتے۔ اور مریض کے لئے ماثورہ دعائیں پڑھتے۔ مرض کو رفع کرنے کے لئے توجہ فرماتے۔ ہزارہا مریض آنحضرت رحمۃ اللہ علیہ کی توجہ سے رُوبصحت ہوتے۔

قبروں کی زیارت کے لئے جاتے۔ استغفار اور دعاؤں سے ان کی مدد فرماتے اور جو شخص فوت ہو جاتا اس کے احوال پر توجہ فرماتے۔

شروع شروع میں آنحضرتؒ بزرگوں کے مزاروں پر جا کر قبروں پر ہاتھ پھیرتے تھے۔ مگر آخر اس بات کو ترک کر دیا۔

آنحضرتؒ قبروں کو بوسہ دینے سے منع فرماتے لیکن اہلِ قبور سے مدد طلب کرنے کو جائز سمجھتے۔

آنحضرتؒ کی خدمت میں کوئی دعوت کا پیغام لاتا تو آپ قبول فرما لیتے۔ لیکن ایسی جگہ تشریف نہ لے جاتے جہاں شرع کی پابندی نہ کی جاتی۔

آنحضرت نے ذکر جہر سے منع فرمایا ہے۔

آنحضرتؒ فرمایا کرتے کہ کس قدر عجیب بات ہے کہ وہ درویش جو کہ راہ سلوک کی آدھی منزل بھی طے نہیں کر پاتے اپنے کشف پر اعتبار کر لیتے ہیں اور شریعت کی مخالفت کرتے ہیں۔

آنحضرت کسی خاص گھڑی کو مبارک یا منحوس سمجھنے سے منع فرمایا کرتے تھے۔ کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری کے بعد تمام گھڑیوں کی نحوست جاتی رہی ہے۔ آجکل ایسی باتوں کا بہت رواج ہو گیا ہے۔ مسلمانوں کو ایسا نہیں کرنا چاہیئے۔ کسی دن کو اچھا یا برا سمجھنا گناہ ہے۔ ہر کام میں اللہ تعالےٰ پر بھروسہ ہونا چاہیئے۔ ہاں البتہ تکلیف و رنج کے وقت کثرت سے استغفار کرنی چاہیئے۔ اور صبر کرنا چاہیئے۔ آنحضرتؒ ایسے موقعوں پر الحمد للہ اور استغفار بکثرت پڑھا کرتے۔

تھوڑی سی نعمت کا بہت زیادہ شکر ادا کرتے تھے۔ اگر کوئی مصیبت نازل ہوتی تو بھی شکر ادا کرتے۔ اور فرماتے کہ یہ ہمارے نفس کی شامت کی وجہ سے ہے۔

ریا اور خود بینی کو ہرگز پسند نہ فرماتے۔ آپ فرماتے کہ ریا اور خود بینی اچھے اعمال کو اس طرح ختم کر دیتی ہے۔ جس طرح آگ ایندھن کو ختم کر ڈالتی ہے۔ آنحضرت یہ بھی فرمایا کرتے کہ اگر کبھی تمہیں کوئی تکلیف پہنچے تو یہ سمجھو کہ تمہاری باطنی ترقی ہو رہی ہے۔

لباس

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ لباس کے متعلق بڑی سادگی برتتے تھے۔ آنحضرتؐ کا لباس صحابہ کرامؓ کے لباس سے مشابہ ہوتا۔ سر مبارک پر ایک بڑی سی پگڑی باندھتے تھے۔ پگڑی کا شملہ پیچھے کی طرف ہوتا۔ آنحضرتؐ کی قمیص بہت سادہ ہوتی۔ بازوؤں کے کف نہ تھے۔ اور بٹن دونوں کندھوں پر ہوتے۔ پاجامہ پہنا کرتے۔ جو ہمیشہ ٹخنوں سے اوپر ہوتا۔ پاؤں مبارک میں بہت سادہ قسم کا جوڑا ہوتا۔ ہاتھ میں ہر وقت عصا رکھتے۔ کندھوں پر سجادہ رکھتے۔

حلیہ مبارک

آنحضرتؐ کی پیشانی مبارک ماہ تاباں کی طرح روشن تھی۔ چہرہ مبارک پر نظر پڑتے ہی دلوں کی تاریکیاں دُور ہو جاتی تھیں۔ بھوؤں کے درمیان ایک چمکتی ہوئی سرخ لکیر تھی۔ دونوں رخسار مبارک پر ہر وقت نور برستا تھا۔ یہ آنحضرتؐ کی باطنی نورانیت کی دلیل تھی۔ قد بہت بلند نہ تھا۔ مگر آنحضرتؐ چھوٹے قد کے بھی نہ تھے۔ جسمانی لحاظ سے آنحضرتؐ بے حد نازک تھے۔ رنگ گندمی تھا۔ آنکھیں بڑی بڑی گول اور سرخی مائل تھیں۔ ناک اونچی تھی۔ آنحضرتؐ کی ریش مبارک میں سفید بال زیادہ تھے۔ دست مبارک بڑے بڑے۔ انگلیاں باریک اور پاؤں بہت ہی

نازک اور چھوٹے تھے۔ آنحضرت رحمۃ اللہ علیہ کے جسم مبارک پر سوائے ریش کے اور کہیں بال نہ تھے۔ صرف سینے پر تھوڑے سے اور چھوٹے چھوٹے بال تھے۔ مگر بہت نازک تھی۔ غرضیکہ آپ نزاکت اور لطافت کا مجسمہ تھے۔

اولاد

حضرت مجدد الفِ ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں سات بیٹے اور دو بیٹیاں تھیں۔

حضرت خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خواجہ محمد سعید خازن الرحمت رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خواجہ محمد معصوم عروۃ الوثقےٰ رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خواجہ محمد یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خواجہ محمد عیسےٰ رحمۃ اللہ علیہ، حضرت خواجہ محمد فرخ رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت خواجہ محمد اشرف رحمۃ اللہ علیہ، ان میں سے پہلے چار بیٹے صاحبِ اولاد ہوئے ہیں۔ باقی تین عہد طفولیت میں رحلت فرما گئے تھے۔

آنحضرت رحمۃ اللہ علیہ کی دو بیٹیاں حضرت خدیجہ بانوؒ اور حضرت ام کلثومؒ تھیں۔ امِ کلثومؒ طفولیّت میں انتقال فرما گئی تھیں۔ حضرت خدیجہ بانوؒ کی اولاد اب تک موجود ہے۔

تصانیف

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف کافی تعداد میں ہیں جن کے ذریعہ سے آنحضرتؒ نے اپنے پیغامات کی نشر و اشاعت فرمائی۔ اپنی سب مطبوعات میں آنحضرتؒ نے علومِ شرایت، معارف اور طریقت کے دریا بہا دیئے ہیں۔ مگر ان میں سے صرف چند مطبوعہ صورت میں دستیاب ہوتی ہیں۔

۱۔ مکتوبات شریف

۲۔ مبداؤ معاد

۳۔ معارف لدنیہ

۴۔ مکاشفاتِ غیبیہ

۵۔ شرح رباعیات حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ۔

۶۔ رسالہ تہلیلیہ

۷۔ رسالہ فی اثبات النبوّت۔

۸۔ رسالہ لبسلسلہ حدیث۔

۹۔ رسالہ ردِ روافضی۔

۱۰۔ رسالہ حالات خواجگان نقشبند

۱۱۔ رسالہ آداب المریدین۔

آنحضرتؒ کے مکتوبات شریف تعداد میں ۵۳۶ ہیں۔ جلد اوّل آنحضرت رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ حضرت مولانا یار محمدؒ نے ۱۰۲۵ھ میں جمع کی۔ جو بدخشاں کے رہنے والے تھے۔ جلد دوم۔ آنحضرتؒ کے خلیفہ حضرت مولانا عبدالحی حصاریؒ نے ۱۰۲۸ھ میں مرتّب کی۔ جلد سوم۔ اس جلد کو آنحضرتؒ کے خلیفہ حضرت مولانا خواجہ محمد ہاشم برہانپوری نے ۱۰۳۱ھ میں ترتیب دیا۔ مکتوبات شریف میں حضرت مجدّد الفِ ثانیؒ نے ایسے حقائق پیش کئے ہیں۔ جن کا بڑے بڑے علما اور مشائخ نے مطالعہ کیا ہے۔ اور آنحضرت کی مجدّدیت

کا اظہار کیا ہے۔ اور اس سلسلہ میں ان کی بے شمار تحریریں موجود ہیں۔

خدماتِ اسلام کا اعتراف

اکبر نے اسلام کی بنیادیں متزلزل کرنے کی ناپاک کوشش کی۔ اس کے بے بنیاد دین کی طرف امرا کا طبقہ مائل ہوتا جا رہا تھا۔ یہ لوگ رسالت کے بغیر توحید کو کافی سمجھتے تھے۔ فلسفیوں اور جاہل صوفیوں نے قرآن اور احادیث کی پابندی کو بالائے طاق رکھ دیا تھا۔ اور خلقِ خدا کو گمراہ کرنے میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی تھی۔ اس ملحد گروہ میں اندھے لوگ احکام شریعت سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے دھڑا دھڑ شامل ہو رہے تھے۔ اللہ تعالےٰ نے آنحضرتؒ کی ذات بابرکت کا ظہور فرمایا۔ آنحضرتؒ کی تشریف آوری سے تاریکی کے بادل چھٹ گئے۔ لوگوں کے سینے آنحضرتؒ کے نورِ ہدایت سے منور ہو گئے۔ اور جاہل علماء نے بے بس ہو کر اپنے ہتھیار ڈال دیئے۔ آنحضرتؒ نے کتاب و سنت سے ہر بات کا فیصلہ فرمایا۔ اور ہر چیز کے متعلق کھول کھول کر بیان فرمایا۔ جب ہر معاملہ کی وضاحت

ہوگئی۔ تو اسلام سے منحرف وزرا اور امرا نے آپ کے دستِ حق پر دوبارہ اسلام سے مشرف ہونے کی سعادت حاصل کی۔ گمراہ عالموں نے بھی آنحضرتؒ کی امامت، قیومیت اور مجددیت اور دوسرے کمالات کا صدق دل سے اعتراف کیا۔ بعض کمینے اور حاسد لوگوں نے آنحضرتؒ کے کلام کی تردید اور بعض نے اسے اپنے مفاد کے مطابق بدلنے کی کوشش کی۔ لیکن ان کی اس ناپاک کوشش کا بھرم بہت جلد کھل گیا۔ اور حضرت مجدّد الف ثانیؒ کی ہند (قدس سرہ) کا آفتاب ہر طرف پوری آب و تاب سے جلوہ گر ہوگیا۔

وصال شریف

وصیّت

آنحضرت کی عمر ۶۳ سال کی ہو چکی تھی۔ تریسٹھ سال کے آخیر میں عید الضحٰی کی نماز کے بعد آنحضرتؒ نے مطلع فرمایا کہ میرے لئے دنیا سے کوچ کرنے کا وقت نزدیک آ گیا ہے۔ میری عمر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر کے مطابق تریسٹھ سال کی ہو چکی ہے۔ آخر میں آنحضرتؒ نے فرمایا کہ میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ قرآن اور سنت حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کرنا۔ علماء اور بزرگوں کی فرمانبرداری کرنا۔ البتہ شرع کے مخالف علماء کے نزدیک نہ پھٹکنا۔ جو فقراء وحدت وجود کے قائل ہیں اور سماع کو پسند کرتے ہیں۔ وہ جھوٹے مدعی ہیں۔ ذکر اور مراقبہ

جاری رکھنا۔ عبادت کثرت سے کرنا۔ جو شخص شریعت محمدی کا مخالف ہو اور کشف و کرامات ظاہر کرے تو اسے حق پر نہ سمجھنا درحقیقت ایسے لوگوں کو معرفت الٰہی سے کوئی تعلق نہیں۔ جو کلام میں چھوڑ رہا ہوں۔ اس پر عمل کرنا تاکہ تمہیں نجات نصیب ہو اور علم باطنی میں سے حصہ ملے۔ میرے فرزندوں کی عزت کرنا ان سے دعا اور توجہ کے لئے درخواست کرنا۔

مرض لاحق ہوا

ایک دن آنحضرتؒ نے فرمایا کہ دو ماہ کے بعد جو موسم سرما آنے والا ہے۔ اس میں میں موجود نہیں ہوں گا۔ ماہ ذوالحجہ کے وسط میں آنحضرتؒ کو مرض ضیق النفس کا دورہ شروع ہوا۔ آنحضرتؒ نے اپنے وصال کے باقی دنوں سے مطلع فرما دیا۔ اور ایک روز اپنے والد ماجد اور جدّ اکبر حضرت امام رفیع الدینؒ کے مزارات شریف پر آخری بار تشریف لے گئے۔ اور دیر تک مراقبے میں رہے اور اہل قبور کے لئے دعائے مغفرت فرمائی۔

وصال

۲۲ صفر ۱۰۳۴ھ کو آنحضرتؒ نے اپنے صاحبزادوں اور مریدوں کو فرمایا کہ اللہ تعالےٰ مجھے وہ سب کچھ عطا فرما چکا ہے جو بشر کو عطا کیا جا سکتا ہے۔ ان باتوں سے آنحضرتؒ کے آخری وقت کا سب کو یقین ہو گیا۔ آنحضرتؒ نے اپنا تمام لباس فقراء کو خیرات میں دے دیا۔ وہ رات جس کے بعد آنحضرتؒ کا وصال ہوا۔ بڑی مشکل سے اٹھ کر بیٹھے۔ آنحضرت نے مذکورہ وصیتیں دوبارہ فرمائیں اور فرمایا کہ میری تجہیز و تکفین سنت کے مطابق کرنا۔ کوئی شخص میرے ستر کو نہ دیکھے۔ میرے غسل کے وقت فرزندوں اور دو بڑے خلفاء کے سوا کوئی میرے نزدیک نہ آئے۔ اس کے بعد ضعف میں اضافہ ہو گیا۔ اس کے باوجود تہجد کی نماز باوضو کھڑے ہو کر ادا فرمائی۔ صبح کی نماز بھی با جماعت ادا کی آنحضرتؒ ہندی کا یہ مصرعہ بار بار فرما رہے تھے ؎

آج بلاوا کے پیا سب جگت لوان وار

یعنی آج وہ دوست ملا جس پر سب جہان کو قربان کردوں۔ اس
کا یہ مطلب بھی لیا جا سکتا ہے کہ آج دوست کو ملنے کی خوشی
میں سب جہانوں کو قربان کردوں۔ حسبِ عادت مراقبہ بھی فرمایا۔
اس کے بعد نماز اشراق بھی پڑھی اور اس وقت کی دعائیں اور
وظیفہ کا ورد بھی کیا۔ اس کے بعد فرمایا کہ پیشاب کی حاجت ہے
برتن لاؤ۔ اس میں ریت نہ تھی۔ پھر ریت ڈال دی گئی تب آنحضرتؒ
نے فرمایا کہ اتنی فرصت نہیں کہ پیشاب کروں اور پھر تازہ وضو
کروں۔ اب تو میں وضو سے ہوں۔ اس برتن کو واپس لے جاؤ
اور مجھے فرش پر لٹا دو۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ آنحضرتؒ کا رُخ
مبارک قبلہ کی طرف تھا۔ اور دایاں ہاتھ رخسار مبارک کے
نیچے تھا۔ ذکر الٰہی میں مصروف ہو گئے۔ سانس تیزی سے
آنے لگا۔ چند لمحوں کے بعد حضرت مجدد الف ثانیؒ کا اللہ اللہ
کہتے ہوئے وصال ہوگیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ وصال
منگل کے دن ۲۸ صفر ۱۰۳۴ھ اشراق کے بعد ہوا۔ آنحضرتؒ کے
وصال کے دن آسمان سرخ ہوگیا تھا۔ گویا مجدد اعظمؒ کے دنیا

سے اٹھ جانے پر رنج وغم کا مظہر بن گیا تھا۔

غسل و تجہیز و تکفین

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ کو غسل کے لئے تختے پر لٹایا گیا۔ تو آنحضرتؒ دست بستہ تھے۔ جیسا کہ نماز کے وقت ہوتے تھے۔ غسل کے وقت جسم مبارک کو دائیں بائیں حرکت دی گئی۔ مگر ہاتھ پھر خود بخود بندھ گئے۔ حتیٰ کہ تین مرتبہ ایسا ہوا۔ صاحبزادوں نے سمجھا کہ آنحضرتؒ کا کوئی بھید ہوگا۔ چوتھی بار اصرار نہ کیا۔ اور آپ کو اسی طرح دست بستہ کفنا دیا گیا۔

نماز جنازہ اور لحد

آنحضرتؒ کے صاحبزادے حضرت محمد سعید خازن الرحمت نے نمازِ جنازہ کی امامت کی۔ اور اس کے بعد آنحضرتؒ کو حضرت خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ کی قبر سے مغرب کی طرف دفن کیا گیا۔ جگہ تنگ تھی۔ تو حضرت خواجہؒ کی قبر خود بخود قریباً ایک

ہاتھ مشرق کی طرف سرک گئی۔

وصال کے بعد

صاحبزادہ حضرت خازن الرحمتہ و شیخ پیر محمد رحمتہ اللہ علیہ آنحضرتؒ کے مرید شیخ آدم بنوری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت مجدد الفِ ثانیؒ کو وصال کے بعد بھی کئی حالتوں میں آنکھوں سے دیکھا۔ جیسا کہ زندگی میں دیکھا تھا۔ اور باطنی افادہ حاصل کیا۔

دوسرا حصّہ

خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت مجدد الف ثانیؒ کے سب سے بڑے فرزند ہیں سنہ ۱۰۰۰ھ میں پیدا ہوئے۔ بچپن ہی میں آپ کی پیشانی مبارک سے انوارِ ولایت نمایاں تھے۔ آپ کی تربیت آپ کے دادا بزرگوار نے فرمائی۔ آپ آٹھ سال کے تھے کہ اپنے والد بزرگوار کے ہمراہ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور ظاہری اور باطنی دونوں علوم میں صاحبِ کمال تھے علم باطنی کے متعلق آپ کا یہ واقعہ لکھ دینا کافی ہوگا کہ درویش اپنے شیخ کامل سے خلافت لے کر حضرت خواجہؒ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور اپنے حالات عرض کئے۔ حضرت خواجہؒ نے خواجہ

محمد صادقؒ کو بلایا اور حالات دریافت کئے۔ تو حضرت مخدوم زادہ نے آٹھ سال کی عمر میں اپنے وہ حالات بتلائے جو بعینہٖ ایک ہشتاد سالہ درویش کے تھے۔ آپ اس قدر مغلوب الحال تھے کہ حضرت خواجہؒ کمی جذبہ کے لئے آپ کو مشکوک کھانا کھلایا کرتے۔ حضرت خواجہ محمد صادقؒ لڑکپن ہی میں کشف قلوب اور کشفِ قبور میں بہت بلند ہو چکے تھے۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ کی خدمت میں حاضر ہونے والے بڑے بڑے امرا کہتے کہ جب ہم اس نوجوان کو دیکھتے ہیں تو دنیا کی محبت دلوں سے نکل جاتی ہے۔ مکتوب شریف میں حضرت مجدد الف ثانیؒ تحریر فرماتے ہیں۔

کہ میرا لڑکا میرے معارف کا مجموعہ ہے اور مقامات جذب و سلوک پر حاوی ہے اور خطاء و غلطی سے محفوظ ہے۔

آپ ہمیشہ منکسر المزاج۔ اور خشوع و خضوع کی حالت میں رہتے تھے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ ہر ایک ولی اللہ نے اللہ تعالٰی سے کچھ نہ کچھ مانگا ہے۔ میں نے عاجزی کی خواہش کی ہے۔

حضرت خواجہ محمد صادقؒ کے چچا تجارت کے سلسلہ میں خراسان روانہ ہوئے۔ خواجہ محمد صادقؒ نے سفر سے منع فرمایا۔ چونکہ آپ کم عمر تھے اس لئے چچا نے ان کی بات اَن سُنی کر دی۔ وہ سفر پر روانہ ہو گئے۔ اور اسی سفر میں ان کا انتقال ہو گیا۔

ایک دفعہ سرہند شریف میں طاعون پھیل گیا۔ اور ہر طرف موت کا بازار گرم ہو گیا۔ آپ کو اس بات کا بہت قلق ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ وبا لقمہ تر چاہتی ہے۔ سو میں اپنے آپ کو پیش کرتا ہوں۔ آپ کو اچانک بخار آ یا اور پیر کے دن ۹ ربیع الاول ۱۰۲۵ھ کو آپ انتقال فرما گئے۔ اس کے بعد وبا ختم ہو گئی۔ بہت سے لوگ آپ کا اسم مبارک لکھ کر طاعون کے مریضوں کے گلے میں تعویذ کے طور پر ڈال دیتے ہیں۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ خواجہ محمد صادقؒ کے بارے میں اکثر فرمایا کرتے تھے کہ میرا فرزند حق جلّ وعلا کی آیتوں میں سے ایک آیت اور رب العالمین کی رحمتوں میں سے ایک رحمت ہے۔ چوبیس سال کی عمر میں اس نے جو کچھ حاصل کیا وہ کسی نے کم حاصل

کیا اس نے علمیت کے پایہ اور علوم عقلیہ اور نقلیہ کی تدریس کو ایسی حد کمال تک پہنچا دیا تھا کہ اس کے شاگرد تمام کتابوں کو پوری قدرت سے پڑھاتے ہیں۔ اس کی معرفت و عرفان کی حکایتیں اور شہود و کشوف کے قصے محتاج بیان نہیں۔

حضرت خواجہ محمد صادقؒ قدس سرہٗ کی قبر پہلے کچی تھی۔ پھر کچھ مدت کے بعد آپ کے والد بزرگوار نے اس پر ایک گنبد تعمیر فرمایا قبر مبارک اس قبہ کے مرکز بلکہ مرکز سے ذرا مغرب کی طرف تھی جب حضرت مجدد الف ثانیؒ کا وصال شریف ہوا۔ تو آپ کو بھی اسی قبہ میں دفن کیا گیا۔

حضرت خواجہ محمد صادق کے ایک فرزند شیخ محمدؒ ولی اللہ گزرے ہیں۔ شیخ محمد کے ہاں حضرت مجدد الف ثانیؒ کے تصرف سے چار بیٹے ہوئے۔ حالانکہ اولاد کی قطعاً امید نہ تھی اور اسی طرح سلسلہ آگے چلا۔

حضرت خواجہ محمد سعیدؒ

آپ حضرت مجدد الف ثانیؒ کے دوسرے فرزند ہیں۔ آپ
کی پیدائش ماہ شعبان ۱۰۰۵ھ کو سرہند شریف میں ہوئی۔ آپ میں
بچپن ہی سے آثار ہدایت و ولایت ہویدا تھے۔ چنانچہ حضرت
مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ محمد سعید بچپن میں
ایک دفعہ بیمار ہوئے۔ ان سے دریافت کیا گیا کہ تم کیا چاہتے
ہو، تو بے اختیار ان کی زبان سے نکلا کہ میں حضرت خواجہ کو
چاہتا ہوں۔ اس بات کا ذکر حضرت خواجہ باقی باللہؒ کی خدمت
میں کیا گیا۔ تو انہوں نے فرمایا کہ محمد سعیدؒ غائبانہ ہم سے نسبت
لے چکا ہے۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ فرماتے ہیں کہ میرے

محمد سعید علم ظاہری میں اس قدر بڑے ہوئے ہیں۔ کہ اگر انہیں مجتہد وقت کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ انہوں نے یہ علم اپنے بڑے بھائی حضرت خواجہ محمد صادقؒ۔ شیخ طاہر لاہوریؒ۔ اور اپنے والد بزرگوار سے حاصل کیا۔ سترہ برس کی عمر میں فارغ التحصیل ہو کر درس و تدریس میں مشغول ہو گئے۔ وہ کئی کتابوں کے مصنف ہیں۔ مشکوٰۃ المصابیح پر تعلیقات لکھیں۔ جن میں حنفی مذہب کی تائید کی۔ حاشیہ خیالی پر ایک حاشیہ متعین لکھا۔ اور اس میں اپنے دقائق مختصراً تحریر فرمائے۔ ایک رسالہ رفع سبابہ کی مخالفت میں تحریر فرمایا۔ مناظرہ میں آپ کو بہت ملکہ حاصل تھا۔ مخالف کو منہ کی کھانی پڑتی تھی۔ جب کبھی کسی تقریب کی وجہ سے بادشاہ کی محفل میں تشریف لے جاتے۔ تو بادشاہ آپ ہی سے مسائل دریافت کیا کرتا تھا۔ حالانکہ وہاں علماء بھی موجود ہوتے۔ آپ کی تصانیف میں سے ایک جلد مکتوبات شریف کی ہے۔ جس میں آپ نے بڑے بلند حقائق اور ذات و صفات کے متعلق بیان فرمایا ہے۔

آپ نے کمالاتِ باطنی علوم ظاہری کی طرح اپنے والد بزرگوار حضرت مجدد الفِ ثانیؒ کی معیت با اثر میں حاصل کیے حضرت مجدد الفِ ثانیؒ نے آخری عمر میں تعلیم، طریقہ اور خدمت ارشاد آپ کے اور حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے سپرد کر دی تھی اور فرمایا کرتے تھے کہ ہر قطب کے لیئے دو امام ہوتے ہیں۔ میرے امام محمد سعیدؒ اور محمد معصومؒ ہیں۔

حضرت مجدد الفِ ثانیؒ نے آپ کی نسبت بہت سی بشارتیں دی ہیں۔ آپ کو حضرت نے خلعتِ جنت کی بشارت دی۔ ایک روز فرمایا کہ ہمارے محمد سعیدؒ علماء راسخین میں سے ہیں۔ ایک روز پھر فرمایا کہ محمد سعیدؒ زمرۂ سابقین میں سے ہیں۔ ایک دفعہ فرمایا کہ مجھ پر میزانِ قیامت اور میرے مریدوں کا پل صراط سے گذرنا مکشوف ہوا۔ محمد سعیدؒ ہم سب میں سے آگے آگے چل رہے تھے۔ اور نامہ اعمال سیدھے ہاتھ میں لیئے ہوئے تھے۔ پس ہم سب بہشت میں داخل ہو گئے۔ نیز فرمایا کہ محمد سعیدؒ خازنِ رحمتِ الٰہی ہیں۔ قیامت کے دن خزائن رحمت کی

تقسیم ان کے سپرد ہوگی۔ یہ بھی فرمایا کہ عروج و نزول کے ہر مقام میں تم میرے ہمراہ رہے ہو۔ ایک روز فرمایا کہ مجھ سے تم میرے عشق ہو۔ اور تم اس بات سے مایوس نہ ہونا حضرت ابوبکر صدیقؓ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عاشق تھے۔

کہتے ہیں کہ آپ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت آٹھ مرتبہ ظاہری آنکھوں سے کی ہے۔ آپ صاحب کرامت بھی ہیں۔ آخری عمر میں آپ کو اورنگ زیب عالمگیر نے بڑی عزت سماجت سے دہلی بلایا۔ اور آپ بھی ان کے اخلاص کو مدنظر رکھ کر تشریف لے گئے۔ ابھی وہیں تھے کہ صاحب فراش ہو گئے۔ روز بروز بیماری نے زور پکڑا۔ علاج کیا مگر افاقہ نہ ہوا۔ آخرکار آپ کو معلوم ہو گیا کہ اب آخری وقت قریب ہے تو بادشاہ سے رخصت لے کر سرہند شریف کی طرف روانہ ہوئے۔ دہلی سے ۳۶ میل سنبھالکہ کے مقام تک پہنچے تھے کہ آپ کا وصال ہو گیا۔ تاریخ وصال ۲۷ جمادی الآخر ۱۱۰۱ھ

تجہیز و تکفین کے بعد پالکی میں سرہند شریف لائے گئے۔
خواجہ محمد معصومؒ کا خیال تھا کہ ان کو بھی حضرت مجدد الفِ ثانیؒ
کے قبہ مبارک میں دفن کیا جائے۔ لوگوں نے عرض کی کہ قبہ
مبارک میں گنجائش نہیں۔
خواجہ معصومؒ نے اصرار کیا۔ لوگوں نے حسب الارشاد کدال
زمین پر مارا تو قبہ کی دیوار چاروں طرف سے ہٹ گئی۔ اور گنجائش
نکل آئی اور آپ دفن ہوئے۔
آپ صاحب کرامت ولی تھے۔ شاہی لشکر میں ایک
فقیر تھا۔ جو بے تکلف لوگوں کے گھروں میں گھس جاتا۔ اور
کسی کو اسے کچھ کہنے کی جرأت نہ ہوتی۔ ایک دفعہ آپ
کے ایک مرید کے ہاں وہی فقیر پہنچ گیا۔ آپ کے مرید
نے اسے جھڑکا۔ فقیر نے اسے گرا لیا۔ اور اس کی چھاتی پر
چڑھ بیٹھا۔ مرید نے آپؒ کی طرف توجہ کی۔ اسی وقت آپ
نے ظاہر ہو کر فقیر کو ڈانٹا۔ اور گھر سے باہر نکال دیا۔ مرید
کو رہائی ملی اور اس کی جان میں جان آئی۔

ایک دفعہ آپ نے ایک دولت مند نوجوان مخلص کو اپنی آستین میں چھپایا۔ اور اسے ایک مانند بہشت باغ کی تمام دن سیر کرائی۔ جب آستین مبارک اس کے چہرے سے ہٹائی تو صرف ایک لمحہ ہی گزرا تھا۔ اسی طرح آپ سے بیشمار کرامات صادر ہوئیں۔

آپ کی اولاد میں آٹھ صاحبزادے اور پانچ صاحبزادیاں تھیں۔ صاحب زادوں کے نام شاہ عبداللہؒ شاہ لطف اللہؒ مولوی فرخ شاہؒ۔ شیخ سعدالدینؒ۔ شیخ عبدالاحدؒ۔ شیخ خلیل اللہؒ شیخ محمد یعقوب، شیخ محمد تقیؒ ہیں۔

صاحب زادیوں کے نام۔ صالحہؒ۔ فاطمہؒ۔ ساکرہؒ۔ شرف النساءؒ فخر النساءؒ۔ زینبؒ ہیں۔

شاہ عبداللہ شاہ

آپ حضرت مجدد الف ثانیؒ کے وقت ہی میں پیدا ہوئے۔ آپ نے سلوک باطنی اپنی والدہ ماجدہ اور اپنے

لم بزرگوار سے حاصل کیا۔ حضرت محمد معصومؒ کی بڑی صاحبزادی
پ سے بیاہی گئی تھیں۔ آپ کے ایک بیٹا اور دو بیٹیاں
پیدا ہوئیں۔

شاہ لطف اللہؒ

آپ حضرت محمد سعیدؒ کے دوسرے فرزند ہیں۔ آپ بہت
صالح اور عارف تھے۔ باطنی سلوک اپنے والد بزرگوار کی خدمت
یں رہ کر حاصل کیا۔ حضرت محمد معصومؒ کی صاحبزادی آپ
سے منسوب تھیں۔ آپ کی کوئی اولاد نہ تھی۔

مولوی فرخ شاہؒ

آپ حضرت محمد سعیدؒ کے تیسرے فرزند ہیں۔ آپ ظاہری
ور باطنی علوم کے جامع تھے۔ یہ علوم والد بزرگوار اور چچا
سے حاصل کئے۔ آپ اپنے وقت کے ایک جید عالم گزرے
ہیں۔ آپ نے اکثر کتابوں کی شرحیں اور حاشیے تحریر فرمائے ہیں

آپ نہایت متقی اور اپنے آباؤ اجداد کے طریقہ پر پورے طور پر کاربند تھے۔ سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عمل کرنا آپ کا شعار تھا۔ آپ چار شوال ۱۱۸۰ھ کو اس جہان فانی سے رخصت ہو گئے۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ کی درگاہ میں قبہ مبارک سے جنوب کی طرف مدفون ہوئے۔ آپ کے مرقد شریف پر قبہ بنایا گیا۔ آپ کی اولاد کی تعداد سات ہے۔ چار صاحبزادے اور تین صاحبزادیاں۔

شیخ سعدالدین سعیدی قدس سرہٗ

آپ حضرت خواجہ محمد سعیدؒ کے چوتھے فرزند تھے۔ آپ شریعت محمدی پر پورے طور پر کاربند تھے۔ پرہیزگاری میں بے نظیر تھے۔ آپ کے ہاں ایک صاحبزادہ اور دو صاحبزادیاں ہوئیں۔

شیخ عبدالاحد قدس سرہٗ

آپ حضرت خواجہ محمد سعیدؒ کے پانچویں فرزند تھے۔ آپ
پہلے اپنے والد بزرگوار کے مرید ہوئے۔ بعد میں حضرت خواجہ محمد معصومؒ
کی خدمت میں سلوک باطنی کی تکمیل کی۔ اور خلافت پائی۔ آپ کو
سرہند کی قطبیت کا منصب بھی عنایت ہوا۔ یہ شیخ صاحبؒ حضرت
خواجہ محمد سعیدؒ کے فرزندوں میں سردار ہیں۔ آپ کی کشف و کرامات
بے شمار ہیں یہ شیخ صاحبؒ کے ظاہری علم بھی منتہی تھے۔ اور
آپ کو شعر و شاعری سے بھی شوق تھا۔ وحدت تخلص فرماتے
تھے۔ آپ کی تصانیف بے شمار ہیں۔ مثلاً شواہد التحقیق، لطائف
مدینہ اور حقیقۃ اللہ وغیرہ۔ آپ اپنے وقت کے سب سے
بڑے صالح، عابد اور متقی تھے۔ اور طریقہ مجددیہ کے سختی سے
پابند تھے۔ اپنے وقت کے بڑے بڑے مشائخ میں ان کا شمار
ہوتا تھا۔ آپ ۲۷ ذی الحجہ ۱۱۲۷ھ کو اس جہان فانی سے رخصت
ہو گئے۔ آپ کو حضرت مجدد الف ثانیؒ کی درگاہ میں حوض کے

اوپر حصہ متبرک کے جنوب کی طرف دفن کیا گیا۔ آپ کے مرقد پر قبہ بنایا گیا۔ آپ کی اولاد میں چار صاحب زادے اور تین صاحب زادیاں ہیں۔

شیخ خلیل اللہ قدس سرہٗ

آپ حضرت خواجہ محمد سعیدؒ کے چھٹے فرزند تھے۔ آپ حضرت محمد معصومؒ قیوم ثانی کے مرید تھے۔ اور سلوک باطنی بھی حضرت ہی کی خدمت میں رہ کر حاصل کیا تھا۔ شیخؒ علم و حلم اور تقویٰ سے بدرجۂ کمال آراستہ تھے۔ شریعت اور طریقت کے بڑے پابند تھے۔ ۱۱۳۱ھ میں اس دنیاء فانی سے سفر کیا اور حضرت مجدد الف ثانیؒ کی درگاہ میں قبہ کے محاذ میں مغرب کی طرف مدفون ہوئے۔ ایک دیوار درمیان ہے۔ آپ کے تین صاحبزادے اور ایک صاحبزادی ہے۔

شیخ محمد یعقوب سعیدی رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت خواجہ محمد سعیدؒ کے ساتویں فرزند ہیں۔ آپ

حضرت محمد معصوم رحمۃ اللہ کے مرید تھے۔ شریعت اور طریقت کے بڑے پابند تھے۔ آپ کا ایک صاحب زادہ اور ایک صاحب زادی تھی۔

شیخ محمد تقی سعیدی رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت خواجہ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ کے آٹھویں فرزند تھے۔ آپ حضرت محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے۔ شریعت اور طریقت کے بڑے پابند تھے۔ آپ اتنے شہزور تھے کہ بڑے سے بڑا کوئی پہلوان آپ کا مقابلہ کرنے کی ہمت نہ رکھتا تھا۔ آپ ایک ہی جھٹکے سے درخت کے تنوں کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر چیر سکتے تھے۔ آپ کے ایک صاحب زادہ اور سات صاحب زادیاں تھیں۔

حضرت خواجہ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ کی ایک صاحبزادی حضرت صالحہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی حیات ہی میں پیدا ہوئی۔ جو حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے بھائی کی اولاد

میں سے شریف محمود سے منسوب کی گئی۔ ان کا ایک
صاحبزادہ اور ایک صاحبزادی تھی۔

قیومِ ثانیؒ

حضرت محمد معصومؒ

آپ کی ولادت باسعادت پیر کے دن ۱۰ شوال ۱۰۰۷ھ کو ہوئی۔ آپ کی والدہ ماجدہ فرماتی ہیں۔ کہ میرا یہ فرزند جب پیدا ہوا۔ تو مجھے بے خودی اور غنودگی کے عالم میں مشرق سے مغرب تک نور ہی نور نظر آیا۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ کو بھی کچھ دن پہلے خواب میں ایسی ہی بشارت ملی تھی۔

آپ کی ولادت پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت مجدد الف ثانیؒ کو ارشاد فرمایا۔ کہ اس کا نام محمد معصوم رکھنا۔ کیونکہ یہ تمام عمر معصوم ہی رہے گا۔

آپ کو بھی قیومیت کا خلعت ملا۔ اس لئے قیوم ثانی

کہلاتے ہیں۔ آپ بچپن میں عام بچوں کی طرح نہ روتے۔ اور نہ ہی کپڑوں پر پیشاب اور پاخانہ کرتے۔ دایہ سے کبھی دودھ بھی نہ مانگتے۔ ماہِ رمضان میں دن کے وقت ہرگز دودھ نہ پیتے۔ شروع شروع میں دایہ دودھ پلانے کی کوشش کرتی مگر آپ منہ پھیر لیتے۔ جب آپ کا یہ معمول ہو گیا تو دن کے وقت آپ کو دودھ نہ دیا جاتا۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ فرماتے ہیں۔ کہ میرے فرزند محمد معصومؒ کی عمر صرف تین ہی سال کی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے اولیائے امت کے تمام کمالات اسے عنایت فرما دیئے۔

قیوم ثانیؒ نے سات سال کی عمر میں قرآن شریف حفظ کر لیا اور گیارہ سال کی عمر میں تمام علومِ ظاہری سے فارغ ہو گئے آپ کی شادی حضرت مجدد الفِ ثانیؒ کے خلیفہ میر صغیر احمد رومیؒ کی دوسری دختر نیک اختر رقیہؒ سے ۲۷ ذوالحجہ ۱۰۲۱ھ کو ہوئی۔ آپ کی تمام اولاد اسی باعصمت خاتون سے ہوئی۔

حضرت محمد معصوم قیوم ثانیؒ ۱۰۳۲ھ میں مسندِ ارشاد پر

جلوہ افروز ہوتے۔ اور اس روز پچاس ہزار آدمیوں نے آپ سے بیعت کی۔ جن میں سے دو ہزار حضرت مجدد الف ثانیؒ کے خلفا تھے۔ باقی خلفاء جو مختلف مقامات سے مختلف اوقات میں سرہند شریف حاضر خدمت ہوتے۔ آپ سے بیعت کا شرف حاصل کیا۔

تین سال بعد شاہجہان بادشاہ تخت نشین ہوا۔ تو سرہند شریف میں حاضر خدمت ہو کر بیعت سے مشرف ہوا۔ چودھویں سال اورنگ زیب عالمگیر بیعت سے مشرف ہوا۔ پندرھویں سال اورنگ زیب کی بہن روشن آرا اور سولہویں سال روشن آرا کی بہن گوہر آرا نے آپ سے بیعت کی۔

۴۳ویں سال میں بہت سے ارادتمندوں کے ہمراہ آپ حج کے لئے تشریف لے گئے۔ دو سال کے بعد واپس آئے۔ جب بندرگاہ سورت میں پہنچے تو ہر روز ہزارہا آدمی مرید ہونے لگے۔ صبح و شام قریباً تیس ہزار آدمی حلقۂ ارادت میں شامل ہوتے عقیدت مندوں کا اس قدر ہجوم ہوتا کہ امراء و سلاطین کو آپ کی

زیارت بڑی دقت سے نصیب ہوتی۔ حضرت کی مجلس کا رعب اور دبدبہ اس قدر تھا کہ مجلس اقدس میں بڑے بڑے بادشاہ آپس میں گفتگو نہ کر سکتے تھے۔ بغیر اجازت بات نہ کرتے۔ اگر بڑا ضروری کام ہوتا تو تحریراً آپ کی خدمت میں پیش کرتے۔

متعدد عقیدت مند مریدوں کی التماس پر حضرت کے مکشوفات اور مکاشفات عربی زبان میں جمع کئے گئے۔ اور اس مجموعہ کا نام حسنات الطرفین یاقوت احمر" رکھا گیا۔ آپ اس کتاب کو حضرت مجدد الفِ ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے روضہ مبارک میں لے گئے۔ یہ دیکھنے کے لئے کہ آپ کیا فرماتے ہیں۔ مراقبہ کیا تو حضرت مجدد الفِ ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جس قسم کا فضلِ ربّی تم پر ہوا ہے۔ کسی پر کم ہوا ہے۔ اور یہ مکاشفات بالکل برحق ہیں۔

اس بے نظیر کتاب میں تحریر ہے کہ حضرت قیوم ثانیؒ فرماتے ہیں کہ جب ہم نے مکہ شریف میں آکر طواف کیا تو کیا دیکھتے ہیں کہ نہایت حسین و جمیل مردوں اور عورتوں کی جماعت طواف کعبہ

ہیں ہماری شریک ہے۔ وہ بڑے اشتیاق سے طواف کر رہے
ہیں۔ لیکن ان کا طواف ہم سے مختلف ہے۔ وہ غلبۂ شوق میں
کعبہ شریف سے بغل گیر ہوتے ہیں۔ اسے چومتے ہیں۔ ان کے
قدم بھی زمین سے اوپر اور سر آسمان تک پہنچے ہوئے ہیں۔
اور کعبہ شریف بھی ان کے ساتھ آسمان پر پہنچا ہوا ہے۔ بعد
میں کھلا کہ وہ مرد فرشتے اور وہ عورتیں حوریں تھیں۔

حضرت فرماتے تھے کہ جب ہم عرفات کے ارادے سے نکلے
تو نماز کے لیے مسجد خیف میں گئے۔ اس مسجد میں ایک قبہ ہے۔
جس کے نزدیک کبھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک
خیمے میں قیام فرمایا تھا۔ نیز یہ مقام انبیاء ہے۔ انہیں میں سے
حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کے بھائی ہارون ہیں۔ اس
مسجد میں ایک مینار ہے جس کے نیچے حضرت آدم علیہ السلام کی
قبر ہے۔ جب ہم ذکر میں بیٹھے تھے کہ نہایت کثرت سے فرشتے جناب
رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گذر ہوا۔ تمام چیزیں انوار میں
مستغرق ہو گئیں۔

طواف سے فارغ ہونے کے بعد حضرتؒ نے فرمایا کہ ظاہر ہوا ہے کہ فرشتے نے حج کی قبولیت اور اجر کا مہر شدہ کاغذ ہمیں عنایت فرمایا ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ میں اکثر اوقات دیکھتا ہوں کہ کعبہ مجھ سے گلے ملتا ہے۔ اور بڑے اشتیاق سے چومتا ہے۔ انہیں دنوں ایک دن ظاہر ہوا کہ مجھ سے انوار و برکات اس کثرت سے نکل رہے ہیں کہ انہوں نے تمام چیزوں کا احاطہ کر لیا ہے۔ اور جنگل اور بیابان ان انوار و برکات سے پُر ہو گئے ہیں۔ اور ان کے مقابلہ میں باقی انوار چھپ گئے ہیں۔ حضرت دوبارہ بیت اللہ شریف میں داخل ہوئے تو فرمایا اس گھر میں اللہ تعالےٰ کی لاانتہا عنایت میرے حق میں ہوئی اور سبز رنگ کا خاص خلعت عطا ہوا۔

حضرت قیوم ثانیؒ ماہ ربیع الاول میں مکّہ معظمہ سے مدینہ منورہ میں تشریف لے گئے۔ حضرت مدینہ شریف کی راہ میں صحابہؓ کے مزارات اور مساجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تلاش کرتے اور جہاں کہیں سن پاتے زیارت کے لئے پہنچتے جب مدینہ شریف

کے نزدیک پہنچے تو اس رات کثرتِ شوق اور ظہورِ انوار کے سبب تمام رات بیٹھے رہے۔ صبح مدینہ میں آکر حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضۂ مبارک کی زیارت کے آداب بجالائے۔ فرمایا کہ حضرت رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روضۂ مبارک سے تشریف فرما ہو کر مجھ سے بغل گیر ہوئے چند روز بعد بقیع کی زیارت کے لئے گئے تو فرمایا کہ حضرت عثمانؓ اور حضرت عائشہ صدیقہؓ نے مجھ پر بہت بہت مہربانی فرمائی۔

حضرت قیوم ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو روضہ مبارک کے اندر جانے کی اجازت ملی۔ روضۂ منورہ کے اندر جاکر بے خودی طاری ہوئی۔ ایک طویل مراقبہ کیا۔ آنحضرتؒ فرماتے ہیں کہ جب اس مقام سے باہر نکلے تو حضور سرورِ کائنات حبیبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک نورانی خلعت عطا فرمایا۔

حضرت قیوم ثانیؒ فرماتے ہیں کہ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صورت عرش سے فرش تک تمام مخلوقات

ملائک جن انسان اور تمام ممکنات کو ہے۔ سبھی حضورؐ کے محتاج ہیں۔ اور ہر فردِ بشر کو حضور پرنور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضۂ مبارک سے فیض پہنچتا ہے۔

ایک رات حضرت قیوم ثانیؒ نے اپنے فرزند ارجمند سے فرمایا کہ آج ہم پر وہ اسرار ظاہر ہوئے ہیں کہ اگر ان میں سے چند بھی بیان کر دوں تو لوگ قتل کرنے کے لئے آمادہ ہو جائیں۔ حضرت نے یہ بھی فرمایا کہ بقیع میں میں نے سب اصحاب کو اپنا منتظر پایا۔ اگر ایک صاحب کی قبر پہ حاضر ہوا ہوں تو دوسرے صاحب انتظار فرما رہے ہیں۔ اور ہر ایک نے خلعت عنایت فرمایا۔

رخصت کے وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہندوستان واپس جاؤ۔ آپ کے بغیر وہاں اجالا نہ ہوگا۔ حضورؐ نے پیشانی پر بوسہ دیا اور رخصت فرمایا۔

حضرت کی دعاؤں کا اثر تھا کہ اورنگ زیب دارا شکوہ کے مقابلہ میں فتح یاب ہوا۔ اور ہندوستان کا بادشاہ بنا۔ ہر

صبح و شام پانچ ہزار آدمی حضرت کی درگاہ شریف سے کھانا کھایا کرتے تھے۔ کھانا بھی نفیس قسم کا ہوا کرتا۔ ہر ایک کو پیٹ بھر گیہوں کی روٹی۔ بکرے اور مرغ کا گوشت ملتا تھا بعض اوقات طرح طرح کے کھانے اور پھل وغیرہ بھی ہوتے۔

کتابوں میں لکھا ہے کہ نو لاکھ کے قریب آدمی حضرت کے مرید ہوئے۔ خلفا کی تعداد سات ہزار ہے جو سب کے سب صاحب کرامات و صاحب کمالات ہیں۔ اور یہ سلسلہ ارشاد انشا آج تک جاری ہے۔

کرامات

حضرت کی کرامات بے شمار ہیں۔ جن میں سے چند ذیل میں درج کی جاتی ہیں۔

(۱) ایک شخص کو مالوہ کے جنگل میں رات کے اندھیرے نے آلیا۔ قریب کوئی بستی یا آبادی نہ تھی۔ وہ بہت خوفزدہ ہوا۔ حضرت قیوم ثانی کی طرف توجہ کی۔ اس اثنا میں ایک لشکر

دکھائی دیا۔ اسے کچھ اطمینان ہوا۔ قریب پہنچنے پر اہلِ لشکر نے خاطر مدارات کی۔ لشکر کے سردار نے بتایا کہ یہ جنوں کا لشکر ہے۔ اور سب حضرت قیوم ثانیؒ کے مرید ہیں۔ حضرت نے حکم فرمایا تھا کہ آپ کا ایک مرید خاص جنگل میں پریشان ہے۔ اس کی خبر لی جائے لہذا اس لیئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں۔ اب آپ بتایئے کہ کہاں جانا ہے۔ اس شخص نے جس جگہ کا پتہ بتایا تھا۔ اسے پلک جھپکتے وہاں پہنچا دیا گیا۔ جنوں نے اسے اشرفیوں کی ایک تھیلی بھی دی۔

(۴۲) ایک دن حضرت قیوم ثانیؒ خانقاہ شریف میں تشریف فرما تھے۔ کہ اچانک حضرت کا بازو پانی سے تر ہو گیا۔ لوگ حیران ہو گئے۔ ایک نے عرض کی۔ تو فرمایا کہ میرا ایک مرید سمندر میں غرق ہو رہا تھا۔ اس نے مجھے یاد کیا۔ میں نے اپنے ہاتھ سے اس کی کشتی کو طوفان سے نکال کر ساحل پر پہنچا دیا۔ کچھ عرصہ کے بعد جب وہ مرید حاضر خدمت ہوا تو اس نے اپنا واقعہ بیان کیا۔

۳۔ حضرت کا ایک مخلص مرید ایک دفعہ سخت بیمار ہو گیا۔ یہاں تک کہ اس کی زندگی کی آس نہ رہی۔ تمام حکما اور اطباء نے اسے لاعلاج قرار دے دیا۔ آخر وہ حضرت کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ اور صحت کے لئے گزارش کی۔ حضرت نے اپنے وضو کا پانی پینے کے لئے دیا۔ جس کے پیتے ہی وہ رو بصحت ہو گیا۔

(۴) حضرت کا ایک مرید بے حد قلاش و مفلس ہو گیا۔ یہاں تک کہ کئی کئی دن فاقے سے گزرتے۔ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت نے فرمایا کہ دین چاہتے ہو یا دنیا۔ اس نے عرض کی کہ دونوں۔ حضرت نے مسکرا کر دعا فرمائی۔ ابھی ایک سال بھی نہ گزرا تھا کہ اس کی زندگی کا نقشہ ہی بدل گیا۔

(۵) ایک دفعہ ایک مخلص عزیز آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ آنکھوں کے درد میں عرصہ سے مبتلا ہوں۔ بہت سے علاج کئے ہیں مگر فائدہ نہیں ہوا۔ حضرت نے لعاب دہن اس کی آنکھوں پر لگایا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس

کا ورد جاتا رہا۔

(۱۴) ایک شخص کہ بے حد کند ذہن تھا۔ حضرت کے وضو کا پانی پینے سے شاعر بن گیا۔ اور فصاحت و بلاغت میں لاجواب ہو گیا۔ اور اس کا سینہ معرفت الٰہی سے منور ہو گیا۔

(۱۵) حضرت کے ایک مرید کا لڑکا سخت بیمار ہو گیا۔ برابر علاج کے باوجود فائدہ نہ ہوا۔ اور آخر وفات پا گیا۔ باپ اس صدمہ کو برداشت نہ کر سکا۔ اور رنج و غم سے بے ہوش ہو گیا۔ حضرت کو اطلاع ہوئی۔ حضرت تشریف لائے۔ تھوڑا سا پانی لے کر لڑکے پر چھڑکا۔ خدا کا کرم ہوا۔ اور لڑکا اٹھ کر بیٹھ گیا۔ جیسے اسے ہوا ہی کچھ نہیں تھا۔

دارا شکوہ اپنی ولی عہدی کے زمانے میں ایک دفعہ لاہور کے حاکم سے سخت ناراض ہو گیا۔ جب سرکاری آدمی اسے گرفتار کر کے لاہور سے دہلی لے جا رہے تھے۔ تو وہ راستے میں سرہند شریف میں حضرت کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور رہائی کے لئے درخواست کی۔ حضرت نے فرمایا کہ تمہیں

کوئی تکلیف نہ دی جائے گی۔ بے فکر رہو۔ داراشکوہ اگرچہ اس کے قتل کا فیصلہ کر چکا تھا۔ لیکن اس کے باوجود وہ اس معتوب حاکم پر اتنا ملتفت ہوا کہ اسے لاہور کے علاوہ ملتان کا حاکم بھی مقرر کر دیا۔

حضرت کے ایک مرید کے ہاں کوئی اولاد نہ تھی۔ اس نے ہر چند کوشش کی لیکن بامراد نہ ہو سکا۔ آخرکار حضرت کی خدمت میں ملتجی ہوا۔ حضرت نے فرمایا کہ اس سال تمہارے ہاں لڑکا پیدا ہوگا۔ جو نیک اور صالح ہوگا۔ خدا کے فضل سے حضرت کا یہ فرمان لفظ بلفظ درست ثابت ہوا۔

فرمان و ہدایت

آنحضرت اپنے مکتوبات میں تحریر فرماتے ہیں کہ نیند اور موت آپس میں بہنیں ہیں۔ اس لئے بعض کمالات نیند کی حالت میں ظاہر ہوتے ہیں۔ جو موت کی حالت کے مشابہ ہوتے ہیں

حضرت نے فرمایا کہ حق تعالےٰ کی طرف سے فیض و انعام دائمی

ہے۔ انسان پر اگر صوری اور معنوی فیض ایک لمحہ کے لیئے رک جائے۔ تو انسان کا نام و نشان تک مٹ جائے۔ کیونکہ وجود اور کمالات اس کے وجود کے تابع ہیں۔ اس لیئے بندے کو لازم ہے کہ ایک لحظ کے لیئے بھی اللہ تعالےٰ سے غافل نہ رہے۔ نہایت خسارے اور شرمندگی کا مقام ہے کہ اللہ تعالےٰ تو نعمت دے اور نعمت لینے والا اس کی طرف متوجہ نہ ہو بلکہ اس سے منہ پھیر لے۔

حضرت نے مریدوں کو سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عمل کرنے کی تاکید فرمائی ہے۔

بدعت کے کاموں میں بال بھر بھی عمل نہ کرنے حضرت کا تقوےٰ انسانی طاقت سے بڑھ کر تھا۔

ایک دفعہ ایک شخص نے پیشاب کرنے کے بعد بغیر ہاتھ دھوئے کنویں کے ڈول کو ہاتھ لگایا۔ اور پانی نکالا۔ حضرت کو جب معلوم ہوا تو کنویں کو صاف کرنے کا حکم دیا۔

عادات اور معمولات

حضرت رات کے تیسرے حصہ میں تہجد پڑھا کرتے۔ بعد میں تھوڑی دیر کے لئے آرام فرماتے۔ فجر کی نماز بہت ہی سویرے ادا کرتے۔ اس کے بعد مراقبہ فرماتے۔ بعد ازاں مریدوں کو القائے نسبت اور توجہ باطنی فرماتے۔ اور زانو سے زانو ملا کر بیٹھتے۔ اس کے بعد چاشت کی نماز آٹھ رکعت ادا فرما کر تلاوت قرآن مجید کرتے۔ مرید حضرت کے ارد گرد مراقبہ میں بیٹھے رہتے۔

کھانا گھر کے سب افراد کے ساتھ تناول فرماتے۔ حضرت ستھائی اور حلوہ رغبت سے کھاتے۔ لنگر میں صبح سے شام تک کھانا پکتا۔ اور تقسیم ہوتا رہتا۔ دن بھر میں کم سے کم پانچ ہزار آدمی پیٹ بھر کر کھانا کھاتے۔ ہر روز گیہوں کی روٹی۔ چاول اور گوشت پکتا۔ چالیس آدمی تو صرف برتن جمع کرنے پر مامور تھے۔ اس سے حضرت کے لنگر خانے کے وسیع انتظامات کا اندازہ

کیا جا سکتا ہے۔

سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق دوپہر کے وقت تھوڑی دیر کے لئے قیلولہ بھی فرماتے۔ ظہر سے عشا تک سب نمازیں اول وقت میں باجماعت ادا فرماتے۔ اس دوران میں حدیث شریف اور تفسیر کا درس بھی دیتے۔

حضرت کلمہ طیبہ کو بکثرت پڑھنے کی تاکید فرماتے اور خود بھی بکثرت پڑھتے۔

حضرت بیمار پرسی اور میت کی تعزیت کے لئے بھی تشریف لے جایا کرتے۔ سال میں دو عرس کرتے۔ ایک نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اور دوسرا حضرت مجدد الفِ ثانیؒ کا۔

سراپا مبارک

حضرت کا قد خاصا لمبا تھا۔ بھرا ہوا بدن۔ رنگ گندمی۔ پیشانی کشادہ۔ ناک اونچی۔ آنکھیں بڑی بڑی۔ داڑھی سفید، اور تمام اعضا نہایت تناسب تھے۔

حضرت کے حالات، عادات اور خصائص بہت کچھ حضرت مجدد الفِ ثانیؒ سے ملتے جلتے تھے۔

وصال شریف

حضرت پیر کے دن دوپہر کے وقت ۹ ربیع الاول ۱۰۷۹ھ کو وصال فرما گئے۔

حضرت کو پہلے ہی سے اپنا وقت معلوم ہو چکا تھا۔ آپ اپنے مریدوں اور اپنے فرزندوں سے چند دن قبل ہی یہ ذکر فرماتے رہتے۔

حضرت محمد معصوم زمانی قیوم ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا روضہ مبارک شاہ جہاں کی نیک نام بیٹی روشن آرا بیگم نے بنوایا روضہ مبارک کے شمال کی طرف ایک عالی شان مسجد بھی بنوائی روضہ مبارک کی گنبد کی بلندی اس قدر ہے کہ کئی میلوں سے دکھائی دیتا ہے۔

اولاد

حضرت کی اولاد چھ صاحبزادے اور پانچ صاحبزادیاں ہیں جن کے اسمائے مبارک یہ ہیں۔ حضرت محمد صبغۃ اللہؒ۔ حضرت خواجہ محمد نقشبند حجۃ اللہؒ۔ حضرت خواجہ محمد عبد اللہؒ مروج الشریعت حضرت محمد اشرفؒ۔ حضرت شیخ سیف الدینؒ حضرت شیخ محمد صدیقؒ۔

صاحبزادیوں کے نام یہ ہیں۔ امۃ اللہ، عائشہ، عارفہ، عاقلہ، حنفیہ۔

حضرت محمد صبغۃ اللہ رحمۃ اللہ علیہ

آپ آنحضرت کے بڑے فرزند ہیں۔ آپ ۱۰۳۲ھ میں حضرت مجدد الفِ ثانیؒ کی حیاتِ مبارکہ میں پیدا ہوئے۔ آپ نے حضرت محمد معصومؒ کو فرمایا کہ اس میں مجھے نور دکھائی دیتا ہے۔ ایک دفعہ آپ بیمار ہوئے۔ حالت زیادہ خراب

ہو گئی۔ تو حضرت محمد معصوم قیوم ثانیؒ نے حضرت مجدد الفِ ثانیؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ آپ کی صحت کے لئے دعا فرمائی جائے۔ حضرت مجدد الفِ ثانی رحؒ نے فرمایا کہ عمر عمت کی میں دیکھتا ہوں کہ ایک بوڑھا ہاتھ میں عصا لئے ہوئے ہے۔ اور ہزارہا مرید اس کے گرد جمع ہیں۔ واقعی ایسا ہوا۔ حضرت صبغۃ اللہ کی عمر سو سال تک پہنچی۔ آپ کے مریدوں کی تعداد ہزاروں تک پہنچتی ہے۔

آپ نے باطنی علوم اپنے والد ماجد سے حاصل کئے۔ خلافت دے کر آپ کو کابل روانہ کر دیا گیا۔

ایک دن کا ذکر ہے کہ آپ مٹی کے ڈھیلا سے استنجا کر رہے تھے کہ ایک فقیر آ نکلا۔ اس نے دستِ سوال دراز کیا۔ آپ نے وہی مٹی کا ڈھیلا اس کے ہاتھ پر رکھ دیا۔ فقیر کیا دیکھتا ہے کہ وہ مٹی کا نہیں بلکہ سونے کا ڈھیلا ہے۔

آپ کا وصال ۹ ربیع الثانی ۱۱۲۱ھ بروز جمعہ عصر کے وقت ہوا۔ آپ کی اولاد میں چار صاحبزادے اور سات صاحبزادیاں تھیں۔

۹

حضرت خواجہ محمد نقشبند حجۃ اللہ رح

آپ حضرت محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کے دوسرے فرزند ہیں۔ آپ کی ولادت باسعادت بروز جمعہ ۷ رمضان سنہ ۱۰۳۴ھ کو ہوئی۔ آپ کی پیدائش سے قبل حضرت مجدد الفِ ثانی رح نے حضرت محمد معصوم رح سے فرمایا تھا۔ کہ آپ کے ہاں ایک لڑکا ہوگا جو باطنی کمالات میں میرا ہم پلہ ہوگا۔

آپ کی پیدائش پر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دونوں کانوں میں تکبیر پڑھی اور فرمایا کہ منصب قیومیت اسے بھی نصیب ہوگا۔ اسی لئے آپ کے نام کے ساتھ قیوم ثالث لکھا جاتا ہے۔ بچپن ہی سے انوار ولایت آپ کی پیشانی مبارک سے عیاں تھے۔ جو بھی دیکھتا بے اختیار کہہ اٹھتا کہ یہ اللہ کا پیارا دوست ہوگا۔

آپ نے ظاہری علوم میں بہت ترقی کی۔ آپ اپنے وقت کے ایک جید مفسر تھے۔ قرآن مجید کی آیات کے معانی اس

طرح بیان فرماتے جیسے ایک اتھاہ سمندر ہو۔ اور اس میں سے بیش بہا موتی نکالے جا رہے ہوں۔ اور ہر موتی ایک دُرِّ لاثانی ہو۔ یعنی علوم و حقائق و معارف آپ پر بکثرت منکشف ہوتے۔ اور آپ بیان فرماتے۔

۱۱ ربیع الاول ۱۰۷۹ھ کو حضرت حجۃ اللہؒ نے مسندِ ارشاد سنبھالا۔ آپ فرماتے ہیں کہ فجر کی نماز کے بعد مراقبہ میں جنابِ رسالت مآب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام انبیاء علیہم السلام اور فرشتوں کے ہمراہ تشریف لائے اور مجھے بیش بہا قیمتی خلعت عنایت فرمایا۔ اور اپنے دستِ مبارک سے ایک تاج میرے سر پر رکھا۔ جو یاقوت اور جواہرات سے مرصع تھا۔ بعد میں حضورؐ نے قیومیت کی مبارک باد دی۔ تمام ممالک سے لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت سے مشرف ہوتے۔

آپ کی پہلی شادی حضرت محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کی بھانجی سے ہوئی۔ اور دوسری آپ کے ایک مرید میر عبداللہ کی دختر عائشہ بیگم سے ہوئی۔

پہلی بیوی سے زیادہ اولاد ہوئی۔ دوسری سے صرف ایک
صاحبزادی پیدا ہوئی۔

کچھ عرصہ کے لئے آپ کے اور بھائیوں کے درمیان اختلافات
پیدا ہو گئے۔ مگر بعد میں آپ کے کمالات باطنی کو تسلیم کرتے ہوئے
بیعت سے مشرف ہو گئے۔ اور سب نے قیوم ثالث ہونے
کی تصدیق کی۔

حضرت محمد نقشبند حجۃ اللہؒ اپنے ایک مخلص کو تحریر فرماتے
ہیں۔ الحمد للہ کہ سرور کائنات رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
بے حد تاکید فرماتے ہیں کہ میں سفر حجاز اختیار کروں۔ اور یہ بھی
فرماتے ہیں کہ محمد نقشبند ہم تمہیں لینے کے لئے آتے ہیں۔
لہذا اس مبارک پیغام کو سنتے ہی آپ نے عرب کی پاک سرزمین
کے سفر کے لئے بڑے زوروں سے تیاری شروع کر دی۔

گھر کا تمام مال و اسباب فروخت کر دیا۔ اور جو بچا وہ فقراء
اور مساکین میں تقسیم کر دیا۔ سات ہزار آدمی آپ کے شریک سفر
تھے۔ جن میں بڑے بڑے علماء مشائخ آپ کے خلفاء اور

مرید بھی شامل تھے۔

حج کے لئے اورنگ زیب عالمگیر نے سات جہاز آپ کی نذر کیئے۔ اس سفر میں آپ کو بے حد مصائب کا سامنا کرنا پڑا۔ جنہیں آپ نے صبر اور مستقل مزاجی سے برداشت کیا۔ راستے میں کئی سو آدمی بیماری اور دوسری صعوبتوں کی وجہ سے اللہ کو پیارے ہو گئے۔ کئی ماہ کے اس سفر کے بعد آپ حرمین شریفین پہنچے۔

حضرت حجۃ اللہؒ فرماتے ہیں کہ مقامِ عرفات میں اللہ تعالےٰ کی طرف سے وہ وہ عنایات ہوئیں کہ بیان سے باہر ہیں۔ اور فرمایا کہ میں تمام موجودات کو اپنی طرف متوجہ پاتا ہوں۔ اور تمام کائنات مجھ سے فیض و نور حاصل کرتی ہے۔

آپ مکہ شریف سے مدینہ شریف گئے۔

آپ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بے پناہ محبت تھی۔ روضۂ مبارک پر پہنچتے ہی رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کمال لطف و کرم سے حضرت حجۃ اللہؒ کو عنایاتِ خاصہ

سے ممتاز فرمایا۔ اور خلعتِ ارشاد آپ کو پہنایا۔

وہاں ہزارہا آدمی آپ کے بیعت ہوئے اور باطنی فیوض حاصل کیئے۔ حضرت چند ماہ مدینہ منورہ میں تشریف فرما رہے پھر واپس ہندوستان تشریف لے آئے۔

چند شرپسند اشخاص نے حضرت مجدد الفِ ثانیؒ کے کلام کی مخالفت کی۔ مخالف علماء نے متفق ہو کر فتوے دیدیا کہ مکتوبات کا پڑھنا پڑھانا بند کر دیا جائے۔ یہ خلافِ شرع کلام ہے۔ جب اس فتنہ کی خبر بادشاہ تک پہنچی۔ بادشاہ کے حکم سے دونوں گروہوں کے علما کے درمیان مناظرہ ہوا۔ مجددی گروہ نے شریعت کے مطابق جوابات دیئے۔ مخالفوں کو اعتراض کی گنجائش نہ رہی۔ اور وہ مطمئن ہو گئے۔ مخالف گروہ نے مناظرے میں ہار مان لی۔ اس پر بادشاہ نے اسے سخت لعنت ملامت کی۔ اس طرح یہ فتنہ بہت جلد فرو ہو گیا۔ مخالفین نے حضرت مجدد الفِ ثانیؒ کے کلام اور کمالات کو تہ دل سے تسلیم کیا۔ آئندہ کے لیئے تائب ہو کر حضرت کے حلقۂ ارادت

میں داخل ہو گئے۔

ایک دفعہ اورنگ زیب عالمگیر کو دکن میں ایک مہم میں دشمن سے سخت مقابلہ کرنا پڑا۔ فتح یابی کی امید نہ رہی۔ روزانہ اس کے ہزارہا سپاہی تہ تیغ ہونے لگے۔ جب اسے اپنی شکست کے آثار نظر آنے لگے تو وہ دفع بلا کے لئے حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے اسے یہ تحریر عنایت فرمائی کہ آج سے ٹھیک تیسرے دن فتح تمہاری ہو گی۔ اور قلعہ کی چابیاں تمہارے ہاتھ میں ہوں گی۔ اور اللہ تعالےٰ کے کرم سے ایسا ہی ہوا۔ حضرت کی دعائے مبارکہ سے اورنگ زیب کو بے شمار فتوحات نصیب ہوئیں۔

آپ کی پوتی حضرت ابوالعلی کی صاحبزادی جب شدتِ مرض کے بعد وفات پا گئیں تو آپ کو بھی اطلاع دی گئی۔ مگر آپ نے فرمایا کہ وہ زندہ و سلامت ہے۔ حالانکہ اس کی وفات کو تین روز گزر چکے تھے۔ اس کی زبان باہر نکلی ہوئی تھی اور اس پر چیونٹیاں چمٹی ہوئی تھیں۔ لوگوں نے حضرت سے عرض کی کہ

اس کی تجہیز و تکفین کا حکم ہو۔ مگر آپ نے یہی فرمایا کہ انشاء اللہ وہ زندہ ہوگی۔ آپ نے اس کے قریب جاکر آواز دی اور وہ ایک دم اٹھ کر بیٹھ گئی۔

حضرت حج کے لئے دوبارہ تشریف لے گئے۔ اس مرتبہ کافی عرصہ مکہ شریف، مدینہ منورہ اور یمن میں گزارا اور تقریباً سال کے بعد سرہند شریف لوٹے۔

حضرت نے حیاتِ دنیا ہی میں اپنے پوتے اور حضرت ابوالعلی کے فرزند ارجمند حضرت قیوم رابع کو اپنا "قائم مقام" مقرر کر دیا۔ اور اپنے تمام خلفا اور مریدوں کو ان سے بیعت کا حکم فرمایا۔

کرامات

۱۔ ایک دفعہ سرہند شریف میں عرصے تک بارش نہ ہوئی تمام شہر والے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور آپ سے دعا کے لئے گزارش کی۔ آپ نے فرمایا کہ پچیس روز تک بارش نہ ہوگی۔ چھبیسویں دن ایسی موسلا دھار بارش

ہوئی کہ ہر طرف جل تھل ہوگیا۔

۲۔ آپ کے ایک عزیز کو کسی نے علم جادو سے تکلیف پہنچائی وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے توجہ فرمائی اور وہ جادو کے اثر سے ہمیشہ کے لئے محفوظ ہوگیا۔

۳۔ بے شمار مریض دعائے صحت کے لئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ اور اللہ تعالے کے فضل و کرم سے رو بصحت ہو کر لوٹتے۔

۴۔ ایک مرتبہ ایک صاحب خواجہ شریف بخاری کے ہاتھ پاؤں شل ہوگئے۔ مرض کی شدت سے ان کی زندگی موت کے منہ میں پہنچ چکی تھی۔ حضرت حجۃ اللہ حرمین شریف سے واپس تشریف لا چکے تھے۔ تمام آدمی آپ کے استقبال کے لئے حاضر ہوئے۔ حضرت نے خواجہ شریف بخاری کے متعلق دریافت فرمایا۔ کسی نے بتایا کہ وہ سخت بیمار ہیں۔ حضرت فوراً اٹھے اور فرمایا کہ پہلے اس کی بیمار پرسی کریں گے آپ اس کے گھر تشریف لے گئے۔ آپ کے دم قدم

کی برکت سے ان کی کایا پلٹ ہوگئی۔ جب حضرت وہاں سے رخصت ہوئے تو وہ آپ کو وداع کرنے کے لئے خود ایک منزل تک آیا۔

۵۔ ایک شخص الہ آباد جا رہا تھا۔ راستے میں ڈاکوؤں نے اس پر حملہ کر دیا۔ اس نے فوراً حضرت کی طرف توجہ کی۔ ڈاکو دوسرے لوگوں کو لوٹنے میں لگے رہے۔ اور وہ ان کی دست برد سے بالکل محفوظ رہا۔

۶۔ ایک دفعہ شہزادے کا مقابلہ ایک زبردست دشمن سے ہوگیا۔ جب اسے فتح کی امید نہ رہی تو اورنگ زیب آدھی رات کو حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور فتح کے لئے توجہ کی درخواست کی۔ دوسرے ہی دن شاہزادہ غالب آیا اور دشمن سامانِ جنگ چھوڑ کر بھاگ گیا۔

۷۔ ایک دفعہ ایک مرید کی لڑکی سخت بیمار ہوگئی۔ یہاں تک کہ زندگی کی آس نہ رہی۔ وہ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت نے اپنا لعاب دہن دیا۔ جس کے نگلتے ہی لڑکی

کو فوراً شفا ہوگئی۔

۸۔ ایک صاحب نے فرمایا کہ شروع شروع میں میرے دل میں خیال آیا کہ مرشد کو اس قدر کشف ضرور ہونا چاہیئے کہ مرید کے خطرات سے آگاہ ہو کر ان کا دفعیہ کرے۔ حضرت نے اسی وقت مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ اولیاء اللہ اللہ کے بندے ہوتے ہیں۔ انہیں علم غیب کا ہونا واجب نہیں۔ اگر ان سے کرامات صادر نہ ہوں تو اس سے ان کے کمال باطنی میں کمی واقع نہیں ہوتی۔

۹۔ حضرت حجۃ اللہؒ نے کابل جاتے ہوئے اپنے ہمراہیوں سے فرمایا کہ تین مرتبہ "اعوذ بکلمات اللہ المقامات من شر ما خلق" پڑھو۔ جب وہ منزل مقصود پر پہنچے تو وہاں سانپ اور بچھو لاتعداد پھر رہے تھے۔ لیکن ان کے کاٹنے سے کسی کو نہ ہی کوئی تکلیف پہنچی اور نہ ہی زہر نے اثر کیا۔

مکاشفات کے ارشادات

حضرت نے فرمایا کہ مجھے معلوم ہوا کہ جو تیرا دوست ہے

وہ عذابِ دوزخ سے محفوظ ہے۔ اور تیرے دوست بخشے ہوئے ہیں۔

فرمایا کہ سلوک باطنی بندگانِ خدا پر فرض ہے۔

فرمایا کہ مجھ سے منحرف لوگوں پر سخت مصیبت نازل ہوگی۔

فرمایا کہ حضرت مجدد الف ثانیؒ اور حضرت محمد معصوم عروۃ الوثقیٰ تمام اولیائے امت سے افضل ہیں۔

عادات

حضرت حجۃ اللہؒ سنت نبویؐ پر پوری طرح عامل تھے۔ اوّل سے آخر تک آپ کا یہی عمل رہا۔ رات کے تیسرے حصہ میں بیدار ہوتے۔ وضو فرما کر بارہ رکعت نماز تہجد ادا کرتے۔ تہجد کے بعد فارغ ہو کر سو جاتے۔ فجر کی نماز سفیدی نظر آنے پر باجماعت ادا فرماتے۔ پھر مراقبہ فرماتے۔ حلقہ میں بیٹھتے سورج نکلنے کے بعد چار رکعت نماز اشراق ادا کرتے۔ پھر ملاقاتیوں کی طرف توجہ باطنی فرماتے۔

آپ آٹھ رکعت نمازِ الضحٰی بھی ادا فرماتے۔ اس کے بعد اپنے گھر میں تشریف لے جاتے۔ بعض وظائف جن کا احادیث میں ذکر آیا ہے۔ پڑھتے۔ دوپہر کا کھانا اپنے گھر والوں کے ہمراہ کھاتے۔ ملاقاتیوں کے لیے الگ باورچی خانے میں کھانا تیار ہوتا۔ کھانے کے بعد قیلولہ فرماتے۔ بیدار ہونے پر چار رکعت فی الزوال پڑھتے۔ پھر ظہر کی نماز ادا کرتے۔ ظہر کے بعد قرآن مجید کی تلاوت کرتے۔ ساتھ ہی ساتھ تفسیر بیان فرماتے عصر کی نماز کے بعد فقہ، حدیث اور مکتوبات حضرت مجدد الف ثانیؒ کا درس دیتے۔ پھر مغرب کی نماز کے بعد چھ رکعت نماز اوابین ادا کرتے۔ وظائف پڑھتے۔ اور ملنے والوں کو باطنی توجہ سے نوازتے۔ پھر عشا کی نماز ادا فرماتے۔ سنت اور وتر کے درمیان چار رکعت نماز قیام اللیل پڑھتے۔ فارغ ہو کر گھر تشریف لے جاتے۔ اور کھانا وغیرہ تناول فرماتے۔ اور آرام فرماتے جمعہ کی نماز اوّل وقت میں پڑھتے۔

حضرت لوگوں کی تواضع بہت زیادہ فرماتے۔ لوگوں کی بیمار پرسی

کے لئے ضرور جاتے۔ غریبوں اور مسکینوں کی دلجوئی فرماتے۔ آپ امیر و غریب سے ایک ہی جیسا سلوک فرماتے۔ اس میں کوئی امتیاز نہ برتتے۔

حضرت قیوم ثالثؒ یوں تو ہر وقت بیمار رہتے۔ مگر پاؤں کا درد شدید اور مستقل ہو چکا تھا۔ کوئی علاج کارگر نہ ہوتا۔ آپ کی عمر ۸۰ سال سے تجاوز کر چکی تھی۔ ایک دن آپ نے فرمایا کہ اب وقت اخیر ہے۔

حضرت کو بے ہوشی کے دورے پڑنے لگے۔

۲۸ محرم جمعرات کے روز حالت نازک ہو گئی۔ جمعہ کی رات تھی۔ عشا کی نماز ادا فرمائی۔ فارغ ہو کر دعائیں پڑھیں۔ رات کے تیسرے حصہ میں تہجد کے نفل پڑھے۔ فارغ ہوئے اور آرام کے لئے لیٹ گئے۔ چہرہ مبارک کعبہ کی طرف تھا۔ تین مرتبہ کلمۂ شہادت پڑھا اور واصل حق ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

آپ کو حضرت محمد معصوم عروۃ الوثقیٰ رح کے روضہ مبارک سے

شمالی کی طرف فتح باغ کے قریب دفن کیا گیا۔ آپ کے مرقد مبارک پر نہایت عالیشان اور خوبصورت اور منقش روضہ تعمیر کیا گیا۔ اس کا گنبد بہت اونچا رکھا گیا۔ اس کے چاروں کونوں پر ایک ایک برج بنایا گیا۔

مروج الشریعت خواجہ محمد عبید اللہ

آپ حضرت عروۃ الوثقیٰ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کے تیسرے فرزند ہیں۔ ۱۲ شعبان ۱۰۳۴ھ کو دنیا میں تشریف لائے۔ آپ کی پیدائش پر آپ کے والد بزرگوار قیوم ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو فرشتوں، ارواح مبارک انبیاء علیہم السلام حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیت میں آپ کے گھر مبارکباد دینے کے لئے تشریف لائے۔ حضرت قیوم ثانیؒ کو آپ سے اس طرح محبت تھی۔ جس طرح کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کو حضرت یوسف علیہ السلام سے تھی۔ ہمیشہ اپنی نظروں کے سامنے رکھتے۔

آپ مسندِ ارشاد پر ۱۰۷۹ھ کو جلوہ افروز ہوئے۔ بڑے بڑے علماء اور مشائخ کو آپ کے حلقہ میں زانوئے ادب تہ کرنے کا فخر حاصل ہوا۔ آپ ہی حضرت قیوم ثانیؒ کے نائب اور قائم مقام ہوئے۔ اس لئے آپ کے روضۂ مبارک پر ہمہ وقت رونق رہتی۔ حضرت شیخ سعدالدینؒ فرماتے ہیں کہ ایک رات میں نے حضرت مجدد الف ثانیؒ کو خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں کہ محمد عبید اللہؒ اللہ کے نزدیک میری طرح ہیں۔ جو میرے خاص کمالات حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اسے چاہیئے کہ محمد عبید اللہ کی طرف رجوع کرے۔

آپ نے ایک دفعہ حج کا ارادہ فرمایا۔ مریدوں اور عقیدت مندوں نے سفر کے لئے ہزاروں روپے نذر کے طور پر پیش کئے۔ مگر کچھ دن بعد ارادہ بدل گیا۔ چونکہ وہ روپیہ صرف حج کی نیّت سے جمع کیا گیا تھا۔ اس لئے اپنے لئے خرچ کرنا نہ چاہا۔ بہتر مصرف یہی سمجھا کہ اس سے مسجد بنا دی جائے۔ لہذا ایک عالی شان مسجد اور حوض بنوا دیا۔

آپ کو تپ دق کی شکایت تھی۔ ایک دفعہ مرض کا زبردست حملہ ہوا۔ بادشاہ تک اطلاع پہنچی۔ بادشاہ نے عرض کیا کہ آپ شاہ جہان آباد تشریف لے آئیں۔ آخر والدہ ماجدہ کے اصرار پر شاہ جہان آباد تشریف لے گئے۔ بادشاہ نے آپ کی تشریف آوری پر شاہزادہ معظم بہادر شاہ کو مع اراکین سلطنت استقبال کے لئے بھیجا۔ آپ قلعہ خاص کے ایک محل میں فروکش ہوئے۔

کرامت

۱۔ حضرت کے ایک مرید کو جنگل میں ایک نہایت ہی خوفناک اور عظیم الجثہ اژدہا کا سامنا ہوا۔ جس نے اسے نگلنا چاہا مرید نے حضرت مروج الشریعت کی طرف توجہ کی۔ آپ نے وہاں ظاہر ہو کر اس اژدہا کو ہلاک کر ڈالا۔

۲۔ کابل کا ایک حاکم بادشاہ کے عتاب میں آگیا۔ اسے ڈر تھا کہ بادشاہ کہیں اسے جان سے نہ مروا ڈالے۔ حضرت

کی دعا سے نہ صرف اس کی جان بچ گئی ۔ بلکہ بادشاہ نے اسے
انعام واکرام سے بھی نوازا ۔

۳۔ ایک مست ہاتھی جس نے لوگوں کو سراسیمہ کر رکھا تھا۔ آپ
کو دیکھتے ہی جنگل کی طرف بھاگ گیا ۔ اور خلقِ خدا کو اس سے
نجات مل گئی ۔

۴۔ آپ کی دعا مبارکہ سے کئی قریب المرگ مریض صحت یاب
ہوئے ۔

۵۔ ایک کوڑھی کو اپنے وضو کا بچا ہوا پانی پینے کو دیا اور
اسے فوراً شفا ہو گئی ۔

خصائص

اللہ تعالےٰ نے حضرت کو اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی خاص خدمت سپرد کی ۔ تمام امت کے احوال کا آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کرنا آپ کے سپرد ہوا ۔
پروردگار نے حضرت کو مروج الشریعت کا خطاب دیا ۔

حضرت محمد معصومؒ کو حضرت خواجہ محمد عبید اللہؒ مروج الشریعت کے ساتھ اپنے تمام فرزندوں کی بہ نسبت زیادہ محبت تھی۔ یہانتک کہ آپ کو ایک دم کے لیئے جدا نہیں رہنے دیتے تھے۔

حضرت قیوم ثانیؒ نے فرمایا کہ مجھے حضرت مجدد الف ثانیؒ نے فرمایا تھا کہ تمہارے فرزند میری طرح ہوں گے۔ اُن سے مراد محمد نقشبند اور محمد عبید اللہ ہیں۔

حضرت قیوم ثانیؒ نے آپ سے فرمایا۔ تم ہر پہلو سے میرے برابر ہو۔

ایک روز آپ حضرت قیوم ثانیؒ کی خدمت میں بیٹھے تھے کہ آپ کے چہرے کا رنگ بدل گیا۔ چنانچہ دو تین دفعہ ایسا ہی ہوا۔ اس بارے میں عرض کی گئی تو آپ نے فرمایا کہ میری پیٹھ میں کوئی کانٹا سا چبھتا معلوم ہوتا ہے۔ جب کرتہ ہٹا کر دیکھا گیا تو ایک بچھو آپ کی کمر پر کئی جگہ ڈنگ مار چکے تھے۔

ایک دفعہ ایک شخص آپ سے بدکلامی کرنے لگا۔ یہانتک کہ اس کے منہ سے جھاگ جاری ہو گیا۔ لیکن آپ کے ماتھے پر

بل تک نہ پڑا۔ لوگوں نے اس شخص کو ڈانٹ ڈپٹ کرنا چاہی تو حضرت نے منع فرمایا۔ آپ کہیں سے پچاس روپے لائے اور اس شخص کو محبت آمیز انداز میں دینے کے لئے آگے بڑھے لیکن اس نے غصے کے مارے منہ پھیر لیا۔ اور نفل پڑھنے میں مصروف ہو گیا۔ یہاں تک کہ کئی گھنٹے گزر گئے۔ حضرت اسی طرح منتظر کھڑے رہے۔ آخر آپ نے نرمی سے اسے فرمایا کہ اب تو غصہ تھوک دو۔ اور یہ لو روپے۔ بادام کھانا۔ دماغ کی خشکی دور ہو جائے گی۔ جب اس شخص کا غصہ رفع ہوا تو اسے رخصت کیا۔

آپ عرصے سے تپ دق کے مریض چلے آرہے تھے۔ ملک کے بڑے بڑے اطباء نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر علاج کیا مگر کسی کے علاج سے افاقہ نہ ہوا۔ آپ کو یقین ہو چکا تھا کہ یہ مرض الموت ہے۔ تاہم علاج جاری رہا۔ ہندوستان کے بادشاہ نے بھی اس سلسلے میں جہاں تک ہو سکا خدمت سرانجام دی۔ مگر آپ تمام سلسلہ اپنے بھائی حضرت محمد نقشبندؒ کے حوالے کر کے

دنیا سے رخصتِ سفر باندھ چکے تھے۔

حضرت مروج الشریعت کا وصال ۱۹ ربیع الاوّل ۱۰۸۳ھ جمعہ کے روز عین اشراق کی نماز میں ہوا۔

آپ کو حضرت عروۃ الوثقیٰ محمد معصوم کے گنبد کے اندر مشرق کی طرف دفن کیا۔

آپ کی عمر چوالیس سال تھی۔ آپ کی اولاد میں پانچ صاحبزادے اور تین صاحبزادیاں تھیں۔ عبدالرحمٰن، عبدالرحیم جو لڑکپن ہی میں فوت ہو گئے۔ حضرت شیخ محمد ہادی۔ حضرت خواجہ محمد پارسا اور شیخ محمد سالم باقی تھے۔

حضرت محمد اشرفؒ

آپ حضرت عروۃ الوثقیٰ کے چوتھے فرزند تھے ۱۰۴۸ھ میں تولد ہوئے۔ آپ نے اپنے والد بزرگوار سے باطنی توجہ حاصل کی۔ آپ نے علوم معقول و منقول۔ فروع و اصول۔ فقہ، کلام تفسیر، حدیث پورے طور پر حاصل کیے۔ اور ان علوم کی کتب

میں سے تقریباً ہر ایک پر شرح اور حاشیئے تحریر فرمائے۔

ایک مرتبہ کسی شخص کی لڑکی سخت بیمار ہو گئی۔ یہاں تک کہ قریب المرگ ہو گئی۔ وہ شخص لڑکی کو آپ کی خدمت میں لے آیا آپ نے پڑھ کر دم کیا۔ لڑکی فی الفور صحت یاب ہو گئی۔ گویا بیماری کا نام ونشان تک نہ تھا۔ لاتعداد انسانوں نے آپ کی ذات مبارکہ سے فائدہ حاصل کیا۔ سنتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور طریقہ مجددیہ کی سختی سے پابندی رکھتے۔ بہت سی کرامات آپ سے ظاہر ہوئیں۔

آپ ۲۷ صفر ۱۱۱۷ھ کو اس جہان فانی سے رحلت فرما گئے اور حضرت قیوم ثانی رحمتہ اللہ علیہ کے مرقد کے مغرب کی طرف دفن کئے گئے۔ آپ کی اولاد میں چار صاحب زادے اور تین صاحب زادیاں تھیں۔

حضرت شیخ سیف الدینؒ

آپ عروۃ الوثقیٰؒ کے پانچویں فرزند تھے۔ آپ ۱۰۵۵ھ میں

میں پیدا ہوئے۔ حضرت امام معصومؒ کی معرفت آپ حضرت مجد الف ثانیؒ کے تمام کمالات اور خصائص کی خوش خبری دی گئی آپ پر حضرت بے حد شفقت فرماتے تھے۔ آپ کو رقص وسرود سے سخت نفرت تھی۔ آپ ان تمام چیزوں کا ہندوستان میں قلع قمع کرنے پر ہمیشہ کمربستہ رہے۔ یہاں تک کہ ان بدعتوں کا کچھ عرصہ کے لئے نام ونشان تک مٹا ڈالا۔ بڑے بڑے امراء اور رؤسا اس قسم کی محفلیں منعقد کراتے ہوئے ڈرتے تھے۔ کہ کہیں آپ کو خبر نہ ہو جائے۔

آپ کا رعب اور شان وشوکت اس قدر نمایاں تھی کہ بادشاہ اور امرا دست بستہ کھڑے رہتے تھے۔ ایک دفعہ ایک شخص نے پختہ ارادہ کیا کہ آپ کی خدمت میں کبھی حاضر نہیں ہوں گا۔ کیونکہ وہ تکبّر کرتے ہیں۔ اسی رات اس نے خواب میں دیکھا کہ ایک سپاہی اسے لاٹھیوں سے پیٹ رہا ہے۔ خواب سے بیدار ہونے کے بعد تائب ہوا اور آپ کے نیاز مندوں میں شامل ہوگیا۔

...خ کو جذبہ بہت حاصل تھا۔ آپ کی توجہ سے لوگ ... ہو جاتے تھے۔ ہزارہا لوگوں نے آپ سے فیض حاصل کیا آپ سے لاتعداد کرامات صادر ہوئی ہیں۔

۱۰۹۵ھ میں انتقال فرمایا۔

آپ کا مزار حضرت مجدد الفِ ثانیؒ کے روضہ مبارک سے جنوب کی طرف ہے۔ آپ کے مزار پر نہایت عالی شان گنبد بنا ہوا ہے۔ آپ کی اولاد آٹھ صاحبزادے اور چھ صاحبزادیاں تھیں۔

حضرت شیخ محمد صدیقؒ

آپ حضرت عروۃ الوثقےؒ کے چھٹے فرزند ہیں۔ آپ ۱۰۵۰ھ میں اس دنیا میں تشریف لائے۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ کے تمام خصائص و کمالات کی خوش خبری آپ کو دی گئی۔ جب آپ حضرت قیوم ثانیؒ کے وصال کے بعد حج کو تشریف لے گئے تو وہاں لاتعداد لوگوں نے آپ سے بیعت کی۔ واپس آکر شاہجہان آباد میں سکونت پذیر ہوئے۔ بے شمار مریدوں نے آپ سے خلافت

پائی۔ آخری عمر میں آپ کے ارشاد کی یہ کیفیت تھی کہ ہر روز صبح و شام ہزارہا آدمی آپ کے حلقہ میں حاضر رہتے۔

سید عبدالباسط جو حضرت غوث الاعظمؒ کی اولاد میں سے تھے محض خواب میں حضرت شیخ محمد صدیقؒ کی نورانی شکل دیکھکر شاہ جہان آباد آئے اور آپ کے مرید ہوئے۔

حضرت شیخ علم، حلم، فضل، تقوےٰ، خُلق اور کسر نفسی سے موصوف تھے۔ آپ مادرزاد ولی تھے۔ آپ سنہ ۱۱۳۰ھ میں انتقال فرما گئے۔ نعش مبارک سرہند شریف لائی گئی۔ حضرت قیوم ثانیؒ کے روضہ مبارک کے شمال کی طرف دفن کئے گئے۔ آپ کے مزار شریف پر عالی شان گنبد بنایا گیا ہے۔ آپ کی اولاد میں دو صاحبزادے اور دو صاحبزادیاں تھیں۔

حضرت امام معصومؒ کی صاحب زادیوں میں حضرت امۃ اللہ علم و حقائق اور معرفت کا خزینہ تھیں۔ دوسری عائشہ صاحبہ شاہ لطف اللہ سے بیاہی گئیں۔ تیسری عاقلہ شیخ سعدالدین کی منسوبہ تھیں۔ چوتھی عارفہ پانچویں صفیہ حاجی فضل اللہ سے

یکے بعد دیگرے بیاہی گئیں۔

پانچویں صفیہؓ نے علمِ ظاہری و باطنی میں اپنے والد بزرگوار سے استفادہ کیا۔ اور خواتین میں تبلیغ اسلام کی خدمت میں نمایاں حصّہ لیا۔

حضرت امام ربانی قیوم ثانی محمد معصومؒ کے خلفاء کی تعداد سات ہزار تک پہنچتی ہے۔ ان کے علاوہ نو لاکھ آدمیوں نے حضرت کے دستِ مبارک پر بیعت کی۔ ایک ہفتہ حضرت کی خدمت میں بیٹھنے سے تمام سلوک باطنی اور کمالات ولایت حاصل ہو جاتے۔

حضرت خواجہ محمد فرخؒ

آپ حضرت مجدد الف ثانیؒ کے چوتھے فرزند ہیں۔ آپ صرف گیارہ سال کے تھے۔ جب اللہ کو پیارے ہو گئے۔ چھوٹی سی عمر میں آپ سے عجیب و غریب باطنی کمالات اور کشف و کرامات کا اظہار ہوا۔ حضرت قیوم اولؒ نے اپنے ایک مکتوب شریف میں تحریر فرمایا ہے۔ کہ محمد فرخ کی بابت کیا لکھوں۔ گیارہ سال کی عمر میں طالب علم ہوا۔ ہمیشہ آخرت کے عذاب سے ڈرتا رہتا۔ اور یہی دعا کرتا رہتا کہ کسی طرح دنیا سے لڑکپن ہی میں اٹھ جاؤں۔ کہ آخرت کے عذاب سے بچ جاؤں۔ قریب الرگ آپ سے عجیب و غریب مشاہدہ ہوا جو بیان سے

باہر ہے۔

حضرت محمد عیسیٰؒ

آپ حضرت مجدد الف ثانیؒ کے پانچویں فرزند ہیں۔ آٹھ سال کی عمر میں اس دارِ فانی سے رخصت ہو گئے۔ جب آپ کی پیدائش ہوئی تو حضرت عیسٰے علیہ السلام نے خواب میں حضرت مجدد الف ثانیؒ سے فرمایا کہ اس بیٹے کا نام میرے نام پر رکھنا۔ لہذا ایسا ہی کیا گیا۔ چھوٹی ہی عمر میں باطنی احوال میں بہت اونچے درجے پر پہنچ چکے تھے۔ حضرت قیوم اولؒ فرماتے تھے کہ جو کرامات آٹھ سال کی عمر میں محمد عیسٰےؒ سے ظاہر ہوئیں۔ ان کی نسبت فقط اتنا لکھنا کافی ہوگا۔ کہ وہ جواہر نفیسہ تھے۔ ان دونوں مخدوم زادوں کے کشف کی یہ کیفیت تھی کہ جو لوگ سفر کو جاتے آپ روانگی کے وقت انہیں آئندہ کے حالات بتا دیا کرتے۔ مسجد میں دوزخیوں اور بہشتیوں کی جوتیاں پہچان لیتے۔

خواجہ محمد اشرفؒ

یہ آپ کے چھٹے فرزند تھے۔ دو سال کی عمر میں وفات پائی شیر خوارگی ہی میں کئی عجیب و غریب باتیں آپ سے ظاہر ہوئیں۔

حضرت شیخ محمد یحییٰ علیہ الرحمۃ

آپ حضرت مجدد الفِ ثانیؒ کے ساتویں فرزند تھے۔ آپ ۱۰۲۴ھ میں پیدا ہوئے۔ حضرت قیوم اوّل امام ربانیؒ اپنے اس بیٹے پر بہت ہی شفقت فرماتے اور ہمیشہ یہ فرماتے کہ اس کی استعداد بہت بلند ہے۔ آپ نو ہی سال کے تھے کہ حضرت مجدد الفِ ثانیؒ اس دنیائے فانی سے رحلت فرما گئے۔ لہذا انہوں نے سلوکِ باطنی حضرت قیوم ثانیؒ سے مکمل کیا۔ بہت سے ظاہری علوم بھی حاصل کئے۔

آپ نے ایک عالی شان مسجد تعمیر کرائی۔ جو حضرت مجدد الف ثانیؒ کے روضہ مبارک سے شمال کی طرف ہے۔ اس

مسجد کے تین گنبد اور دو چھوٹے مینار ہیں۔

آپ نے شادی حضرت خواجہ باقی باللہ قدس اللہ سرہ العزیز کے فرزند خواجہ عبید اللہ کی صاحب زادی سے کی۔

آپ نے ۲۷ جمادی الثانی ۱۰۹۶ھ کو رحلت فرمائی۔ حضرت مجدد الفِ ثانیؒ کے قبہ شریف کے مغرب کی طرف مدفون ہوئے آپ کے مرقد پر ایک عالیشان گنبد بنایا گیا۔ آپ کی اولاد میں سے تین صاحبزادے اور ایک صاحبزادی تھیں۔

حضرت مجدد الفِ ثانیؒ کی تین صاحبزادیاں (۱) رقیہؒ حالتِ شیر خوارگی میں فوت ہو گئیں۔ (۲) ام کلثوم چودہ سال کی عمر میں اس دنیا سے رخصت ہو گئیں۔ (۳) خدیجہ زمان تھیں۔ آپ نے سلوکِ باطنی اپنے والد بزرگوار حضرت قیوم اوّلؒ سے حاصل کیا۔ آپ بے حد نیک بی بی تھیں۔ آپ نے ولایت و کمالات کے انتہائی درجہ کے حاصل ہونے کی خوشخبری دی۔ آپ حضرت کے بھتیجے عبدالقادر سے بیاہی گئیں۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ کو اللہ تعالےٰ نے یہ شرف خاص

عنایت فرمایا ہے۔ کہ حضرت کی اولاد تمام دنیا سے علم، فضل، بزرگی شریعت و طریقت، معرفت میں سبقت حاصل کئے ہوئے ہے حضرت کی اولاد میں ہر فرد ولی اللہ ہوا ہے۔ ان کی خدمت کو دونوں جہاں میں کامیابی ہے۔ ان کی دعا مقبول درگاہِ الٰہی ہے۔ ہندوستان میں اسلام کو فروغ حضرت اور حضرت کی اولاد کی کوششوں سے فروغ حاصل ہوا۔

خلفا

حضرت مجدد الف ثانیؒ کے خلفا کی تعداد بہت کثیر ہے۔ اگر ان سب کے حالات جمع کئے جائیں تو کئی ضخیم کتابیں تیار ہو جائیں۔ مشہور خلفا کے حالات مختصراً درج ذیل ہیں۔

میر محمد نعمان بدخشیؒ

آپ کا وطن بدخشاں ہے۔ آپ سیّد بزرگ تھے۔ بدخشاں کے مشہور و معروف مشائخ میں ان کا شمار ہوتا تھا۔ آپ پہلے حضرت خواجہ باقی باللہ سرہٗ العزیز کے مرید ہوئے۔ حضرت خواجہؒ آپ پر خاص مہربان تھے۔ بعد میں حضرت مجدد الف ثانیؒ

کے مرید ہو گئے ۔ حضرت مجددؒ کی نظرِ عنایت سے کمالات کے مدارج حاصل کئے ۔ آپ صاحبِ کرامت بزرگ تھے ۔

آپ کا مزار اکبر آباد میں عام و خاص کی زیارت گاہ ہے ۔

خواجہ ہاشم علیہ الرحمۃ

خواجہ ہاشم حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے معروف خلفا میں سے تھے ۔ آپ حضرت کے محرم اسرار تھے ۔ سلوک کو کمالات کے انتہائی درجہ تک پہنچایا ۔ حضرت آپ پر بے حد مہربان تھے ۔ آپ شاعر بھی تھے ۔ لیکن آپ کے تمام اشعار مرشد کی تعریف میں ہوتے ۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ کے مکتوبات کی تیسری جلد خواجہ ہاشمؒ نے مرتب کی ہے ۔ آپ بھی صاحب کمالات ہوئے ہیں ۔ آپ کا مزار شریف برہان پور میں ہے ۔

شیخ طاہر لاہوری

آپ حضرت کے بڑے خلفا میں سے ہوتے ہیں ۔ آپ

صاحب ریاضت و مجاہدہ تھے۔ حالاتِ باطنی بہت بلند تھے
قرآن مجید کے حافظ تھے۔

ایک صبح حضرت مجدد الفِ ثانیؒ نے فرمایا کہ ہم نے اپنے
دوستوں میں ایک کی پیشانی پر لفظ "شقی" لکھا دیکھا ہے۔ تمام
اصحاب سہم گئے۔ کچھ عرصہ بعد شیخ طاہر لاہوری پر بدبختی کے
آثار ظاہر ہوئے۔ آپ نے ہندوؤں کی طرح "تلک" لگانا اور زنّار
پہننا شروع کر دیا۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ نے بارگاہ الٰہی میں نہایت
خشوع و خضوع سے دعا کی۔ کہ پروردگار مجھے لوح محفوظ کا تصرف
عنایت کر۔ حضرت نے لوح محفوظ سے لفظ "شقی" مٹا کر "سعید"
لکھ دیا۔ لہذا شیخ صاحب حضرت کی توجہ خاص سے صاحب
معارف ہو گئے۔

حضرت نے آپ کو نقشبندیہ، قادریہ، اور چشتیہ سلسلوں کی اجازت
عنایت کر کے لاہور بھیجا۔ آپ ہر سال درویشوں سمیت لاہور سے
پا پیادہ حضرت کی خدمت میں سرہند شریف حاضر ہوتے۔ آپ
کسی سے نیاز یا فتوح نہ لیتے۔ حلال کی روزی کما کر کھاتے۔

اہل جہاں سے دور رہتے۔ کسی سے راہ و رسم پیدا نہ کرتے۔ ان کا مزار بھی لاہور ہی میں ہے۔

شیخ بدیع الدین شہبازپوری رح

آپ بھی حضرت قیوم اول مجدد الف ثانی رح کے بڑے خلفاء میں سے ہیں۔ شروع شروع میں حضرت سے صرف علم ظاہری پڑھا۔ بزرگوں کے معتقد نہ تھے۔ بلکہ نماز کی پابندی بھی کم کرتے حضرت نے آپ کے دل پر توجہ فرمائی۔ اور سلوک باطنی شروع کیا۔ اللہ تعالےٰ کا فضل شامل حال ہوا۔ اور حضرت نے خلافت دے کر فوج میں بھیجا۔ قرآن مجید کے حافظ تھے۔ خود فرماتے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا ہے کہ تو اللہ تعالےٰ کا چراغ ہے۔ آپ عبادت بہت کرتے۔ آپ کا مزار شریف سہارنپور میں ہے۔

شیخ نور محمد رح

آپ ظاہری اور باطنی علوم کے جامع تھے۔ آپ کو خلافت

دے کر شہر بلند میں بھیجا۔ حضرت آپ کے بارے میں فرماتے
کہ شیخ نور محمد بڑے اولیا میں سے ہیں۔

شیخ حمید بنگالیؒ

آپ حضرت مجدد الف ثانیؒ کے عظام خلفا میں سے ہیں
آپ مرید ہونے سے پہلے وحدت وجود اور اولیا اللہ کے
منکر تھے۔ حضرت نے توجہ خاص فرمائی۔ بعد ازاں خلافت بخشی
حضرت نے رخصت کرتے ہوئے اپنی پاپوش مبارک دی۔ جو
آج تک منگل کوٹ میں موجود ہے۔ مریض پاپوش مبارک دھو
کر پیتے ہیں۔ اور صحت کلی پاتے ہیں۔ آپ شریعت اور طریقت
کے سخت پابند تھے۔ مزار شریف منگل کوٹ میں ہے۔

شیخ مزملؒ

آپ حضرت مجدد الف ثانیؒ کے پہلے خلیفہ تھے۔ آپ
نے حضرت کی خدمت دل و جان سے کی۔ آپ بڑے متقی اور

پرہیزگار تھے۔ اتفاقاً ایک پہاڑ پر سے پاؤں پھسلا۔ تو غار میں گر پڑے اور راہی ملک بقا ہو گئے۔

شیخ طاہر بدخشیؒ

آپ نے شہر اٹک کے مطابق باطنی سلوک حاصل کیا۔ اور خلافت پائی۔ آپ کو خلوت میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صورت مبارک دکھائی دیتی تھی۔ آپ کو خلافت دے کر جونپور کی طرف بھیجا گیا۔ مگر قدرت خدا کی بہت کم لوگ بیعت ہوئے۔ سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بڑے پابند تھے

مولانا یوسف سمرقندیؒ

آپ حضرت کے ان یاروں میں سے تھے جنہیں حضرت خواجہ باقی باللہؒ نے حضرت کے سپرد کیا۔ آپ حضرت کے ہمراہ سرہند شریف آ گئے۔ آپ کے بارے میں حضرت خواجہ قدس سرہٗ نے سفارش کی تھی۔ کہ ان کا کام ضرور سرانجام ہو۔

ابھی سلوک کی ابتدائی منزلیں طے کر رہے تھے کہ وصال ہو گیا۔
عین نزع کی حالت میں حضرت تشریف لے گئے۔ حضرت
سے کہنے لگے کہ میرا کام سر انجام نہیں ہوا۔ حضرت نے توجہ
فرمائی اور آپ کا کام انجام تک پہنچ گیا۔

مولانا احمد برکیؒ

آپ کو حضرت سے ایک ہفتے میں خلافت ملی۔ حضرت آپ
کی بہت تعریف فرماتے۔ یہاں تک کہ ولایت کی قطبیت عنایت
فرمائی۔ آپ شریعت کے بڑے پابند تھے۔ آپ کی وجہ سے تمام
علاقہ خراسان میں دینِ اسلام کو فروغ حاصل ہوا۔ سنہ ۱۰۲۶ھ میں آپ
نے انتقال فرمایا۔

مولانا صالحؒ

آپ حضرت مجدد الف ثانی کے خاص ساتھیوں میں سے تھے
حضرت سے باطنی سلوک حاصل کیا۔ اور خلافت پائی۔ آپ فرماتے

ہیں کہ میں اکثر فقرا کے پیچھے پھرا کرتا تھا کہ کوئی اللہ کا بندہ مل جائے جس سے عاقبت سنور جائے۔ جب حضرت کو دیکھا بے اختیار ہو گیا۔ حضرت کی زیارت ہوتے ہی ایک لگاؤ پیدا ہو گیا حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ مگر کوئی لطف نہ آیا۔ ایک رات حضرت کے وضو کا بچا ہوا پانی پیا۔ اس کے پیتے ہی باطن روشن ہو گیا۔ آپ نے حضرت کے بارے میں ایک کتاب بھی لکھی ہے۔

مولانا یار محمدؒ

آپ بدخشان کے علاقے سے تشریف لائے تھے۔ سلوک باطنی حضرت سے حاصل کیا۔ اور خلافت پائی۔ آپ مراقبہ بہت کرتے تھے۔ اللہ تعالےٰ نے انہیں حسن ظاہری کی نعمت عطا کی تھی۔ آپ حسن میں لاثانی تھے۔ فرماتے تھے کہ میں اپنے حسن کے لیئے اللہ تعالےٰ کا شکر گزار ہوں۔ جو شخص آپ کو دیکھتا درود شریف پڑھنے لگتا۔ حج کو گئے عرفات میں جو ہودج حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیئے

لایا جاتا ہے۔ اس میں انہیں حضورؐ کا جمال مبارک نظر آیا۔
آپ بے ہوش ہو گئے۔ جب ہوش آیا تو رقص کرنے
لگے۔ لوگ دیکھ کر حیران رہ گئے اہل عرب کہہ رہے تھے
کہ عجمی مجنوں ہو گیا ہے۔

مولانا یہ شعر پڑھ رہے تھے ؎

گر ایں لیلٰے از خیمہ بیروں شود بسا کوہ و صحرا کہ مجنوں شود

مولانا عبدالواحد لاہوریؒ

آپ عبادت کثرت اور نہایت ذوق و شوق سے کرتے
تھے۔ یہاں تک کہ جب کوئی یہ کہتا کہ جنت میں نماز نہ ہوگی تو آپ
رو پڑتے۔ حضرت کی فرمائش پر بخارا چلے گئے۔ ایک مسجد
میں اترے کسی نے وہاں قیام نہ کرنے دیا۔ حضرت بہاؤالدین
نقشبندؒ نے وہاں کے قاضی کو خواب میں حکم فرمایا کہ انہیں کچھ
نہ کہا جائے۔ اس سے وہاں آپ کی عزت و توقیر بہت
بڑھ گئی۔ اور لوگ جوق در جوق مرید ہونے لگے۔

مولانا امان اللہؒ

حضرت سے خلافت پائی۔ سر اور پاؤں سے ننگے جسم پر ٹاٹ لپیٹ کر بیت اللہ شریف کو گئے۔ مدینہ شریف سے ہوتے ہوئے شام گئے۔ اور وہیں انتقال فرمایا۔

حضرت خواجہ عبداللہؒ و خواجہ عبیداللہؒ

دونوں حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ العزیز کے فرزند تھے۔ حضرت خواجہ دونوں صاحبزادوں کو حضرت مجدد الف ثانیؒ کی خدمتِ اقدس میں لائے اور فرمایا کہ توجہ فرمائیں۔ حضرت بڑی عزت سے پیش آئے۔ دونوں پر اپنی نسبتِ خاص کا القا فرمایا۔

شیخ آدم بنوریؒ

شیخ صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت مجدد الف ثانیؒ کے

خلفا میں سے ہیں۔ شروع میں حاجی خضر افغان کے مرید
حاجی صاحب نے ایک دفعہ فرمایا کہ میرے پاس جو کچھ تھا
دے چکا۔ پھر حضرت مجدد الفِ ثانیؒ کی خدمت اقدس
آئے۔ حضرت مجدد الف ثانی نے ان کے حالات سن کر
کہ یہ شروع شروع کی باتیں ہیں۔ پھر توجہ فرمائی۔ چند ماہ
خلافت سے سرفراز فرمایا۔ اور رخصت کی اجازت دی۔
لوگوں کو ہدایت پر طبیعت مائل نہ ہوئی۔ جب حضرت کو
ہوا تو اس کی تاکید فرمائی۔

شیخ صاحب اپنی کتاب نکات الاسرار میں تحریر فرما
ہیں کہ حضرت مجدد الف ثانیؒ کی خدمت میں جن کی ایک
ہمارے ہزار رسالہ سلوک سے بہتر ہے۔ جب میں کمال
کے انتہائی مقامات پہ پہنچا تو حضرت نے فرمایا کہ تم
کا بہت بہت شکر واجب ہے کہ تمہیں یہ کمالات نصیب
میں نے عرض کی جو کچھ بھی حاصل ہوا ہے سب آپ
طفیل ہے۔ یہ بھی تحریر فرمایا کہ اکثر دوستوں نے حضرت

وصال کے بعد آپ کو اپنے ساتھ نماز با جماعت ادا کرتے ہوئے دیکھا۔ میں حضرت کے وصال کے بعد دو سال تک آپ کے مزار مبارک سے فیض حاصل کرتا رہا۔ جیسے کہ زندگی میں حضرت سے فیض حاصل کرتا تھا۔ آپ کے لاکھوں مرید تھے۔ ہر مرید سے یکساں التفات فرماتے۔ آپ کی خانقاہ شریف میں باورچی باوضو کھانا پکاتے۔ اور تقسیم کرتے۔ حج سے فارغ ہو کر جب آپ مدینہ شریف پہنچے۔ تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی شفقت فرمائی۔ شیخ صاحب مدینہ شریف ہی میں فوت ہوئے۔ اور وہیں دفن کئے گئے۔

قیوم رابعؒ

حضرت محمد زبیرؒ

آپ حضرت ابوالعلیٰ رحمۃ اللہ علیہ کے فرزندِ ارجمند تھے۔ آپ کے دادا حضرت حجت اللہؒ نے حضرت ابوالعلیٰ سے فرمایا کہ اس بیٹے کی شہرت بہت ہو گی۔ اور اس میں حضرت مجددؒ الف ثانیؒ کے تمام کمالات بہت تھوڑی ہی مدت میں ظاہر ہونے لگیں گے۔

جب حضرت قیوم ثالث محمد نقشبندؒ حج کے موقعہ پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مبارک پر پہنچے تو حضور نے اپنی نسبتِ خاص کا القا فرمایا۔ اور بشارت دی کہ اس نسبت کی وجہ سے تمہارے ہاں ایک لڑکا ہو گا۔ جو میرا نائب اور خلیفہ اعظم

ہوگا۔

ایک جگہ یہ تحریر فرمایا ہے کہ نجوم کے ماہرین نے عرض کیا کہ ایسا حسنِ اتفاق اور آسمانی سیاروں کا مبارک وقت نہ اس سے پہلے کبھی ہوا اور نہ بعد میں کبھی ہوگا۔

حضرت خواجہ محمد زبیر کی ولادت با سعادت پیر کے دن ۵ ذی قعدہ ۱۰۹۳ھ کو ہوئی۔

حضرت حجۃ اللہؒ آپ کے دادا نے فرمایا کہ مجھے اکثر اوقات غیب کی آواز سنائی دیتی ہے کہ گذشتہ اور آئندہ تمام اولیا اور صوفیا کرام کے کمالات حضرت محمد زبیرؒ کی ذات میں ودیعت کئے گئے ہیں۔

آپ کے بچپن کا یہ واقعہ بہت مشہور ہے کہ آپ کے گھر والوں نے دیکھا کہ ایک بہت بڑا اژدہا آیا۔ آپ کے ننھے ننھے ہاتھوں اور پیروں کو چوما۔ اور پھر اچانک غائب ہوگیا۔

آپ عام بچوں کی طرح کبھی بستر پر یا غیر مناسب جگہ پر

پیشاب یا پاخانہ نہ کرتے۔ رو کر دایہ سے کبھی دودھ نہ مانگتے جسم کو کبھی ننگا نہ ہونے دیتے۔ لڑکپن میں کھیل کود کو پسند نہ کرتے۔

چار سال چار ماہ کے ہوئے تو آپ کو تحصیلِ علم کے لئے ایک معلّم کے سپرد کر دیا گیا۔

اکثر بار ایسا ہوا۔ کہ آپ پر باطنی احوال واقع ہونے کی وجہ سے چہرہ مبارک کا رنگ تبدیل ہو جاتا۔ اور آپ کا جسدِ مبارک کانپنے لگتا۔ بعض اوقات ایسا ہوتا کہ آپ بے ہوش بھی ہو جاتے۔ پوچھنے پر کسی کو کچھ نہ بتاتے۔ حضرت حجۃ اللہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت زبیرؓ کو ہمراہ لے کر حج بیت اللہ شریف کے لئے روانہ ہوئے۔

حرمین الشریفین میں آپ آدھی رات سے دوپہر تک مراقبہ فرماتے۔ اور بعض اوقات اس سے بھی زیادہ دیر تک مراقبے میں رہتے۔ حضرت حجۃ اللہ نے آپ کے والدِ بزرگوار کو فرمایا کہ آپ کو قیومیت اور قطب الاقطاب کا منصب عطا

ہوا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ منورہ پر بھی دن رات مراقبہ فرماتے۔ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے خلعتِ قیومیت پہنایا۔

کچھ عرصہ کے بعد آپ قیوم ثالثؒ و قیوم رابعؒ واپس ہندوستان تشریف لے آئے۔ قیوم ثالثؒ تمام مریدوں اور ملنے والوں کو حضرت محمد زبیرؒ قیوم رابع کے پاس توجہ کے لئے بھیجتے اس وقت آپ کی عمر صرف اکیس سال کی تھی۔

حضرت قیوم رابعؒ کابل بھی تشریف لے گئے۔ اور عقیدتمندوں کو بیعت کیا۔ وہاں کے تمام چھوٹے بڑے مشائخ صبح و شام آپ کے حلقہ میں بیٹھتے۔

اورنگ عالمگیر کی وفات پر اس کے بیٹوں میں تخت و تاج کے لئے خونریز جنگ ہوئی۔ شہزادہ معظم بہادر شاہ بڑا نیک اور بزرگانِ مجددیہ کا عقیدتمند تھا۔ مگر دوسرا بیٹا اعظم شاہ کسی اور فرقہ سے تعلق رکھتا تھا۔ بہادر شاہ کے پاس فوج بہت کم تھی۔ اس نے اپنی کامیابی کے لئے صرف یہی سہارا

تلاش کیا۔ کہ حضرت قیوم رابع رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر دعا خیر کا ملتجی ہوا۔ آپ نے دعا فرمائی اور فتح کی خوشخبری سنائی۔ اور فرمایا کہ ہندوستان کی بادشاہت کے تم ہی وارث ہو گے۔

کہتے ہیں کہ اعظم شاہ اپنا لشکر جرار لے کر بہادر شاہ کے مقابلہ میں آیا۔ بڑے گھمسان کا رن پڑا۔ اعظم شاہ کی فوج غالب آئی اور بہادر شاہ کی فوج کے لاتعداد سپاہی مارے گئے۔ باقی جو بچے وہ بھی میدان چھوڑ کر بھاگنا چاہتے تھے۔ کہ بہادر شاہ نے ننگے سر ہو کر حضرت قیوم رابع کی طرف توجہ کی۔ اور امداد طلب کی۔ چند لمحے بعد شمال کی طرف سے خوفناک آندھی اٹھی۔ اور آناً فاناً گھٹا ٹوپ اندھیرا چھا گیا۔ اعظم شاہ کی فوج میں تہلکہ مچ گیا۔ گھوڑے اور ہاتھی گھبرا کر ادھر ادھر بھاگنے لگے۔ ادھر سے بہادر شاہ کے بچے ہوئے سپاہیوں نے توپوں کے وار کرنے شروع کئے۔ سپاہی پر سپاہی ہلاک ہونے لگے۔ یہاں تک کہ اعظم شاہ کی فوج کے پاؤں اکھڑ گئے۔ اور وہ

سامانِ جنگ چھوڑ کر بھاگ گئے۔ میدان بہادر شاہ کے ہاتھ رہا۔ اس دوران میں اعظم شاہ کا بیٹا بھی ہلاک ہو گیا۔ جس سے اسے بے حد صدمہ ہوا۔ کچھ دیر بعد کسی سپاہی نے اسے بھی گولی کا نشانہ بنا دیا۔ جنگ میں فتحیاب ہونے کے بعد بہادر شاہ تخت نشین ہوا۔ حضرت قیوم رابع لاہور تشریف لائے لاہور کے ہزاروں لوگ آپ کے مرید ہوئے۔ اکثر نے فنا و بقا کے عظیم مدارج حاصل کئے۔ اور بے شمار نے خلافت پائی کچھ عرصہ یہاں ٹھہرنے کے بعد سرہند شریف واپس تشریف لے گئے۔

سرہند شریف میں بعض ناعاقبت اندیش اور شیطان خصلت لوگ آپ کی مقبولیت سے جل کر تخریبی حربے اختیار کرنے لگے۔ آپ نے واضح کر دیا کہ یہاں کے رہنے والے جلد ہی بلائے ناگہانی میں مبتلا ہوں گے۔ مگر لوگوں نے اپنی جہالت اور تکبّر کی وجہ سے آپ کی نصیحت پر کان نہ دھرے۔ آپ اپنے عقیدت مندوں کے ہمراہ شاہ جہان آباد روانہ ہو گئے

وہاں شہر کے باہر ایک خستہ حالت اور غیر آباد مسجد کی مرمت کرائی۔ اور اسی میں سکونت پذیر ہو گئے۔ کچھ ہی عرصہ کے بعد اس مسجد کے اردگرد لوگوں نے گھر بنا لیئے۔ اور وہاں اچھا خاصا شہر آباد ہو گیا۔ ان ہی دنوں حضرت کو اللہ تعالےٰ نے ایک فرزند عطا فرمایا جس کا نام نامی عبدالقادر رکھا گیا۔

حضرت جاہ و جلال کے مجسمہ تھے۔ آپ کی مجلس میں کسی رئیس یا امیر کو گفتگو کا یارا نہ تھا۔ تمام لوگ حضرت کی بے حد تعظیم و تکریم کرتے۔ آپ کے روبرو سب کی گردنیں جھک جاتیں۔ دن رات میں سینکڑوں اشخاص حضرت کے دستِ مبارک پر بیعت کا شرف حاصل کرتے۔

ایک شخص نے اپنے بیعت ہونے کی وجہ اس طرح بیان کی کہ میں خدا کا قرب حاصل کرنے کے لیئے بہت سے فقراء کی خدمت میں رہا۔ مگر کچھ نہ پایا۔ آخر ایک جگہ جا رہا تھا کہ راستہ میں ایک سفید ریش نورانی شکل و صورت کے بزرگ سے ملاقات ہو گئی۔ ان کی شخصیت اس قدر پرکشش تھی کہ میں بے اختیار

PAKISTANI

ان کے قدموں میں گر پڑا۔ انہوں نے وجہ دریافت کی تو میں نے اپنا دلی مقصد بیان کیا۔ بزرگ نے فرمایا کہ قیوم وقت محمد زبیرؒ کی خدمت میں حاضر ہو جاؤ۔ تمہیں وہاں سب کچھ مل جائے گا۔ ان کی اس بات سے مجھے دلی سکون حاصل ہو گیا۔ وہ حضرت خواجہ خضر علیہ السلام تھے۔ چند دن بعد ہی آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت کا شرف حاصل کیا۔ نادر شاہ دلی پر لشکر جرار لے کر حملہ آور ہوا۔ اس کے سپاہی شہر میں قتل عام کر رہے تھے۔ گھروں میں گھس گھس کر مردوں، عورتوں اور بچوں کو تہ تیغ کر رہے تھے۔ صبح سے لے کر ظہر تک قتل و غارت کا ہی ہنگامہ برپا رہا۔ ایسا بہیمانہ اور سفاکانہ قتل عام تاریخ عالم میں نہ ہوا ہو گا۔ لوگوں نے نہایت عاجزی سے حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر توجہ کے لئے التجا کی۔ حضرت نے توجہ کے بعد فرمایا کہ یہ ہنگامہ جلد فرد ہو گا۔ اور بادشاہ ہی تخت پر رہے گا۔ اللہ کے فضل سے ایسا ہی ہوا۔ اور دوسری حکمت یہ ہوئی کہ جس محلہ میں حضرت تشریف فرما تھے۔ اس

مکاشفہ

حضرت کو کشف ہوا کہ آپ ایک بہترین خلعت پہنے ہوئے ہیں۔ اور اس پر سونے کے پانی سے بسم اللہ شریف خوبصورت خط میں لکھی ہوئی ہے۔ حضرت نے یہ مکاشفہ حضرت حجۃ اللہ کی خدمت میں بیان کیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ یہ خلعت منصب قیومیت ہے۔ جو تمہیں ملے گی۔ حضرت نے حضرت مجدد الف ثانیؒ کے اس قول کی تصدیق فرمائی کہ اسم ذات کے بعد عارف کے دل پر ایسا نور غالب آتا ہے کہ اگر اسے حضرت نوح علیہ السلام کی عمر بھی دی جائے اور بتکلف دل میں کوئی خطرہ لانا چاہے تو بھی نہیں آسکے۔ یہ ہمارا پہلا قدم ہے۔ بہت سے اس مقام پر پہنچے۔ لیکن یہ حالت نہیں پائی۔ حضرت قیوم رابعؒ نے فرمایا کہ فی الواقعہ ایسا ہی ہے۔ کہ دل میں سوائے اللہ تعالےٰ کے اور کوئی خیال نہیں آتا۔

حضرت کی عبادات اور عادات حضور سرور کائنات صلعم

کی سنت کے موافق تھیں۔ حضرت بے حد پرہیزگار، متقی اور صالح تھے۔ خلیق، سخی اور شریف اس قدر تھے کہ اس زمانہ میں شاید ہی کوئی ہوگا۔ حضرت کا ایک ایک لمحہ مختلف کاموں کے لئے مخصوص تھا۔

عادات

آپ کھانا بہت کم تناول فرماتے۔ دن میں صرف ایک دفعہ کھاتے۔ روٹی۔ چاول اور بکری کا گوشت پسند فرماتے۔ دسترخوان پر ترش چیزیں چٹنی اچار وغیرہ ضرور ہوتیں میٹھی چیزیں بڑی رغبت سے کھاتے۔ حلوہ آپ بہت پسند فرماتے۔ عصر کی نماز کے بعد سو مرتبہ استغفار پڑھتے۔ اور اپنے ساتھیوں کو بھی پڑھنے کے لئے فرماتے۔ شام کی نماز کے بعد تین مرتبہ حضرت آدم علیہ السلام پر درود بھیجتے۔ اور فرماتے کہ جو شخص حضرت آدم علیہ السلام پر درود بھیجتا ہے اللہ تعالےٰ اُسے بہشت میں جگہ دیں گے۔ حضرت کا کوئی وقت عبادت سے

خالی نہ گزرتا۔

حضرت سال میں چار عرس حضرت مجدد الف ثانیؒ کا۔ حضرت محمد معصومؒ کا۔ حضرت حجۃ اللہؒ کا اور اپنے والد ماجد حضرت ابو العلیؒ کا خود کرلتے۔ ماہ محرم میں تین دن یعنی نویں، دسویں اور گیارھویں تاریخ کو روزہ رکھتے۔ ماہ ذوالحجہ کی ساتویں، آٹھویں اور نانویں تاریخ کو۔ ماہ شعبان کی چودھویں اور پندرھویں تاریخ کو بھی روزہ رکھتے۔

حلیہ مبارک

حضرت کا قد مبارک نہ بہت لمبا تھا اور نہ بہت پستہ تھا۔ جسامت بھی اوسط درجہ کی تھی۔ سر مبارک گول۔ پیشانی کشادہ اور ابرو فراخ تھے۔ پیشانی پر محراب تھا۔ آنکھیں بڑی بڑی تھیں۔ آپ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھنا محال تھا۔ رخسار چمکتے دمکتے رہتے تھے۔ لب بہت باریک تھے۔ ریش مبارک نہ لمبی تھی نہ زیادہ گھنی۔ سر کے بال سالی میں

تین مرتبہ منڈواتے۔ حجامت پیر کے روز کراتے۔ ہاتھ بہت نازک تھے۔ انگلیاں لمبی تھیں۔ پاؤں سبک لمبے اور چوڑے تھے۔ ایڑی بے حد چمک دار تھی۔ حضرت کا رنگ سرخ و سفید تھا۔

لباس

سر پر پگڑی یا عمامہ باندھتے۔ شلوار اور کرتا پہنتے۔ جاڑے میں روئی دار واسکٹ پہنتے۔ آپ کا لباس قیمتی ہوتا۔

حضرت غربا اور مساکین پر بے حد مہربان تھے۔ اکثر اوقات انہیں اپنے پاس بلا کر ان کے حالات دریافت فرماتے۔ اور کھانے سے تواضع فرماتے۔

خصائص

حضرت کو اللہ تعالےٰ کی مہربانی سے قیومیت اور ولایت

سے ممتاز ہوئے۔

حضرت کے مرید بھی صاحبِ منصب تھے۔ اللہ تعالےٰ کے فضل سے مقاماتِ ولایت اور حقائق کمالاتِ نبوت سے مشرف ہوئے۔

آپ بھی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی طرح دوسری صدی کے مجدد ہوئے۔ حضرت پر علوم، معارف اور کمالات اور مقامات منکشف ہوئے۔ حضرت نے حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کی پوری پوری پیروی کی۔ اور آپ کو اس کے طفیل قبولیت اور مغفرت کی خوشخبری دی گئی۔

حضرت اسم اعظم کے عالم تھے۔ آپ کا آخری قول و فعل نماز تھا۔ جو انبیاء کا خاصہ ہے۔

اِنتقال

حضرت دائم المرض تھے۔ اکثر معدہ کی خرابی کی وجہ سے

جلاب وغیرہ لیا کرتے۔ سینہ میں درد کا عارضہ تھا۔ درد زیادہ بڑھ گیا تھا۔ بخار اور کھانسی رہتی۔ بہت علاج کرایا۔ مگر آفاقہ نہ ہوا۔ حضرت فرمایا کرتے کہ اب دوائیں بے اثر ہو چکی ہیں۔ ان سے اب شفا نہ ہو گی۔ کمزوری بے حد ہو گئی تھی۔ مگر اس حالت میں بھی درود، وظائف اور عبادات میں فرق نہ آیا۔ لوگوں کو توجہ بھی دیتے رہتے۔

رمضان شریف کا مہینہ تھا۔ روزے اور تراویح کا وہی اہتمام تھا۔ جو تندرستی میں ہوا کرتا تھا۔ اس سے حضرت اور بھی لاغر ہو گئے۔ رمضان کے بعد تین مرتبہ قرآن مجید ختم کیا۔ ۲۹ شوال تک مسجد میں آتے رہے۔ یہ حضرت کی مسجد میں آخری آمد تھی۔ حضرت کو بے ہوشی کے دورے پڑنے لگے۔ بڑی مشکل سے نماز ادا فرماتے۔ اشراق کے وقت حضرت کا وصال ہوا۔

۵۔ ذیقعد جمعرات کے روز نعش مبارک سرہند شریف لائی گئی۔ اور ۱۲ ذیقعد جمعرات کو حضرت کو دفن کیا گیا۔

اولاد

حضرت کی اولاد چار صاحب زادے اور دو صاحبزادیاں تھیں۔

تمت بالخیر

۱۱ اکتوبر
بروز جمعۃ المبارک ۱۹۵۷ء

(مطبوعہ: اشرف پریس لاہور)